(حقوق محفوظ ہیں)

(۱۴)

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر یکم لغایت چہارم — جلد چہاردہم ۱۴

معہ

ضمیمۂ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ۱۳۰۹ہجری ۔ مطابق ۱۸۹۱ء ۔

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عہ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے خواص (روساء اہل اسلام) بنظر اعانت للہ عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی ۱۰۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہے عاشہ روپیہ لیے جاتے ہیں ۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہیں رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں ان کو اعہ قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اگر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے ۔ اسکی عام قیمت تین روپیہ ہے

خاص ...... ے ۔ (اعلی ...... عہ ...... ادنی ۱۲

اس دفعہ کی اشاعت میں تین جداگانہ مضمون چھپے ہیں ۔

(۱)

جواب فیصلہ آسمانی

جو اس مجموعہ چار نمبروں میں ہے ۔ جنکی قیمت حسب شرح مراتب بالا علٰحدہ علٰحدہ ۔ عاعہ ۔ عصہ ۔ اور جو لوگ خرید کر فی سبیل اللہ تقسیم کریں اون سے ۔ ۸ ر

(۲)

مباحثہ لدھیانہ

جو تین نمبروں ۸ ۔ ۹ ۔ ۱۰ جلد ۱۳ میں چھپا ہے ۔ اور اسکی قیمت حسب شرح مراتب بالا تین روپیہ چھ روپیہ عہ ۔ ۸ ر

(۳)

فتوی علماء پنجاب وہندوستان

بحق

مرزا غلام احمد ساکن قادیان

[illegible]

اعلام عام

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت و عرضداشت سالانہ اشاعۃ السنۃ

جون ۱۸۹۱ء سے مارچ ۱۸۹۲ء تک جو اشاعۃ السنۃ کا کوئی پرچہ نہیں نکلا تو کیا اس سے اڈیٹر حاضر اپنی منصبی فرض اور قوم
کی خدمت کے ادا کرنے میں قاصر متصور ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اس عرصہ میں جو خدمت قلیلے قدرے ۔ زرے اس نے کی ہے وہ
اپنے زمانہ خدمت چودہ سال میں کبھی نہیں کی۔ جون ۱۸۹۱ء میں وہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۱۳ میں کیفیت گریز و فرار کادیانی اور
اسکے ایک فرضی حواری حکیم نور الدین جمونی کی رپورٹ کر کے پھر جولائی ۱۸۹۱ء سے اس اسلام و مسلمانوں کے دوست نما دشمن عقائد
اسلامی کے رہزن و بیخ کن (کادیانی) کے تعاقب میں رہا اور بشکل رد الفیل جولائی ۱۸۹۱ء میں بمقام لودہانہ اسکو جا پکڑا۔ اور بارہ
دن تک پے رکیدا اور اشتہار ۱۸ و ۲۱ جولائی کو ذلت کی شکست دیکر بھگا دیا۔ پھر ہندوستان بھر کے عقائد و مقالات کی نسبت
ایک استفتاء مرتب کیا۔ اور ایک لمبا سفر اختیار کر کے مختلف بلاد ہندوستان کے علماء و فضلا کا فتویٰ اسکے حق میں حاصل کیا۔ اور خواص
و عوام ہندوستان و پنجاب کو فرض ہمکو اور اپنی زبانی بیانات اور مواعظ کے ذریعے سے اسکے عقائد باطلہ پر آگاہ کر کے اس سے بچنے کے لیے ہوشیار
کر دیا۔ پھر جب اکتوبر ۱۸۹۱ء میں کادیانی نے دہلی پہنچکر سر اُٹھایا اور وہاں کے اکابر کو مقابلہ بحث کو مخاطب کرنے لگا۔ تو سمجھتے تھے ہل من
مبارز کا نعرہ [illegible] سیالکوٹ پہنچا۔ تو وہاں انکا
پیچھا لیا۔ اور مباحثہ سے صاف صریح انکار کر کے بھگا دیا۔ ان واقعات کی مفصل کیفیت وقتاً فوقتاً مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ شائع ہو
رہی ہے اور مکمل اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ و دیگر نمبروں میں ہو چکی ہے۔ اس خدمت و کارگزاری میں نو مہینے کا عرصہ اور صدہا روپیہ صرف ہوا
جسمیں قوم کے معاونوں سے (بجز بعض احباب لاہور و لودہانہ جنسے جزوی مدد پہنچی ہے) کسی سے ایک حبہ نہیں لیا۔ اور اس کش مکش اور
دوڑ دہوپ میں پرچہ ہائے پرچہ (نومبر ۱۸۹۱ء کے اور چار ۱۸۹۲ء کے) بھی بیکر معاونین کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہے۔ اس صورت میں
کوئی منصف و قدر شناس اسکو غیر حاضر کہہ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اس مالی و جانی خدمات میں انعام پانے کا مستحق ہے
اور نہیں تو معاونین اسکا واجبی بقایا چندہ بابت ۱۸۹۱ء و چار ماہ ۱۸۹۲ء ہی بلا طلب تقاضا ادا کریں۔ اور عزت و غیرت و اسلامی
حمیت کو کام میں لا کے یہ بھی لیں کہ انکے مذہبی دشمن اور عقائد اسلام کے رہزن کادیانی کے رسائل کفریہ خصوصاً اسکے ازالہ کے طبع
و اشاعت کے لیے اسکے دام افتادہ اہل وسعت نے صدہا روپیہ اسکو دیئے۔ اور ایک ایک نے دس دس بیس بیس بلکہ پچاس پچاس سو سو
رسالے خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کئے۔ آپ لوگوں میں معمولی پرچہ کے علاوہ دو دو چار چار نسخے خرید کر مفت تقسیم کرنے کی ہمت
و توفیق نہیں۔ تو معمولی پرچوں کی قیمت بطیب خاطر و بلا مطالبہ ارسال کر دو۔ امید ہے کہ خواہ مخواہ دین اہل سنت سید المرسلین اس گزارش
کیطرف توجہ کریں گے۔ اور کسی نہ کسی وجہ سے اسکی معاونت سے دریغ روا نہ رکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور مشرقی خواں علوم اسلامیہ خصوصاً انجمن اسلامیہ نعمانیہ (جو بجناب تعلیم علوم اسلامیہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتی) کی خدمات [illegible] کرنے سے رہ نہیں سکتے وہ ان علوم کی تحصیل اور اسکے انتظام [illegible] کریں اور اہل وسعت [illegible] اسلام سے [illegible] جہانتک وسعت رکھتے ہیں انجمن [illegible] کو دیکھا [illegible]

ابو سعید محمد حسین
اڈیٹر اشاعۃ السنۃ

ہوگا تو اچھا ہوتا ہے۔ اور انہوں نے جواب دیا کہ تم بذریعہ اشتہار اس مباحثہ سے انکار کر دو گو ہم بھی دست بردار ہو جائیں گے۔ اسپر کادیانی
نے ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار جاری کیا اور اس میں مولوی عبد الحق سے گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ اور صرف حضرت شیخ الکل سے مباحثہ
کا دعویٰ قائم رکھا۔ مگر بدقسمتی سے انکے ساتھ اس خاکسار کا نام بھی شامل کر دیا جسکی وجہ ہماری ہی ایک گفتگو علمی اور تدبیر عقلی تھی۔ جو
آپکے ایک سادہ لوح حواری کے ذریعہ سے عمل میں آئی تھی۔ اس اشتہار میں اپنے یہ مضمون لکھا۔ اس عاجز نے اشتہار ۲۔ اکتوبر میں
حضرت مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب کا نام بھی درج کیا تھا۔ مگر عند الملاقات اور باہم گفتگو کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ مولوی صاحب ایک
گوشہ گزین آدمی ہیں۔ اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام کے نفاق شقاق کا اندیشہ ہے۔ طبعاً کارہ ہیں۔ اور اپنے کام تفسیر قرآن
میں مشغول ہیں اور حسب منشاء اشتہار کے پورا کرنے سے بعذر ہیں۔ کیونکہ گوشہ گزین ہیں۔ حکام سے میل و ملاقات نہیں رکھتے اور با ایں صفت درویشی
صفت کے ایسی ملاقاتوں سے کراہت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور انکے شاگرد بٹالوی صاحب جو اب دہلی میں موجود
ہیں۔ ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ
سمجھنے میں حق پر ہیں تو میرے ساتھ پابندی شرائط بحث کریں"۔ مگر کادیانی کا یہ حیلہ کارگر نہوا۔ ادھر مولوی عبد الحق صاحب
انکے عذر اور وجہ انکار کو جھوٹا سمجھا اور ۹۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو مطبع یوسفی دہلی میں اس مضمون کا یہ جواب چھپوا کر مشتہر کیا۔ کہ گو مولوی عبد الحق
صاحب حکام سے نہیں ملتے۔ مگر بالائی انتظام کرنے کے لیے اور لوگ موجود ہیں کادیانی صاحب ۱۱۔ اکتوبر کو ٹون ہال میں آئیں۔ اور [illegible]
مباحثہ کریں ورنہ جھوٹے سمجھے جاویں گے۔ اور ادھر خاکسار نے کادیانی کے اشتہار [illegible] جواب [illegible] اشتہار [illegible] اکتوبر ۱۸۹۱ء
مشتہر کر دیا۔ اور اس میں یہ درج کیا۔ کہ آپنے خاکسار اور ہمارے شیخ شیخ الکل دونوں کو مقابل مباحثہ بنانا چاہا ہے۔ اور یہ بات ظاہر
و مسلم کل ہے کہ اثناء گفتگو کے وقت ایک ہی شخص بولیگا نہ یہ کہ دو۔ تو ملکر آپسے کلام کریں گے۔ لہذا یہ قرار پایا ہے۔ کہ پہلے خاکسار
آپسے گفتگو کرے۔ پس اگر آپکو ساکت اور لاجواب کردے تو حضرت شیخنا کو کسی تکلیف کی ضرورت نہ رہے۔ اور اگر خاکسار آپ کے
جواب سے ساکت ہو جاوے۔ تو پھر حضرت شیخ الکل آپکے استفادہ کی نوبت ہو گی۔ اور یہی امر بحکم عقل مناسب ہے۔ شاگرد کے
ہوتے ایک شیخ و امام وقت کو زیبا نہیں ہے۔ کہ وہ آپ جیسوں کو اپنا مخاطب و مناظر بناویں۔ اسکے بعد ہمارے آخر میں یہ بھی لکھدیا۔
کہ اگر آپ اپنی ہی شرطیں بالکل و بعینہ منظور کرانا چاہتے ہیں۔ تو ہم اس کے لیے بھی حاضر ہیں۔ لیجیے تاریخ ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء
بوقت ۷ بجے دن کے چاندنی محل میں تشریف لاویں۔ اور خاکسار سے گفتگو کریں۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں۔ اور آپکی
سبھی شرطیں منظور ہیں۔ یہ اشتہار چھاپ کر متعدد وسائل سے کادیانی کے پاس بھیجا گیا۔ اور کادیانی نے اس اشتہار
کے مضمون سے کوئی عذر و انکار نہ کیا۔ تو اس سے اسکی رضا اور تسلیم سمجھکر چاندنی محل میں فرش وغیرہ کا انتظام کرایا گیا۔ اور بذریعہ
ایک خط بھی خاکسار اور مولوی عبد الحق صاحب کیطرف سے انکو نام بھیجا گیا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ آپکے اشتہار میں مولوی عبد الحق
صاحب نے ٹون ہال میں مباحثہ کے لیے آپکو بلایا تھا۔ آج باتفاق چاندنی محل قرار پایا ہے۔ آپ بوقت مقررہ ضرور تشریف لاویں
کیونکہ فرش وغیرہ پر بہت سا روپیہ صرف ہو چکا ہے۔

+ نشان ہوئے یہ بساط اور اہل حق سے ہمسری + لوگمان یہ اور جناب شیخ عالم دین پناہ + "
اس تحریر میں جو یہ ذکر ہوا ہے۔ اگر آپ گفتگو اور فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو مولانا صاحب اور انکے تلامذہ
طیار ہیں۔ اسپر حاشیہ میں یہ لکھا ہے "مولوی عبدالمجید صاحب تو وہاں موجود ہی تھے۔ نواب سید سلطان
مرزا۔ اور صاحب نے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کا بھی ہاتھ پکڑ کر آگے کیا کہ لیجیے اسی مسئلہ میں گفتگو
کیجیے۔ مرزا صاحب نے انکار کیا" ہم اسکی اس قدر تشریح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ نواب سید سلطان مرزا جناب میان صاحب
کے پاس آئے اور خواستگار ہوئے۔ کہ آپ اپنے شاگرد کو مباحثہ کے لیے میرے ساتھ بھیجدیں۔ اور پھر حسب الحکم
حضرت شیخ الکل خاکسار کا ہاتھ میں ہاتھ لیکر کادیانی کی مجلس میں پہونچے۔ اور بآواز بلند فرمانے لگے۔ کہ مرزا صاحب آپکو
مناظرہ کا دعوے ہے۔ تو لیجیے یہ مولوی صاحب حاضر ہیں انسے مباحثہ کرلیں۔ کادیانی کہاں تھے۔ کہ بولتے اور
مباحثہ کیطرف رجوع کرتے۔ وہ خاکسار کی صورت دیکھتے ہی سرد ہوگئے۔ اور اور بھی زرد پڑگئے۔ اور مباحثہ سے انکار کرگئے
اس انکار کا آپ کے حواری نے سیالکوٹ گزٹ مطبوعہ ۱۴۔ نومبر ۱۸۹۱ء میں بایں الفاظ اقرار کیا ہے۔ کہ بٹالوی
صاحب آئے۔ کہ اس مسئلہ (وفات مسیح) پر بحث میں کرتا ہوں۔ ہمنے صاف لکھدیا۔ کہ اسوقت آپ مخاطب نہیں ہیں
شیخ الکل صاحب بحث کریں۔ چنانچہ وہ اپنا سا منہ لیکر واپس چلے گئے۔

اس ہزیمت و ننگ [illegible] مولوی محمد احسن صاحب [illegible] مستعار کادیانی
بھوپال سے مباحثہ کے لیے آئے تھے گفتگو کی ٹھہرائی۔ تو آپنے خط ۲۱۔ اکتوبر میں انسے یہ شرط کرلی۔ کہ
اس جلسہ میں ابوسعید محمد حسین اور مولوی عبدالمجید شامل نہوں۔ پھر چند روز انسے گفتگو کرکے اسکو ناتمام† چھوڑا اور
رات کے تین بجے پنجاب کا قصد کیا۔ اثناء راہ میں پٹیالہ جانے کا آپکو اتفاق ہوا۔ تو وہاں مولوی محمد اسحاق
صاحب پروفیسر مہندر کالج نے آپکو جا پکڑا۔ اور خوب رگڑا اور رگیدا۔ جسکی مفصل کیفیت لدھانہ میں چھپکر شائع ہوچکی ہے
پھر لودھانہ میں آپکا ورود ہوا۔ تو وہاں میر عباس علی صاحب نے جو آپکے سب سے پہلے حواری تھے آپکو سخت
ملزم کیا۔ اور مختصر گفتگو کرکے لاجواب کر دیا۔ جسکی مفصل کیفیت مطبع دبدبہ اقبال بریلی لدھانہ میں چھپکر شائع ہوچکی ہے
یہ متعدد شکستیں اور ہزیمتیں پاکر۔ آپ افسردہ و پژمردہ ہوکر قادیان میں پہونچے۔ تو چاروں طرف سے نعرہ
لعنت و ملامت آپ پر بلند ہونے لگا۔ اور آپکی ہزیمت و شکست کا شہرہ عام ہوگیا۔ اور اس سے آپ پر ہجوم و افکار
کا غلبہ ہوا۔ تو اس غم کو غلط کرنے۔ اور اس شہرت و بدنامی کو حواریوں کی نظر میں کم کرنے کی غرض سے آپ نے یہ
آسمانی فیصلہ لکھ مارا۔ جسمیں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ صرف وہی پرانی باتیں ہیں۔ جو شروع زمانہ
دعوے الہام سے آپ لکھتے چلے آئے ہیں۔ فرق ہے تو اتنا ہے۔ کہ انکا پیرایہ بدلا گیا ہے۔ آپ مضامین کو ذیل از

† فائدہ — اس بحث سے پہلے یہ شرط ہوچکی تھی۔ کہ جو شخص طرفین میں سے ترک بحث کریگا۔ اسکا گریز کرنا
سمجھا جاویگا۔ آپ نے بحث کو ناتمام چھوڑا تو باعتراف خود گریز کیا۔

اس خط کے پہونچنے پر اپنے اشتہار ۶۔ اکتوبر کے عہد واقرار کو توڑ دیا۔ اور خاکسار کے ساتھ مباحثہ کرنے سے
صاف انکار کر دیا۔ اور اسی بات پر اصرار اختیار کیا۔ کہ مین خاص مولوی نذیر حسین صاحب سے گفتگو کرونگا۔
مولوی ابوسعید محمد حسین کی گفتگو سے مجھے بالطبع نفرت ہے۔ ہان وہ مولوی سید نذیر حسین صاحب کے مددگار
رہین۔ انکو لکھنے مین مدد دین یا کوئی بھولی بات یاد دلا دین۔ تو مضائقہ نہین۔ اور اس اصرار کے پورا ہونے کی
شرط سے جلسہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء مین حاضر ہونا منظور کیا۔ جناب حضرت شیخ الکل نے اس کے اس اصرار کو منظور
کر لیا۔ اور حسب قرارداد ۱۱۔ تاریخ کو چاندنی محل مین پہونچکر منظوری شرط واصرار کادیانی کا مستفسر ہوا [illegible]
اس خط کے پہونچنے پر کادیانی نے اپنے اس اقرار کو بھی توڑا۔ اور مجلس مین آنے سے صاف انکار کیا۔ اور اس مضمون
کا خط لکھا "چونکہ مین دیکھتا ہون کہ جوش عوام کا حد سے بڑھا ہوا ہے۔ اور مین دیکھتا ہون کہ اس جوش کی حالت
مین کسی مفسدہ کا اندیشہ ہے۔ ابھی ایک شخص مجھے کہہ گیا ہے۔ کہ مین خیر خواہی کے رو سے کہتا ہون۔ کہ عوام کی نیت
فساد پر ہے۔ لہذا یہ تجویز قرار پائی ہے۔ کہ غلام قادر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس جا کر اطلاع دین۔ تو پھر ایک تاریخ مقرر
کر کے جلسہ ہو"۔ جسپر جلسہ برخاست ہوا۔ اور کسی ناکس سکنائے دہلی نے جان لیا۔ کہ کادیانی کو مباحثہ منظور نہین ہے
اور وہ صرف حیلہ وبہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتا ہے۔ اس واقعہ کی مفصل کیفیت اشتہار ۱۲۔ اکتوبر مین مشتہر ہو چکی۔
اس سے پہلے بھی ایکدفعہ حضرت شیخ الکل نے کادیانی کے اس اصرار کو توڑا اور خود بہ نفس نفیس اسکے شبہات
کو دور کرنا چاہا۔ یکم ربیع الاول [illegible] آپ بے تکلف میرے
مکان پر آجائین۔ اور اپنے شکوک کا ازالہ کرالین۔ اس خط کے جواب مین بھی اُسنے آنے سے انکار کیا۔ اور یورپین افسر کے
موجود ہونے کی شرط کو آڑ بنایا۔ حضرت شیخ الکل اور اس خاکسار کے علاوہ بہت سے علماء دہلی نے کادیانی کو مباحثہ
کیطرف بلایا۔ اور اس کی جملہ شروط کو منظور کر کے اس سے مباحثہ کرنا چاہا۔ ازان جملہ ایک مولوی عبد المجید
صاحب واعظ دہلی ہین۔ جنہون نے کئی اشتہار وغیرہ کادیانی کو دعوت کیا۔ اور اسکے ثبوت دعوے پر ایک ہزار روپیہ
انعام بھی دینا منظور کیا۔ ازان جملہ ایک مولوی رحیم بخش صاحب مدرس مدرسۃ القرآن ہین۔ جنہون نے بمنظوری
جملہ شرائط کادیانی اپنے مدرسہ مین انکو بلایا۔ ازان جملہ مولوی محمد علی خانصاحب ہین جنہون نے ۱۰۔ اکتوبر کو
بمنظوری جملہ شرائط مسجد فتحپوری مین کادیانی سے مباحثہ کا اشتہار دیا۔ ازان جملہ مولوی عبد المجید صاحب ہین
جنہون نے کادیانی کے عذرات کو اپنے اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء مین یون توڑا۔ کہ آپ اپنے کوٹھے کی چھت پر بیٹھکر
گفتگو کرین۔ مین اسکے مقابل کوٹھے کی چھت پر بیٹھکر گفتگو کرونگا۔ اور بیچمین بازار حائل رہیگا۔ اور کسی قسم کا اندیشہ
انکو باقی نرہیگا۔ اور اسی قسم کے اور اشتہارات انکے مقابلہ مین نکلے جنکی تعداد چودہ سے زیادہ ہے۔ مگر آپکو کسی شخص سے مباحثہ
اور مقابلہ کا حوصلہ نہ پایا۔ اور اپنے گھر سے جسکے دروازہ پر پولیس کا پہرہ بٹھا رکھا تھا۔ قدم باہر نرکھا۔

کادیانی کے اس گریز [illegible] تمام ہندوستان
و پنجاب مین شہرہ ہو گیا۔ اور ذلت وبدنامی کی سیاہی کا دھبہ آپ پر لگ گیا۔ تو آپنے اس دھبہ کو اٹھانے کو

لیے یہ تجویز نکالی کہ حتی الوسع ایک مجمع عام مین حضرت شیخ الکل سے ایکدفعہ آمنا سامنا ہو جائے۔ گو گفتگو کچھ ہی نہو۔ یہ سوچکر آپنے ۱۰۔ اکتوبر کو ایک اشتہار نکالا جسمین دو ڈن (یعنے درجن) سے زائد حضرت شیخ الکل کو گالیان دین۔ پھر اُسکے اخیر مین یہ فریب کا ہوا مضمون درج کردیا "اگر شیخ الکل مجھے غلطی پر سمجھتے ہین تو مجمع عام مین میرے خیالات و دلائل کے جھوٹا ہونے پر قسم کھالین"۔ حضرت شیخ الکل و خاکسار اور بعض ارباب شوری حضرت شیخ الکل کادیانی کی اس غرض کو سمجھ گئے تھے۔ اور انکو مجلس عام مین حاضر ہونے اور اس سیاہی کے دھبہ کو اُتارنے کا موقعہ دینا پسند کرتے تھے اور یقیناً جانتے تھے کہ وہ اپنے اقرار پر قائم رہیگا نہ مباحثہ کریگا۔ اور نہ حضرت شیخ الکل کی قسم پر راضی ہوگا۔ اسی نظر سے اسکے اشتہار ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کا جواب اعلام عام اہل اسلام کے ضمن مین بھیجا گیا۔ کہ کادیانی اس بدگوئی اور سخت زبانی کے ساتھ جناب شیخ الکل سے خطاب کی لائق نہین رہا۔ ہان خاکسار اور حضرت شیخ کے دیگر تلامذہ سے جسکو وہ پسند کرے اُس سے گفتگو کرلے۔ اگر مباہلہ کرنا ہے تو صوفی عبدالحق امرتسری سے کرے یا مولوی عبدالمجید صاحب سے۔ یہ اعلام ۸ صفحہ پر ۱۲۔ بجو ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ عیسوی کو چھپکر شائع ہوا۔ مگر عوام الناس اور بعض خواص نے حضرت شیخ الکل کو جامع مسجد دہلی مین جانے پر مجبور کیا۔ جب حضرت شیخ الکل نے جامع مسجد مین ہوکر نواب [illegible] خان صاحب بہادر رئیس لوہارو و مولوی عبدالمجید صاحب اور میر بشارت حسین صاحب کوتوال شہر کی وساطت سے کادیانی کو پیغام بھیجا کہ مین آپکے عقائد باطلہ کے غلط اور ناحق ہونے پر قسم کھانے کو تیار ہون۔ ہمارے سامنے آؤ۔ اور اپنے عقائد و دلائل بیان کرو۔ تو کادیانی نے اس سے صاف انکار کیا۔ مباحثہ کیطرف بلایا گیا تو اس سے بھی فرار اختیار کیا۔ اسکی مفصل کیفیت تحریر مطبوعہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء محررہ مولوی عبداللطیف خلف الصدق مولوی عبدالمجید سے نقل کیجاتی ہے اسکے صفحہ ۲ مین ہے۔

بعد ادائے نماز فریضہ جناب مولوی عبدالمجید صاحب و سید بشیر حسین صاحب انسپکٹر پولس و جناب نواب سعیدالدین احمد خان صاحب بہادر منجانب جناب مولانا صاحب مع مرزا صاحب کے پاس گئے اور کہا حسب ارادہ مرزا صاحب آپ یہ کہتے ہین کہ اگر جناب مولانا صاحب نے میرے دلائل بحلف رد کردیئے تو مین جلد سی عجب توبہ کرلونگا۔ مرزا صاحب خاموش رہے بعض حوارین گھبرا کر کھڑے ہوگئے اور کہا ایک سال کے بعد توبہ کرین گے۔ مگر اسمین یہ شرط ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب کی بددعا کا اثر ہوا (یعنے اگر ایک سال کے اندر مولانا صاحب کو نقصان پہنچا یا مرگیا یا درد سر ہوگیا تو توبہ کرینگے)۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولس (ہنس کر) یہ تو کوئی کام کی بات نہین ایسی باتون کو تو کوئی بھی منظور نہین کرسکتا۔

مولوی عبدالمجید صاحب (صاحب صوف سے مخاطب ہوکر) ہم آپکو ثالث مقرر کرتے ہین آپ ان مین رعایت کرین کہ بموجب تحریر جناب مولانا صاحب آپ اپنے عقائد کا ثبوت بیان کرسکتے ہین اور در صورت عدم تسلیم مولانا صاحب کی قسم اور حلف پر موقوف تو بہ کرینگے یا نہین۔ ہم بات بڑھانی اور وقت گذارنا نہین چاہتے۔

صاحب بہادر مرزا صاحب اور انکے اعوان کو عرصہ تک سمجھاتے رہے کہ تم کیون بات بڑھاتے ہو ایک بات مختصر کہو

کرتم کو یہ بات منظور ہے یا نہیں۔

مرزا صاحب۔ ہم صرف حیات و ممات مسیح میں گفتگو کرنی چاہتے ہیں۔ اور کچھ نہیں۔

مولوی صاحب۔ اس مسئلہ حیات و ممات کا بھی اور آپکے کل عقائد کا ہم فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کیوں ایک ہی مسئلہ کا فیصلہ کریں جب آپکے بہت سے عقائد خلاف اہل اسلام ہیں بڑا دعویٰ تو آپ کو مسیحائی کا ہے۔ آپ اسکا کچھ ثبوت دیجئے۔

صاحب بہادر و نواب صاحب و جناب منشی اکرام اللہ خانصاحب رجسٹرار و مجسٹریٹ و نواب سید سلطان مرزا صاحب آنریری مجسٹریٹ و تمام معززین و اراکین جلسہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیے مرزا صاحب کی طرف سے کوئی جواب۔

مولوی صاحب۔ پبلک کی رائے پر آپ کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔

حواریین مرزا صاحب۔ پبلک آپکے ساتھ ہے۔

صاحب بہادر (مرزا صاحب سے مخاطب ہو کر) آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ثبوت پیش کریں فرض کرو کہ مسیح مر گئے تو بحالت میں سب لوگ برابر ہیں آپ کو کیا زیادہ حق ہے۔ کہ مسیح کہا جائے۔ بہر صورت آپ کو اپنے دعوی کا ثبوت دینا ضرور ہے مرزا صاحب کی طرف سے کچھ جواب نہ ملا۔

مولوی صاحب (آواز بلند سے) صاحبو خاموش ہم ہر مسئلہ میں گفتگو کے لیے تیار ہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی نص یا برہان ہو تو لائیے بہت بلند آواز سے ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین۔

غلام قادر صاحب خواری (صاحب بہادر سے مخاطب ہو کر) دیکھئے صاحب یہ لوگوں کو ستا رہے ہیں۔ صاحب بہادر [illegible]

خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل علیگڈھ منجانب مرزا صاحب (مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر) حضرت ایک شخص مسلمان ہونا کہتا ہے کیوں اسے مسلمان نہیں کرتے۔

مولوی صاحب۔ اگر توبہ کرے ہمارا بھائی ہے۔

خواجہ صاحب۔ میں ابھی انسے توبہ لکھوائے لیتا ہوں۔ وہ لکھدینگے کہ جو کچھ قرآن و حدیث کے خلاف میں نے لکھا ہے۔ وہ مردود ہے۔ اور میں مسلمان ہوں۔

مولوی صاحب۔ اگر وہ بغیر کسی مغالطہ کے ایسا لکھیں۔ تو ہم ابھی منظور کرتے ہیں۔

مرزا صاحب توبہ نامہ لکھنے لگے مگر ویسا ہی لکھا جیسا کہ ۱۲ اکتوبر کے اشتہار میں شائع کر چکے تھے۔

مولوی صاحب یہ تو مرزا صاحب پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ لکھنا تو یہ چاہیے۔ کہ جو عقائد خلاف اہل اسلام میں نے فتح اسلام توضیح مرام۔ ازالہ اوہام میں لکھے ہیں انسے توبہ کرتا ہوں۔

خواجہ صاحب۔ مرزا صاحب نے کوئی امر خلاف اہل اسلام نہیں لکھا مگر سمجھنے کا فرق ہے۔

مولوی صاحب [illegible] مرزا صاحب [illegible] گفتگو کریں [illegible] انکے عقائد خلاف قرآن و حدیث [illegible] ہم ابھی انکی کتابیں پیش کرتے ہیں۔

مرزا صاحب۔ ہم گفتگو نہیں کرتے۔

اراکین جلسہ۔ یہ جلسہ اسلیے ہوا ہے۔ کہ آپ اپنے عقائد کا ثبوت بیان کریں۔ مولانا محمد سید نذیر حسین صاحب تسلیم کریں۔ یا بخلاف انکا خلاف قرآن و حدیث ہونا بیان کریں۔ تو آپ توبہ کریں۔

مرزا صاحب۔ ہم صرف حیات و ممات مسیح میں تحریری ثبوت چاہتے ہیں۔ اور کوئی گفتگو نہیں کرتے۔

اراکین جلسہ۔ یہ مجمع تحریر کے لیے منعقد نہیں ہوا۔ یہ کام تو گھر بیٹھے بھی ہو رہے ہیں جب آپ ثبوت دعویٰ نہیں بیان کرتے۔ تو خلقت کو رخصت کر دینا چاہیئے۔ آخر میں جناب نواب سعید الدین احمد خانصاحب نے اراکین جلسہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اچھا کچھ نہیں تو مرزا صاحب صرف ممات مسیح میں اپنے دلائل پیش کریں۔

مرزا صاحب۔ ہم تو صرف مولانا صاحب سے تحریری ثبوت چاہتے ہیں۔

اراکین جلسہ۔ اگر آپ گفتگو اور فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو مولانا صاحب اور انکے تلامذہ تیار ہیں۔ خلاف مقصود تحریر ان کے لیے یہ جلسہ نہیں ہے۔

خواجہ صاحب (پبلک کیطرف مخاطب ہو کر) میں مرزا صاحب کی ایک تحریر سناتا ہوں۔

مولوی صاحب۔ آپ اس بات کا مجاز نہیں رکھتے۔

خواجہ صاحب (کھڑے ہو کر) آپ نہ بولیں۔ میں سناؤں گا۔

مولوی صاحب۔ آپ سنائیں ہم ہر ہر جملہ کا رد کریں گے۔

صاحب بہادر [illegible] مولوی عبدالمجید صاحب سے مخاطب ہو کر۔ کہا آپ لوگوں سے پکار کر کہدیں کہ رخصت سب لوگ جاؤ مرزا صاحب گفتگو نہیں کرتے۔

مولوی صاحب۔ صاحب جلسہ برخاست۔ مرزا صاحب اپنے دعوے کا ثبوت نہیں بیان کرتے۔

صاحب بہادر۔ مولوی نذیر حسین صاحب سے بھی کہدیجیے۔ کہ جلسہ برخاست۔

مولوی صاحب و انسپکٹر صاحب نے جناب مولانا صاحب کے پاس آکر یہی کہدیا کہ جلسہ برخاست مرزا صاحب گفتگو نہیں کرتے۔ اسکے بعد **صاحب بہادر** و انسپکٹر صاحب نے مرزا صاحب سے کہا کہ تشریف لیجیے اب بیٹھنا بیکار ہے مرزا صاحب اسکو بسا غنیمت سمجھے اور مع حواریین کے جلدی سے کھڑے ہو گئے۔ صاحب بہادر نے مرزا صاحب کو پولیس مینوں کی حفاظت میں انکی گاڑی تک پہنچا دیا۔ جامع مسجد سے گاڑی تک جس ہیئت و شان سے مرزا صاحب پہنچے ہیں اسکا نقشہ اے ناظرین میں آپکو کیونکر دکھلاؤں۔ مرزا صاحب کی اسوقت عجیب قابل دید کیفیت تھی۔ ذوالجلال اس شعر سے آپ اندازہ کریں۔ **شعر** عجائب چال سے ظالم ترا ستانہ آتا ہے + اڑاتا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے +

مرزا صاحب کے چہرے پر ہلدی کھنڈی ہوئی تھی۔ ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ شرم سے سرنگوں۔ عرق میں غرق۔ تمام اعضا میں رعشہ از پا تا فرق پیر رکھتے کہیں تھے پڑتا کہیں۔ تھا دو طرف حواری سہارا لگائے ہوئے آگے آگے سیٹی پیر ندشتے صاحب بہادر اور انسپکٹر صاحب لائٹھی چار و طرف پولس مینو نکا ایک حلقہ۔ دو رویہ راہ میں تماشائی انبوہ اور ہر شخص کی زبان پر جاری مرزا صاحب کے مناسب حال۔ یہ تھا شعر + کیا اسی بستے پہ تھی اس نفس پرستی کی پکار + کیا یہی تھی طراری اور ادعائے دستگاہ +

اشتہار سنانے کے لیے آپنے قادیان مین جلسہ کیا۔ اور اسمین اپنے مخلص خلیفون کو۔ جنمین اکثر کہ ہیڈ یا نمبر از
حکیم **نورالدین** جمونی ہین بلایا۔ اور وہ فیصلہ پڑہ سنایا۔ اور اُسکے ذریعہ سے بہت سا روپیہ بہی وصول کیا۔
اور کچھ غم غلط ہوا۔

افسوس۔ حاضرین جلسہ مذکورین بر طبق۔ الیس منکم رجل رشید۔ ایک شخص بہی ایسا نہ نکلا جسنے یہ سمجھا ہو۔
کہ اس فیصلہ مین کوئی نئی بات نہین ہے۔ وہی پرانی باتین ہین۔ جو مدت سے لکھی جاتی ہین۔ بلکہ سب نے کادیانی
کے مسمریزم کی نگاہ سے مفتون ہو کر اس فیصلہ کو ایک نیا شگوفہ سمجھ لیا۔ اور اسکو شایع کرنے کا مشورہ دیا۔ اس
فیصلہ کا جو حال ہے وہ ناظرین کو اسکے جواب پڑھنے سے معلوم ہو گا۔

اسمقام مین دو باتین اور اسکے متعلق لکھنی ضروری ہین **اول** یہ کہ اس فیصلہ مین پچھلے مباحثات مین کادیانی نے
اپنی فیروزی و فتحمندی ظاہر کر کے آیندہ مباحثہ کرنے کا بھی دعوی کیا تھا۔ فیصلہ مین تو صرف شیخ الکل کا نام درج
کیا۔ مگر زبانی جلسہ فیصلہ مین اور اس سے آگے پیچھے خاکسار کا نام لیا۔ اور اپنا مباحث بنانا چاہا۔ سب بات کو بٹالہ
اور اسکے اطراف موضع سیکہون نے بیان کیا ہے۔ جسپر لاہور و امرتسر وغیرہ شہروں مین یہ چرچا پھیل گیا۔ کہ کادیانی صاحب
اب لاہور مین آوینگے۔ اور مباحثہ کرینگے۔ یہ **چرچا سنکر** یہ خاکسار جو کادیانی کے شکار کرنے کا عادی اور کمال
درجہ کا شائق ہے۔ اپنے وطن بٹالہ سے لاہور آ پہنچا اور مباحثہ کے لیے مستعد بیٹھا۔ خلاف اسکے کادیانی صاحب

اوائل فروری مین لاہور تشریف لائے۔ اور منشی میران بخش صاحب میونسپل کمشنر کی کوٹھی مین فروکش ہوئے۔
انکے آنے سے دوسرے ہی دن خاکسار کا پیام مباحثہ بھیجا۔ تو آپ نے اور آپکے حواریون نے انکار کیا۔ مگر آپ کی
اس بہادری کو دیکھو کہ اس انکار پر بھی آپنے دوسری مجلسون مین دعوے مباحثہ نچھوڑا۔ جسپر ایک نوٹس مباحثہ
خاکسار اور دیگر علماء شہر لاہور کیطرف سے آپکے پاس بھیجا گیا۔ وہ نوٹس آپنے نہ لیا۔ تو چھپوا کر آپکے دروازہ پر
چسپان کیا گیا۔ پہر تو آپنے قیام لاہور کو موجب موت و ہلاکت سمجھا۔ اور مالک مکان سے کرایہ جو پیشگی دیچکے تہے
واپس لیکر اسی نوٹس کے دن رات کے نو بجے سیالکوٹ کا رستہ لیا۔ وہان جا کر بھی پرائیویٹ جلسون مین
مباحثہ کا دعوے نچھوڑا۔ تو وہان نوٹس نمبر ۲۔ آپکے نام ۱۷۔ فروری کو بھیجکر ۱۹۔ تاریخ تک جواب کا انتظار
کیا۔ جواب نہ آیا۔ تو یہ خاکسار حسب درخواست روساء سکناے **سیالکوٹ** وہان پہونچا۔ نوٹس کے
پہونچنے کے دن سے آپکو یہ الہام ہو چکا تہا۔ کہ اب سیالکوٹ سے کوچ کرنا مناسب ہے۔ خاکسار کے پہونچنے پر تو وہ
الہام قطعی واجب العمل ہو گیا۔ اور آپنے رات کی ٹرین مین وہان سے **کوچ** کیا۔ روانگی سے **پیشتر**
معزز اشخاص کا ڈپوٹیشن جنمین غلام حیدر خان صاحب سررشتہ دار ضلع کا نام اسوقت یاد ہی ان کے پاس بہیجا
اور انہون نے کادیانی صاحب کو مباحثہ کے لیے بہت کہا۔ مگر انہون نے اس عذر سے **انکار** کیا۔ کہ ابو سعید محمد حسین
میری تکفیر کا فتوی دیچکے ہین۔ اور مجہے گالیان دیتے ہین۔ مین انسے بحث نہین کرتا۔

ہرچند لوگون نے اس غدر کا یہ جواب دیا کہ انکی تکفیر کا فتویٰ جو لکھا گیا ہے۔ اسمین مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنی خاص رائے کو درج نہین کیا۔ اور وہ فتوے ہنوز عام مین مشتہر نہین ہوا۔ اور جن گالیون کا آپ اندیشہ کرتے ہین انکا مجلس مناظرہ مین صدور ہو تو۔ اسپر فی گالی سو روپیہ جرمانہ دینے کو وہ حاضر ہین۔ مگر پھر بھی انہون نے مباحثہ منظور نکیا۔ ملک قطب الدین خانصاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سیالکوٹ نے لوکل حکام سے اجازت لیکر مباحثہ کی یہ تجویز نکالی تھی۔ کہ فریقین جدا جدا بیٹھین۔ اور اپنا سوال وجواب بذریعہ تحریر پیش کرین۔ جسکا مناسب مطابق مطلوب ہونا۔ ایک وکیلون کی جماعت دیکھے۔ اور درصورت غیر مطابقت راقم کو واپس دے۔ اور اسکو الزام یافتہ قرار دے۔ اور اس تجویز سے خاکسار کے سیالکوٹ پہونچنے سے پہلے کادیانی نے بھی رضامندی ظاہر کی تھی۔ مگر وہ اس عاجز کے پہنچنے کے بعد انہون نے رضامندی سے انکار کیا۔ اور بوریا بدھنا اوٹھایا۔ اور کوچ بولا۔ ایک سبب جلد کوچ کرنے کا کادیانی نے یہ بھی بیان کیا تھا۔ کہ ہمارے دیر کرنے سے ہماری زمین خراب ہو رہی ہے۔ مگر جب آپنے کوچ کیا۔ تو کپورتھلہ کا راستہ لیا۔ جہان انکی کوئی زمین نہین ہے وہان بھی خاکسار کا ایک اشتہار موسوم بدعا نامہ جسمین کپورتھلہ پہنچکر آپ سے مباحثہ کرنے کا دعوی کیا گیا ہے۔ آپ کے پاس بھیجا گیا۔ وہان اوس سے یہ اشتہار پہنچ گیا۔ اور اودہر علماے کپورتھلہ۔ اور اسکے قرب وجوار مولوی نظام الدین صاحب و مولوی عبد القادر صاحب وغیرہ نے آپ جا گیرا۔ جسکی کیفیت اشتہار کپورتھلہ مین چھپکر شائع ہوئی ہے۔ تو آپنے معمولی رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ جالندھر کا قصد کیا۔ جالندھر کے بعض احباب نے کادیانی کے مقابلہ کے لیے خاکسار کو بلایا۔ تو یہ عاجز بشرط منظوری مباحثہ ازجانب کادیانی جالندھر جانے کو تیار ہوا۔ مگر جالندھر سے ایک خط مرسلہ ماسٹر محمد الدین خانصاحب وحاجی بدرالدین صاحب اس مضمون کا پہنچا۔ کہ وہ آپکے ساتھ گفتگو کرنے سے صاف انکار کرتا ہی

اب یہ امر پنجاب کے مشہور شہرون مین زبان زد عامہ خلائق ہے۔ کہ کادیانی کو مولوی ابوسعید محمد حسین کے ساتھ مباحثہ کرنے سے صاف اور قطعی انکار ہے۔ اس سے ناظرین اہل انصاف یقین کر سکتے ہین کہ اس فیصلہ آسمانی اور اپنے بیان زبانی مین اسکا دعوے مباحثہ صرف ابلہ فریبی اور طفل تسلی ہے۔ اور حقیقت مین اوسکو مباحثہ منظور نہین۔

دوسرے ایک بات اسمقام لائق اطلاع عامہ ناظرین یہ ہے۔ کہ مباحثہ مین اُسنے پہلے دن سے یہ شرط قائم کر رکھی ہے۔ کہ مباحثہ تحریری ہو۔ نہ تقریری۔ اور تحریر بھی اس طرز سے۔ کہ آپ جو جی مین آوے اور جسقدر جی چاہے۔ اور جتنے وقت مین ہو سکتے جاوین کوئی اس سے مزاحمت نکرے۔ اور بوقت قرأت تحریر والا بھی اوسپر کوئی ایک کلمہ تک منہ سے نہ نکالے۔ اور اس مجلس مین کوئی مصنف بھی نہ ہو۔ جو اپنے منصب کے موافق اس تحریر پر کوئی اعتراض کر سکے۔ اور پرچے بھی محدود ہون اور

پسند کرنا آپ ہی کے اختیار سے ہو۔ اس شرط سے کس وناکس اشرطیکہ عقل انسانی کا کوئی حصہ رکھتا ہو
سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس شرط سے آپکا مقصود صرف یہ ہے۔ کہ آپ جو چاہین لایعنی اور فضول باتین لکھتے
جاوین۔ اور فریق ثانی فضول گوئی سے تنگ آکر مباحثہ ترک کرے۔ اور اس مجلس مین آپکا نام
ہو جاوے۔ کہ آپ نے اتنے اوراق لکھے اور اتنی دیر تک بولتے رہے۔ اور باوجود عدم مداخلت علوم
رسمیہ کئی دن تک فلان عالم سے مباحثہ کرتے رہے اور اس سے آپ کی شہرت ہو۔ یہ مقصود آپکا ہرگز
نہین۔ کہ کسی مسئلہ مین حق ظاہر ہو یا علمی تحقیقات سے لوگون کو نفع پہونچے۔

ایک شرط آپنے مباحثہ لودہانہ مین ترک اٹھاکر یہ قائم کر رکھی ہے۔ کہ بحث مقصود سے پہلے تمہیدی
امور اصولِ موضوعہ پیش نہون۔ جس سے آپکا مقصود یہ ہے۔ کہ آپ کی فضول گوئی و آزادی کو کوئی مانع نہو
جس حدیث یا اجماع یا دلیل عقلی یا قاعدہ اصول یا صرف یا نحو یا معانی و بیان کو آپ چاہین۔ دلیل
ماین جسکو نچاہین اسکو دلیل ہونے سے خارج کرین اور جس آیت اور حدیث کے جو معنے چاہین اختیار کرین۔
جس معنے کو چاہین رد کرین۔ ماضی سے مضارع مراد لین اور مضارع سے ماضی۔ حقیقت کو مجاز ٹھہرا دین
اور مجاز کو حقیقت و علی ہذا القیاس۔

بنا بر علیہ طالبِ حق کو بغرض و امید احقاق حق آپ سے مناظرہ کرنا عبث اور محض فضول ہے۔ کوئی انسے
مباحثہ کرنا چاہے تو اسکو یہ امید قطع کرکے صرف اس غرض سے مباحثہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسکو ملزم کرے
اور اسکے علم و دیانت و حق طلبی کی قلعی کھولے۔ اسی غرض سے یہ عاجز مدت سے اسکے تعاقب مین ہے
اور اپنے دوسرے اسلامی بھائیون کو بنظر خیر خواہی کہنا مناسب سمجھتا ہے۔ کہ اس خدمت کو اسی عاجز کی سپرد
کر دین۔ اور خود اس سے سبکدوش رہین۔ خاکسار اسکے الزام اور افحام کے طریق و انداز سے بخوبی واقف ہو چکا ہے
اسلیے وہ اپنے سب بھائیون کیطرف کافی ہے۔

یہ دعوے مباحثہ کے متعلق واجب العرض امور تھے جو بیان کئے گئے۔ اور فیصلہ آسمانی کا شان نزول
بتایا گیا۔ اس فیصلہ کا اصل حال اسکے جواب سے بخوبی ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالے۔

تمہید ختم ہوئی اب جواب فیصلہ آسمانی پڑھو۔

کادیانی کی فیصلہ آسمانی کا جواب

ملقب بہ

کادیانی کی فیصلہ آسمانی کی ترمیم

اور

اسکی مسیحائی کی تصفیہ کیلئے آسان تجویز یا تقویم

تمہید

کادیانی نے مباحثہ لودہانہ مین فاش شکست پائی اور دہلی مین اسکو ذلت کے ساتھ ہزیمت نصیب ہوئی جسکی کیفیت نمبر ۹ و ۱۰ ج ۱۴ مین چھپ چکی ہے۔ تو پہلے اپنی اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء مین اس مضمون کا دعوی کیا کہ مین بمقام لاہور مباحثہ کرنا چاہتا ہون۔ جسکا جواب اشتہار ۷ اگست ۱۸۹۱ء مین اسکو یہ دیا گیا کہ ہم آپ کے مناظرہ کیلیے ہر وقت حاضر و مستعد ہین۔ لاہور مین کرین۔ خواہ پشاور مین۔ اور اگر خاص مسکن و مولد شریف قادیان مین ہو تو نہایت مناسب ہے۔ تاکہ مقولہ صادق ہو۔ دروغگو را تا بخانہ باید رسانید پر بھی عمل ہو جائے۔ یہ جواب اسلیے دیا گیا تھا کہ جتھا ہے۔ اور پچھاڑا ہوا۔ نا منفعل ہو کر پھر مقابل ہونا چاہے۔ تو اسکا یہی علاج ہے نہ یہ کہ سابق پچھاڑ در تازگی نظر سے اسکے دعوی پر خاموش ہو رہین اور اسکو لاف زنی کرنے دین۔ اس جواب سے اسکے دانت کھٹے ہو گئے اور اسکی چپکی چھوٹ گئی تو پھر آپ دھلی پہنچے۔ اور وہان جا کر ایک شیخ وقت استاذ المحدثین جناب حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث کے مقابلہ کیلیے کھڑے ہو گئے۔ وہان آپ یہ سوچ بیٹھے کہ شیخ وقت تو اپنی بزرگی اور ہماری نااہلی کی نظر سے مجھے مخاطب نہ بنائین گے۔ اور ابو سعید محمد حسین اتنی دور نہ آئین گے۔ کیونکہ دہلی دور است۔ مثل مشہور ہے۔ چلو اسمین کام ہوا ہینگ لگی نہ پھٹکری اور میدان ہاتھ مین آیا۔ مگر بدقسمتی سے اور ایک نابینا کے کہنے سے اس اشتہار مین جسمین حضرت شیخ وقت سے مباحثہ کا دعوی کیا تھا۔ مولوی عبدالحق صاحب مؤلف تفسیر حقانی کا جو شیخ وقت کے تلامذہ سے ہین نام بھی درج کر دیا۔ لہذا پہلے تو مولوی صاحب موصوف ہی انکی خدمت گذاری کو حاضر و مستعد ہو گئے پھر یہ خادم قوم دھلی پہنچا اور اپنے شیخ و شیخ الکل کیطرف سے مباحثہ کے لیے مستعد ہو گیا۔ خاکسار کے دھلی پہنچنے سے پہلے تو کادیانی صاحب مولوی صاحب موصوف سے مباحثہ کرنے کو بظاہر مستعد تھے۔ اور اسکو شروط ناجائز کی آڑ مین کھڑی کرکے (۱) صاحب ڈپٹی کمشنر کی خاص اجازت معہ نام سو آدمی (۲) جلسہ مین پولیس افسر موجود ہو۔ (۳) گفتگو یون ہو کہ فریقین اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے لوگون کو سنا دین۔ یہ نہ ہو کہ سوال و جواب زبانی ہون۔ اور دو منشی انکو لکھتے جائین) ٹلا رہے تھے مگر جب یہ خادم دھلی پہنچا تو آپ مولوی عبدالحق صاحب کے مکان پر بنفس نفیس حاضر ہو کر مظہر و ملتمس ہوئے کہ مین آپ سے گفتگو کرنا نہین چاہتا۔ مجھے حافظ احمد نابینا نے دھوکہ دیا کہ انکا نام بھی اشتہار مین لکھوا دیا۔ مین تو غیر مقلدون سے بحث کرنا چاہتا ہون۔ آپ تو ہمارے بھائی ہین اور ایسے ہی مولوی صاحب نے یہ سمجھا کر گذشتہ

ف میر لاہوری نے مناظرون کادیانی کے چیلے حواریون نے اس سوال کا جواب ہے کہ بٹالوی صاحب نے مرزا صاحب کو ایکدفعہ شکست دی ہے تو پھر اب اسکے پیچھے کیون پڑتے ہین گذشتہ ہوئے کے پیچھے پڑنا اور اسکا مقابلہ کرنا پہلوانون کا کام نہین ہے۔

کادیانی* کے فیصلہ آسمانی کی ترمیم

اور

اسکی مسلمانی تصفیہ کے لیئے آسان تجویز بانقوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد

مرزا غلام احمد کادیانی نے اپنے مسلمان ہونے اور الزام کفر والحاد وزندقہ وارتداد سے
جو اتفاق رائے علماے پنجاب وہندوستان سے اوسپر قائم ہوا ہے۔ اپنے بری ہونے کے
لیے جو آسمانی فیصلہ مشتہر کیا ہے وہ عدل وانصاف پر مبنی نہین بلکہ ترمیم کی لائق ہے۔
اس فیصلہ کے دو حصے ہین جو سولہ[۱۶] صفحہ مین پورے ہوئے ہین۔
پہلا حصہ (جو آٹھ صفحہ مین ہے) محض سب وشتم ولعن وطعن کا مجموعہ ہے
جسکی چند تمثیلات بطور مشتے نمونہ خروارے الفاظ وفقرات ہین جو کادیانی نے ایک
آل رسول لخت جگر بتول حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور

---

* قادیان اکثر بڑے قاف سے لکھا جاتا ہے مگر جب قادیان کی نسبت مرزا غلام احمد
کیطرف سے ہو تو کادیانی چھوٹے کاف سے لکھنا ضروری ہے۔ اسکی وجہ ایک الہام ہے
جس کی شرح وتفصیل پرچہ اشاعۃ السنۃ متضمن مباحثہ لودہانہ مین ہو چکی ہے
ناظرین ملاحظہ کرین۔

اوراس خاکسار راقم ترمیم کے حقمین استعمال کیے ہین۔

(۱) اول الکافرین وہی ٹھرائے گئے ہین۔ (۲) دیانت وتقوے بالکل ہاتھ سے چہوڑ دیا۔ (۳) کنارہ کشی کی ذلت (۴) اوباشانہ لاف وگزاف (۵) انکی مفسدانہ اور اوباشانہ باتین سن چکاہون (۶) ایسے رسوا ہونگے (۷) سخت صدمہ خجالت وشرمندگی کا پہنچ گیا (۸) سراسر خیانت وبد دیانتی (۹) بڑی ذلت کے ساتھہ ہمیشہ کے لیے شکست (۱۰) چوہڑون اور چمارون کے بہی کان کاٹے۔ (۱۱) یہ کیسی سفلہ پن کی باتین ہین مین سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے مہذب ڈوم اور نقال بہی تہوڑا بہت حیا کو کام مین لاتے ہین اور پیشتو نکے سفلے بہی ایسی کمینگی اور شیخی سے بہرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہین لاتے۔ (۱۲) اسکی کہوپری مین ایک کیڑا ہے جسکو ضرور ایک دن خداتعالی نکالدیگا (۱۳) فرعونی رنگ کے تکبر سے (۱۴) منہ کو لگام دیدے (۱۵) ایسا [illegible] (۱۶) [illegible] مین ان سفلے ملّاؤن کو سراسر بے بصیرت سمجہتا ہون اور بخدا ایک مرے ہوئے کیڑے کی برابر بہی انہین خیال نہین کرتا (۱۷) مین انکی گندی گالیون ٭ اور نجاست بہری ہوئی باتون سے ترسان ہوا (۱۸) ہمیشہ شرفا بدگفتار لوگونسے ڈرا کرتے ہین۔ اور مہذب لوگ گندی زبان والون سے پرہیز کرجاتے ہین۔ شریف از سفلہ نمے ترسد بلکہ از سفلگی او مے ترسد۔ (۱۹) پردہ دری کرے (۲۰) بٹالوی کو ایک مجنون درندہ کیطرح تکفیر اور لعنت کی جہاگ منہ سے نکالنے کے لیے چہوڑدیا۔ (۲۱) محض شرارت کی راہ سے لکھتے ہین (۲۲) تکفیر کی شیطانی منصوبون سے باز آجائین۔ اس قسم کے اور بہت سے الفاظ سب وشتم آپنی زبان درافشان سے نکالکر قلم اعجاز رقم کے حوالے کئے ہین۔ اس درافشانی کی آپنے یہ وجہ بیان کی ہے کہ اسکے مخالفون نے اسکو کافر وملحد دجال وکذاب کہا ہے۔ اور بٹالوی نے جامع مسجد دہلی مین اسکو فحش گالیان دین اور پہلور کے اسٹیشن پر اسکے لیے گتے

٭ گندی اور نجاست بہری گالیون کی ایک تو مثال دی ہوتی۔

کی موت تجویز کی۔ پھر آپ فرماتے ہین "اسلیے مجھے مقابلہ نے کسیقدر درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات مُنہ پر لاؤن"۔ یہ بھی آپنے فرمایا ہے۔"کہ مین گالیون کے عوض مین گالیان نہین دینا چاہتا اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہون"۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ جسقدر گالیان آپکے دل دماغ مین جمع ہین اُنکے مقابلہ مین یہ گالیان جو آپ قلم مین لاچکے ہین کچھ مقدار نہین رکھتین۔ گویا یہ گالیان ہی نہین ہین بلکہ یہ آپکی مسیحی اخلاق اور جمالی صفات کا نمونہ ہین۔ فریق ثانی کا اسکے مقابلہ مین یہ عذر و جواب ہے کہ انہون نے نہ تو جامع مسجد دہلی مین فحش گالیان دین اور نہ پھلور کے سٹیشن پر کادیانی کے لیے کُتّے کی موت تجویز کی۔ اس بیان مین کادیانی نے افترا کیا اور اپنی عادت قدیم کذب سے کام لیا ہے۔ ہان دجّال و کذّاب و ملحد و کافر اور اِن معنے کے اور الفاظ وہ اسکے حقمین ضرور کہتے ہین۔ مگر اسمین وہ ایک امر واقعی اور حکم شرعی کا اظہار و بیان کرتے ہین جسکے امر واقعی اور حکم شرعی ہونے پر علمائے پنجاب اور ہندوستان اُنسے اتفاق رکھتے ہین چنانچہ انکا فتوے بحق کادیانی جو عنقریب شائع ہونے والا ہے اس بیان پر شاہد عدل ہے۔ اور ایک امر واقعی کے اظہار و بیان کا گالی نہونا کادیانی نے خود تسلیم کیا ہے چنانچہ آپنے ازالہ کے صـ۱۲ مین اسنے کہا ہے۔ "پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات مین اپنے مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہین جس سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جلشانہ اور رسول کریمؐ کی بے ادبی کی۔ اور پُر دشنام تالیفات شائع کردین۔

قرآن شریف مین صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین کے معبودون کو سب اور شتم سے یاد مت کرو تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدا تعالے کی نسبت سب و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولین۔ لیکن اس جگہ برخلاف طریق ماموریہ کے سب و شتم سے کام لیا گیا۔

اما الجواب پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی مین معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہین

اسکی آسان تجویز بالتقویم بیان کیجاتی ہے۔ **خلاصہ** فیصلہ قادیانی یہ ہے کہ مومن و کافر کا امتحان بحکم قرآن چار علامتون سے ہوتا ہے۔ **اول** بشارات سے۔ یعنی مومن کو اسکی مرادات اور اسکے دوستون کے مطلوبات قبل از وقوع بتائے جاتے ہین۔

دوم اطلاع مغیبات یعنے مومنون کو دنیا کے واقعات متعلقہ غیر پر قبل از وقوع اطلاع دیجاتی ہے۔

سوم قبولیت دعوات یعنے مومن کی اکثر دعائین قبول ہوتی ہین۔

چہارم کشف عجائبات قرآن یعنے مومن کو قرآن کے ایسے عجائبات معارف و دقائق سوجہائے جاتے ہین جو پہلے کسی مسلمان مفسر صحابی یا تابعی یا امام کو نہ سوجھے ہون۔ اور کسی اسلامی کتاب تفسیر مین بیان نہوئے ہون۔

ان چہار گانہ علامات ایمان و آلات امتحان مین قادیانی نے ازراہ دور اندیشی ایک قید و استثنا بھی لگادی کہ یہ علامات اکثری ہین کلی نہین ہین اور بعض اوقات یہ علامات مومن مین پائی نہین جاتی بلکہ اسکے مقابل کافر مین پائی جاتی ہین۔ بعض بشارتین مومن کو نہین ملتی۔ کافر کو ملجاتی ہین۔ بعض واقعات آئندہ مومن پر نہین کہلتی کافر پر کھلتی ہین۔ بعض دعائین مومن کی اسوجہ سے کہ تقدیر مبرم مین انکی عدم قبولیت لکھی گئی ہے قبول نہین ہوتین کافر کی ہوجاتی ہین۔ بعض اوقات مومن پر قرآن کے عجائبات نہین کھلتے۔

یہ قید و استثنا اپنے اس غرض سے لگائی ہے کہ جن بے شمار اشخاص کے لیے آپ دعائین کر چکے اور ان کے عوض مین ان سے ہزارہا روپیہ لیکر ہضم کر گئے ہین۔ چنانچہ فتح الاسلام کے صفحہ ۴۹ مین اس امر کے اقراری ہوئے ہین اور اتنک وہ لوگ مطلب کو نہین پہنچے اور آپ کی دعاؤن سے فائدہ نہین پائے وہ اس قاعدہ امتحان کو سنکر کہین چونک نہ پڑین اور اپنے حق مین آپ کی دعاؤن کے مقبول نہونے سے آپکو کافر

سمجھکر واپسی روپیہ کے خواستگار نہو جائین۔ اور چارون طرفسے دیوانی نالشون کے نوٹس نہ پہنچنے لگین۔ انکا منہ اس اشتہار سے بندکر دیا اور انکو یہ سمجہا دیا کہ انکی قسمت اور تقدیر مبرم مین حصول مراد مقدر نہ تہا۔ اِس لیے اُن کے حق مین آپ کی دعاؤن کا اثر نہوا۔ یہ انکی قسمت کا قصور ہے نہ آپکی دعاؤنکا۔

ازانجملہ ایک ہمارے شہر لاہور کے معزز رئیس اور ہمارے مہربان دوست سردار بہادر رسالدار پنشنر ہین جن سے انکے گہر مین بیٹا پیدا ہونے کے لیئے دعا کی وعدہ وامید پر آپنے پانسو روپیہ یکمشت اور کئی رقمین متفرق آپنے ایک دلال (جو اہلحدیث کہلاتے اور آمین بالجہر اور رفع یدین کرتے ہین اور اس جامہ کے پردہ مین لوگون کو پر اعتبار جماکر انکا صدہا روپیہ کادیانی کے خزانہ مین جمع کرا چکے ہین) کے ذریعہ سے وصول کی ہین وازانجملہ بعض متعلقین نواب محمد ابراہیم علی خان صاحب والئے ریاست مالیر کوٹلہ ہین جنسے دعا ر صحت نواب صاحب کے وعدہ وامید پر آپنے پانسو روپیہ وصول کئے مگر وہ ابتک صحت یاب نہوئے۔ وازانجملہ ہمارے ایک دوست مولوی جلال الدین صاحب ساکن پیر کوٹ علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ہین جو مرض نزول الماء سے نابینا ہوکر کئی بار کادیان مین ماحضر لیکر حاضر ہوئے اور ابتک اس مرض سے صحت یاب نہین ہوئے اور اگر وہ کسی ڈاکٹر کے پاس جاکر اپریشن کراتے تو غالباً اچہے ہو جاتے۔ وقس علی ہذا

اس قاعدہ سے کادیانی نے اپنے اور اپنے مخالفون کے ایمان کے امتحان کی یہ تجویز کی ہے کہ لاہور مین ایک بڑی انجمن (جنرل کمیٹی) قائم ہو جسکے ممبر کادیانی کے مخالفین بہی ہو سکتے ہین اگر وہ درخواست کرین۔ ورنہ صرف کادیانی کے حوارین وموافقین کافی ہین۔ اور اس کمیٹی کے برانچ (شاخین) دور دراز ملکون (مثلاً مدراس۔ بمبئی۔ کلکتہ وغیرہ) مین مقرر ہون وہ کمیٹی یا کمیٹیان دفتر در جسٹر بنا دین۔ اس دفتر مین کادیانی اور اسکے مخالف مولوی اپنی اپنی تحریرات متضمنہ بشارات

و پیشین گوئیہای متعلقہ واقعات باثبات شہادت چار کس اہل اسلام ایک سال کے عرصہ تک بھیجتی رہین۔ اور کمیٹی ان تحریرات کے مطالب کو اپنے رجسٹرون مین درج کرکے ان تحریرات کی رسیدین باثبات دستخط تمام ممبران یا کم سے کم پانچ اشخاص کے فریقین کو دیتے رہے اور ان تحریرات کے نتیجہ کے ظہور پر اسکو اپنے رجسٹرون مین درج کرے اور اسپر جملہ ممبران یا پانچ ممبر اپنے دستخط ثبت کیا کرین۔ ایک سال کے بعد وہ کمیٹی فریقین کے سامنے انکی بشارات اور پیشینگوئیون کے نتائج کا موازنہ و مقابلہ کرے۔ پس جس فریق کیجانب کثرت ہو یعنے اسکی بشارتین اور پیشین گویان فریق مقابل کی نسبت زیادہ سچ نکلین اسکو مومن کامل تصور کیا جائے۔

وہی کمیٹی یا (کمیٹیان) اہل حاجات مختلف مذاہب اور مختلف مصائب مین مبتلا (مثلاً کوڑہی۔ اندھے۔ لنگڑے۔ یا کسی سخت سزا عبور دریا شور یا پھانسی کی حکم یافتہ یا اپنے [illegible] مین مبتلا) لوگون کو اشتہارات کے ذریعہ سے (جنکو آپ کے مخلص حواری میان غلام قادر صاحب ایڈیٹر و مالک پنجاب گزٹ سیالکوٹ مفت چھاپ دین گے) طلب کرکے اکٹھا کرین (یہان دو باتین آپ بیان کرنا بھول گئے) اول۔ یہ کہ اگر اشتہار و اذن عام کو دیکھ کر ہزارون کوڑہی بہ جمع ہونے کو تیار ہو جائینگے۔ تو انکی سکونت کے لیے کوڑہیخانہ لاہور مین میو ہاسپٹل کے قریب یا اور کہین بنوانا پڑیگا یا خود کمیٹی کو قصبہ ترنتارن ضلع امرتسر پنجاب مین جہان کوڑہی بکثرت رہتے ہین جاکر ایک مدت تک کوڑہیون کے ساتھ رہنا ہوگا۔

امر دوم۔ کہ ان کوڑہیون کا اگر وہ لاہور مین جمع ہونا چاہینگے خرچ خوراک کون دیگا۔ کیا وہی میان غلام قادر یا ان کے ہم زلف آپکے پہلے اور بڑے حواری حکیم نورالدین جنکے ہاتھ مین خزانہ ریاست جمون کا ایک حصہ ہے یا یہ خرچ ان بیچارے

مولویون پر جو کادیانی کے مخالف ہین ڈالا جائیگا۔ شاید ان دونو امر کی نسبت آپکو کچھ الہام نہین ہوا۔ قافیہ الہام تنگ ہوگیا تھا تب ہی انکے بیان سے تعرض نہین کیا) اور ان سب اہل مصائب کی درخواستین لیکر ایک صندوق مین (اس صندوق کی نسبت بھی الہامی بیان نہین ہوا کہ وہ کراماتی صندوق (تابوت سکینہ) ہوگا۔ یا معمولی۔ دیسی یا ولایتی لکڑی کا یا لوہے کا اور اس کا خرچ (اگر ولایتی لوہے کا ہو) کسپر پڑیگا۔ شاید اسکا خرچ آپکے تیسرے حواری میان عبدالکریم سیالکوٹی اپنے ذمہ لینگے۔ کیونکہ انکو اس صندوق سے خصوصیت کے ساتھ ذاتی جسمانی فائدہ پہنچنے کی توقع ہوسکتی ہے) جمع کرتی ہے۔ اور ان سب کے نام بقید ولدیت وسکونت وپیشہ ومذہب ونوع مصیبت کمیٹی اپنے رجسٹرون مین درج کرے اور ایک مہینہ کر یا جسقدر مدت کی بعد کمیٹی مناسب سمجھے درخواست کنندگان اہل مصائب کی دو فردین بناوے۔ اور انکو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے کادیانی اور اسکے مخالف مولویون [illegible] جس فریق کے حصہ مین جس فرد کے اہل مصائب آوین روز تقسیم سے ایک سال تک وہ فریق ان کے حق مین دعا کرتا رہے۔ پھر جس فریق کی دعا سے کثرت سے لوگ اچھے ہون وہ فریق مومن کامل تصور کیا جائے۔

اسی کمیٹی کے سامنے کادیانی اور مخالف مولوی قرآن شریف کے ایسے عجائبات معانی بیان کرین جو پہلے کسی کتاب تفسیر مین بیان نہون یعنے پہلے کسی مسلمان کو نہ سوجھے ہون۔ پس جس فریق کے بیان کردہ معارف کمیٹی کے جلسہ مین صحیح وخالی از تکلف ثابت ہون وہ مومن کامل اور صاحب علم لدنی سمجھا جائے۔

اس امتحان مین مقابلہ کی وجہ کادیانی نے یہ بتائی ہے کہ اگر وہ یکطرفہ نشان دکھائیگا تو اسکے مخالف مولویونکو اعتبار نہ آئیگا۔ اور عام لوگ چونکہ مولویون کی تابع ہوتے ہین لہذا وہ بھی ان نشانون کو نہ مانینگے۔ پھر کہا ہے کہ ہان اگر مولوی لوگ وعدہ دین کہ ہم

کادیانی کا یکطرفہ نشان دیکھکر اسکو مسلمان مان لینگے تو یکطرفہ نشان دکھانیکو بھی آج حاضر
ہیں اس فیصلہ کے دنبالہ میں کادیانی نے علمی مباحثہ کیطرف بھی اپنے مخالفون
کو بلایا اور یہ کہا ہے کہ میرے مخالف میرے دعوے وفات مسیح میں مجھ سے
بحث نہ کر سکے اور اس بحث کو ناجائز شروط پیش کر کے ٹال چکے تو میں نے یہ
آسمانی گولہ چلایا ہے وہ اب بھی لاہور میں اگر مجھسے بحث کریں تو میں مباحثہ
کے لیے بھی حاضر ہون ۔ اور اسکے حواری اسپر یہ حاشیہ چڑھاتے پھرتے
ہیں کہ حضرت کادیانی صرف اسی وجہ سے لاہور میں آئے ہیں کہ وہ مولوی ابو سعید
محمد حسین سے انکے بٹالہ چلے جانے سے پہلے بحث کریں ۔ حضرت کادیانی کو انکے
بٹالہ چلے جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ ابھی لاہور میں نہ آتے ۔ کئی ضروریات انکو
اس سفر سے مانع تھی ۔ انکو ملتوی کر کے وہ لاہور میں اس غرض مباحثہ سے آئے ہیں ۔
اس دنبالہ کے آخر [illegible] مسیح میں قرآن
اور حدیث آپ کے ساتھ ہے ۔ قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ آنے والا مسیح حقیقی طور
پر صلیب توڑے گا اور قتل خنازیر کا حکم دیگا اور اسلامی حکم جزیہ کو منسوخ کرے گا
اور کتاب صحیح بخاری میں یہ نہیں لکھا کہ آنے والا مسیح ناصری نبی اسرائیلی ہوگا بلکہ
اسمیں یہ لکھا ہے کہ وہ تم میں سے اور تمہارا ایک امام ہوگا ۔ اور لکھا ہے کہ حضرت
مسیح وفات پا چکے ہیں ۔ یہ ہے آپکے فیصلہ اور اسکے حواشی اور دنبالہ کا خلاصہ ہے
اب اسمیں ترمیم اور بجائے اسکے فیصلہ کی آسان تجویز با تقویم پیش کی جاتی
ہے ۔ پس واضح ہو کہ یہ فیصلہ بوجوہ ذیل لائق نسخ و ترمیم ہے ۔

وجہ اول یہ کہ قرآن مجید نے امتحان ایمان طریق یہ نہیں بتایا کہ مدعی ایمان کو
ان چارگانہ علامتوں سے آزمایا جائے ۔ انمیں اسکا نمبر کم رہے تو اسکو کافر تصور کیا
جائے ۔ بلکہ امتحان ایمان کے لئے آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ آسمانی قرآن اور آسمانی وحی

خفی حدیث نبوی پر مدعی ایمان کے اقوال وعقائد کو عرض کیا جائے۔ پس اگر وہ اقوال
وعقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہوں تو اسکو مومن تصور کیا جائے ورنہ کافر۔
سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہے تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے اویں تو

يا ايها الذين امنوا اذا جاءكم المؤمنات
مهاجرات فامتحنوهن الله اعلم
بايمانهن فان علمتموهن مؤمنات
فلا ترجعوهن الى الكفار لاهن حل لهم
ولا هم يحلون لهن واتوهم
ما انفقوا يا ايها النبي اذا جاءك
المؤمنات يبايعنك على ان لا يشركن
بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين
ولا يقتلن اولادهن ولا ياتين
ببهتان يفترينه بين ايديهن
وارجلهن ولا يعصينك في معروف
فبايعهن الاية (ممتحنہ ع ۲)
ان عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم
اخبرته ان رسول الله كان يمتحن
من هاجر اليه من المؤمنات بهذه الاية
بقول الله يا ايها النبي اذا جاءك
المؤمنات يبايعنك الى قوله غفور رحيم
قالت عائشة ممن اقر بهذا الشرط

(اونکے ایمان) کا امتحان کرو خدا تعالے
کو انکے ایمان کا خوب علم ہے۔ تم اون کو
مومن جانو تو انکو کافروں کیطرف نہ پھیرو۔
وہ انکے لیے حلال نہیں اور نہ وہ انکے
لیے حلال ہیں اور ان (کافروں) کو واپس
دو جو انہوں نے (مہر) دیا تھا۔
اور ارشاد ہے کہ اے نبی جب تیرے
پاس مومن عورتیں اسپر بیعت کرنے کو
اویں کہ وہ شرک نہ کرینگی چوری نہ کرینگی
زنا نہ کرینگی اپنی اولاد قتل نہ کرینگی اور نہ بہتان
لائینگی اور کسی امر معروف (حکم شرعی)
مین تیری نافرمانی نکرینگی تو انسے بیعت کرلے
اور صحیح بخاری مین عائشہ رض سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے
والی عورتونکا امتحان ایمان خدا تعالے کے
اس قول سے جسمین شرک وغیرہ گناہ کرنے
کا اقرار لیا گیا ہے کرتے پہر جو عورت اقرار
کرتی اسکو فرما دیتے کہ مین نے تجھسے بیعت لی

من المؤمنات قال لها رسول الله
صلی الله علیه وسلم قد بایعتك کلاما
(صحیح بخاری ص۲۶)

اختلف فیما کان یمتحنهن به فقیل
کان یستحلفن بالله ما خرجن من
بُغض زوج ولا رغبة من أرض
الی أرض ولا لالتماس دنیا بل حبًا لله
ولرسوله و رغبة فی دینه فاذا حلفت
کذلك اعطی النبی صلی الله علیه وسلم
زوجها مهرها وما انفق علیها ولم یردها الیه
وقیل الامتحان هو ان تشهد ان لا اله
الا الله وان محمدا رسول الله فاذا
علموا ان ذلك حق منهن لم یرجعن الی
الکفار واعطی بعلها فی الکفار الذین
عقد لهم رسول الله صلعم صداقها
الذی اصدقها واحلهن للمؤمنین
اذا اتوهن اجورهن قال ابن عباس
وقیل ما کان الامتحان الا بان
یتلو علیهن رسول الله صلعم الاية
وهی یا ایها النبی اذا جاءك المؤمنات
الی آخرها۔ (فتح البیان ص۲۹۶ ج ۹)

تفسیر فتح البیان وغیرہ مین لکہا ہے
کہ اس امتحان کی تفسیر مین بعض علما
کا یہ قول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ان مہاجرہ عورتون کو قسم دیکر پوچھتے
کہ وہ خاوند سے ناخوش ہوکر اور ہر ایک
جگہ سے دوسری جگہ کو پسند کرکے تو نہین
آئین بلکہ محض خدا رسول کی محبت اور دین
اسلام مین رغبت کے لیے آئین ہین۔
جب وہ اسپر قسم کہا لیتین تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انکو کافر شوہرون کیطرف
نہ پہیرتے اور ان کے مہر انکو واپس دیتے۔
اور بعض کا قول یہ ہے کہ امتحان یون ہوا
تھا کہ وہ کلمہ شہادت پڑہتین جب اس
کلمہ سے معلوم ہوتا کہ وہ مسلمان ہین تو آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو واپس نہ کرتے بلکہ
انکے مہر واپس کردیتے۔
بعض کا یہ قول ہے کہ امتحان صرف
اسطرح ہوا تھا کہ آپ ان کے سامنے وہ
آیت قرآن جس مین شرک وغیرہ گناہ
نہ کرنیکا اقرار ہے پڑہ دیتے۔
یہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اقوال

علماء اہلسنت محمدیہ بالاتفاق ناطق ہین۔ کہ امتحان ایمان کے لیے آسمانی اور قرآنی فیصلہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ کہ مدعی ایمان کے اقوال واعتقادات کو قرآن وحدیث پر عرض کیا جائے۔ نہ یہ کہ علامات چہارگانہ مجوزہ کادیانی سے اسکو آزمایا جائے۔

کادیانی نے علامات مذکورہ سے امتحان کرنے کو قرآنی فیصلہ قرار دینے مین نہ صرف انصاف کا خلاف کیا بلکہ خدا اور قرآن پر صریح افترا کیا ہے قرآن مین اسکی تجویز کا کہین نام ونشان نہین ہے۔

اب کادیانی کے اس افترا سے تائب ہو۔ اور امتحان وایمان کا محک ومعیار قرآن وحدیث سید الابرار کو تسلیم کرکے قرآن وحدیث سے اپنا مسلمان ہونا ثابت کرے۔

ہرچند کادیانی نے زبان سے کلمہ شہادت پڑھتا اور منہ سے یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ قرآن وحدیث مین جو امور ایمان قرار دیئے گئے ہین مین انکو مانتا ہون۔ ولیکن چونکہ اسکی تصنیفات مین اس اقرار کے خلاف صریح انکار پایا جاتا ہے لہذا اسکا صرف کلمہ شہادت پڑھنا اور زبان سے امور ایمان کو تسلیم کرنا لائق اعتبار نہین۔ اور یہ اس تسلیم واقرار کی مانند ہے۔ جو منافقین زمانہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع مین آیا۔ اور قرآن مجید نے اسکو صحیح ومعتبر نہین سمجھا۔ چنانچہ آیت منقولہ حاشیہ

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون

مین بیان ہوا ہے کہ جب منافق تمہارے پاس (اے رسول مقبول) آتے ہین تو یہ کہتے ہین ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ خدا کے رسول ہین۔ یہ بات خدا تعالے بھی جانتا ہے (مگر) خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق (اس گواہی دینے مین) جھوٹے ہین وہ جو کہتے ہین دل سے نہین کہتے۔

بنا علیہ کادیانی کو لازم ہے کہ اگر اسکا یہ اقرار اور کلمہ پڑھنا دل سے ہے تو وہ اپنے اس انکار سے رجوع مشتہر کرے اور ان کتابون کے (جنمین وہ انکار پایا جاتا ہے)

پڑھنے سے لوگون کو روک دے۔ یا مجمع علماء مین حاضر ہو کر اس انکار کے ایسے معنے بتادے جو اس اقرار سے موافق و مطابق ہو سکین۔

وجہ دوم۔ یہ کہ صورت مجوزہ کادیانی سے ایمان کا امتحان بعض اوقات اور بعض حالات مین بحکم عقل ناممکن ہے جسکے عدم امکان پر قرآن کی شہادت بھی موجود ہے۔ کیونکہ صورت مجوزہ کادیانی سے آسمانی نشان کے ظاہر ہونے مین کادیانی نے بعض اوقات و حالات کی استثنار لگادی اور یہ بات بتصریح کہدی ہے کہ بعض اوقات مومن کو بشارتین نہین ملتین اور اسپر واقعات آئندہ اور معارف قرآنی نہین کھلتے اور دعا کی نسبت تو اُس نے یہانتک کہدیا ہے کہ جو تقدیر حقیقی اور واقعی طور پر مبرم ہو وہ مومن کامل کی دعاؤن سے ہرگز نہین بدلتی۔ اگرچہ مومن کامل نبی یا رسول کا رتبہ رکھتا ہو" اور اس استثنار سے حالت مقابلہ کی استثنار کہین ثابت نہین ہوتی۔ بلکہ قرآن سے بھی ثابت ہے کہ جب مومن کامل کسی کافر یا مومن ناقص کے مقابلہ مین آسمانی نشان دکھانا چاہیگا تو اس حالت و صورت مین نشان دکھانے کا قاعدہ کلیہ اور دائمی رہیگا۔ اور اس استثنار کا جسکو بعض حالات مین کادیانی نے تسلیم و تجویز کیا ہے اسمین دخل نہو گا۔ بلکہ قرآن مجید سے اسکا خلاف ثابت ہے۔ اور بعض اوقات عین مقابلہ کی حالت مین نشان دکھانے سے انکار ثابت ہوا ہے اگرچہ اکثر اوقات مقابلہ کے وقت نشان دکھانا ہی قرآن سے ثابت ہے۔

مقابلہ کیحالت مین نشان دکھانے کی تمثیلات کی نقل تفصیلی اس مقام مین ضروری نہین ہے۔ کیونکہ فریقین کو اسپر اتفاق ہے۔ اور وہ تمثیلات شہرۂ آفاق ہین جیسے مشرکین مکہ کے مقابلہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کو دو ٹکڑے کر دکھانا۔ اور بدر کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے فرشتون کا نازل ہونا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کف دست مٹی اور سنگریزہ پھینکنے ہی

تمام مشرکین کی آنکھوں اور نتھنوں کا خاک اور کنکروں سے پر ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

اس مقام مین ایک ایسی مثال کی تفصیل کیجاتی ہے جسمین آنحضرت صلعم کا مشرکین کے مقابلہ کے لیے آسمانی نشان چاہنا اور اسپر نشان دکھانے سے انکار پایا جانا ثابت ہے۔ سورہ انعام مین ارشاد ہے۔ کہ اگر تجھ پر (اے رسول مقبول) مشرکین مکہ کا (اسلام سے) منہ پھیرنا ناگوار ہو تو اگر تجھے زمین مین سرنگ نکالکر یا آسمان مین سیڑہی لگا کر کوئی نشان (جو وہ چاہین) دکھانے کی طاقت ہے تو انکو نشان لادے۔

وان کان کبر علیک اعراضهم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیهم بایة — ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی فلا تکونن من الجاهلین (سورہ انعام ۳۶)

خدا تعالے چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر اکٹھا کر دیتا۔ تو اس حرص یا سوال سے نادان نہ ہو جائیو۔

تفسیر معالم مین لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کو اپنی قوم کے مومن ہو جانے کی کمال حرص تھی وہ جب کوئی نشانی مانگتے تو آپ خدا تعالے سے چاہتے کہ وہ انکو نشان دکھاوے اس طمع سے کہ وہ لوگ مومن ہو جائین جسپر خدا تعالے نے یہ ارشاد فرمایا۔

وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یحرص علی ایمان قومه اشد الحرص وکانوا اذا سألوا اية احب ان یریهم الله تعالی ذلك طمعا فی ایمانهم فقال الله عز وجل - فان استطعت الایة (معالم صـ۳۰۸)

بیضاوی مین آخر آیۃ کی تفسیر مین لکھا ہے جو ام نہو اسکی حرص سے نادان نہو۔

من الجاهلین بالحرص علی ما لا یکون (بیضاوی صـ۲۵۳)

اس قسم کی آیات قرآن مجید مین اور بہی ہین جنمین مقابلہ کیحالت مین انبیاء

سابقین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان دکھانے سے انکار کرنا پایا جاتا ہے کاویانی نے جو مقابلہ کیحالت مین نشان ظاہر ہونے کو ضروری اور لازمی قرار دیا اور اوسکو اپنے اشتہار سے مستثنیٰ کر دیا ہے تو اسپر اسنے دو آیات قرآن سے تمسک کیا ہے ایک وہ آیت جسکا اسنے یہ ترجمہ کیا ہے ”اے مومنو مقابلہ سے ہمت نہ ہارو اور کچھ اندیشہ مت کرو انجام کار غلبہ تمہین کا ہے اگر واقعی طور پر مومن ہو“

دوسری وہ آیۃ[ع] جسکا ترجمہ اسنے بایں الفاظ کیا ہے کہ ”خدا تعالیٰ ہرگز کافرون کو مومنون پر راہ نہین دیگا“ مگر سہین اسنے مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے اور آیات کا مطلب غلط تبایا ہے۔ ان آیات مین ہر وقت اور عام حالات مین مسلمانون کو کافرون پر ظاہری اور دم نقد غلبہ دینے کا وعدہ نہین دیا گیا۔ بلکہ پہلی آیت مین تو ایک خاص موقع یعنی جنگ احد کے بعد جبکہ بد [illegible] پر وعدہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ پہلی آیۃ کی تفسیر مین معالم مین لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول جنگ اُحد کے بعد ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ابو سفیان کے مقابلہ کا انکے زخمی ہو جانے کے بعد حکم دیا تھا اور وہ حکم اُنپر گران گذرا تھا تب خدا تعالیٰ نے اس آیۃ کو اوتارا۔

> نزلت هذه الآية بعد احد حين امر النبي صلى الله عليه وسلم اصحابه لطلب القوم بعد ما اصابهم الجرح فاشتد ذلك على المسلمين فانزل هذه الآية (معالم)

اور دوسری آیت مین نہ تو خاص کر کے آسمانی نشان دکھانے سے غلبہ کا وعدہ دیا گیا ہے اور نہ ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مین مسلمانون پر کافرون کو راہ دینے کا وعدہ ہے اسی عدم عموم حالات کیوجہ سے اس آیت کی تفسیر مین صحابہ کا اختلاف رہا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے کہ

> قال علي في الآخرة وقال عكرمة

لہ آیۃ ہے ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين۔

کہ وہ یہ ہے ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا۔

آخرت مین خدا کافرون کو مومنون پر راہ نہ دیگا۔ حضرت ابن عباس رضہ نے کہا ہے کافر دلائل سے (جو اکثر آسمانی نشان	عن ابن عباس رضی ای حجۃ وقیل ظھورا علی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (معالم صفحہ ۲۵۹)

کے سوا بھی ہوتے ہین۔) مسلمانون پر غالب نہ آئین گے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر غالب ہونگے۔ یہ تفسیر معالم کا بیان ہے۔ ایسا ہی بیضاوی مین لکھا ہے اور اسمین تخصیص آخرت پر آیۃ کے سیاق کو دلیل سمجھ کر کہا ہے

فَاللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا حینئذٍ[۱] اور ان آیات سے کسی مسلمان سلف یا خلف نے یہ نہین سمجھا۔ کہ انمین مومنون کو کافرون پر ہر حالت اور ہر وقت مین غلبہ دینے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور قیم اور مشاہدہ کی شہادت بھی اس کے برخلاف ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہین کہ بارہا مسلمانونکا کافرونسے مقابلہ ہوا۔ ا[illegible] غلام ا[illegible] پر بعض کافرون نے غلبہ پایا اور انکو شہید کیا۔ دیکھو قرآن مین وَقتلھم الانبیاء بغیر حق کادیانی سنے بھی دل سے ان آیات کا یہ مطلب نہین سمجھتا جو یہان بیان کرتا ہے۔ وہ خود یہ مطلب سمجھتا ہے تو کیون دلیری کے ساتھہ بلا حراست پولیس وحفاظت حوارین کبھی میدان مین نہین نکلتا۔

دہلی مین چاندنی چوک کے جلسۂ عام اہل اسلام مین نہ آیا۔ اور اسنے صاف اور صریح الفاظ کے ساتھ یہ عذر لکھہ بھیجا کہ اُس جوش کی حالت مین کسی مفسدہ کا اندیشہ ہے۔ ابھی ایک شخص مجھکو کہہ گیا ہے کہ مین محض خیر خواہی کے رو سے کہتا ہون کہ عوام کی نیت فساد پر ہے۔ لہذا یہ تجویز قرار پائی ہے کہ میرے دوست مولوی[۲] غلام قادر صاحب

[۲] غلام قادر کو آپ مولوی نہ کہین تو وہ آپکو حضرت اقدس کسطرح کہین۔ ۵
من ترا حاجی بگویم تو مرا +

[۱] ترجمہ۔ بس خدا تعالےٰ تم مین قیامت کے دن فیصلہ کریگا اور خدا تعالےٰ کافرون کو مومنون پر [illegible] راہ نہ دیگا۔

ڈپٹی کمشنر کے پاس جاکر آپ کی تحریر ذمہ داری سے اطلاع دیدین۔ اور یہ بھی التجا و درخواست کرین کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اپنی طرفسے امن قایم کرنے کے لیے کچھ مدد کرین بعد اطلاع ڈپٹی کمشنر آپکو اطلاع دیجاویگی "

اور آپ نے اشتہار ۱۷۔ اکتوبر مین یہ مشتہر کیا ہے کہ عوام کے مفسدانہ حملون نے جو ایک ناگہانی طور پر کرگئے اسدن مجھے حاضر ہونے سے روک دیا صدہا لوگ اس بات کے گواہ ہین۔ کہ اس جلسہ کے عین وقت پر مفسد لوگون کا اس قدر ہجوم میرے مکان پر ہوگیا کہ مین انکی وحشیانہ حرکت دیکھکر اوپر کے زنانہ مکان مین چلا گیا۔ آخر وہ اسطرف آئے اور گھر کے کواڑ توڑنے لگے۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض آدمی زنانہ مکان مین گھس آئے "

ایساہی آپنے تقریر یہ مطبوع ۲۳۔ اکتوبر مین اور آپکے حواری میان غلام قادر نے سیالکوٹ ۔۔۔۔۔۔ کہ جتنے دن آپ دہلی مین رہے اپنے گھر پر پولیس کا پہرہ رکھوایا۔ اور جسدن دہلی سے کوچ کیا رات کے تین بجے ریلوے سٹیشن کا رستہ لیا۔

لاہور مین آپکا قدم آیا تو یہان بھی اردگرد حوارپون کا پہرہ رکھوایا۔ اور جسدن سے آپکے ثانی اثنین مہدی[1] لاہوری نے سر بازار آپکی خدمت کی اسدن سے تو آپنے

---

[1] ۔ یہ شخص لاہور مین ہے۔ دعوی رسالت بھی کرتا ہے مہدی ہونیکا بھی مدعی ہے۔ کلمہ یہ پڑھتا ہے۔ لاالہ الا اللہ مھدی رسول اللہ چینیانوالی مسجد کے بعض آمین کہنے والے اسکے دعوی کی تحقیق کر بھی درپے ہون۔ اور بالفعل مہدوی کلمہ پڑھنا چھوڑین جیساکہ تحقیق دعوے کادیانی کے درپے ہوکے اگلے عقائد کو خیر باد کہہ چکے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اکثر زنانخانہ مین (جواسی غرض سے ساتھ رہتا ہے) خلوت اختیار کی اور بہت کم نیچے کے مکان مردانہ مین نشست فرمائی۔

پس اگر ان آیات کا وہی مطلب آپکے دل مین ہوتا جو بیان کیا ہے تو یہ امر ایسے وقوع مین نہ آتا۔ ناظرین انصاف وایمان سے کہنا جس شخص کو خدا کیطرف سے مقابلہ کے وقت غلبہ کا وعدہ دیا جاتے وہ خدا پر بھروسہ چھوڑ کر ڈپٹی کمشنر یا پولیس یا اور لوگون کی پناہ لیتا ہے؟ ہرگز نہین۔

اور اگر کادیانی کو یہ دعوے ہے کہ ان آیات مین ظاہری وجسمانی مقابلہ کیوقت مومنون کو غلبہ دینے کا وعدہ نہین دیا گیا۔ بلکہ باطنی اور روحانی کے مقابلہ کے وقت یہ وعدہ دیا گیا ہے۔ تو وہ اسکا ثبوت پیش کرے۔ اور نقل صحیح سے یہ بتاوے کہ جس موقع پر یہ آیات نازل ہوئی تہین وہ ظاہری اور جسمانی مقابلہ کا موقع نہ تہا۔ بلکہ باطنی اور روحانی مقابلہ کا موقع تہا۔ اس بات کا کادیانی ثبوت دیدے تو ہم سے ایک دلیل پر سو روپیہ انعام لے۔

ہرچند آیات (اگر عمومات ہون) اپنے موقع سے مخصوص نہین ہوتین۔ مگر یہہ تو ضروری اور لازمی امر ہے کہ موقع نزول کو وہ شامل ہوتی ہین۔ اور یہ امر بالاتفاق ناممکن ہے کہ وہ اپنے معانی کی نظر سے مورد نزول کو شامل نہو سکین۔ اس بیان سے صاف ثابت ہوا کہ مقابلہ کی صورت مین بہی ہر وقت اور ہر حالت مین مومنون کو غلبہ دینے اور آسمانی نشان دکہانے کا خدا کیطرف سے وعدہ نہین دیا گیا۔ بلکہ بعض اوقات عین مقابلہ کیحالت مین نشان دکہانے سے انکار پایا گیا ہے۔ اور اس قاعدہ نشان نمائی مین جو مستثنا کادیانی نے تجویز وتسلیم کی ہے اس سے حالت مقابلہ مستثنے نہین ہے۔ بناءً علیہ صورت فیصلہ مجوزہ کادیانی سے بعض حالات مین فیصلہ ناممکن ہے کیونکہ بحکم استثناء مجوزہ ومسلمہ کادیانی ممکن ہے۔ کہ مقابلہ کے وقت دونو فریق یا ایک فریق پر ایک مدت

محدود تک (سال تمام کیون نہو) کسی بشارت یا پیشینگوئی یا عجائبات قرآنی کا انکشاف
نہو اور فریقین یا کسی ایک فریق کے فرد اہل حاجات و مصائب مین ایسے لوگ آجائین
جنکے حق مین تقدیر مبرم کا قلم چل چکا ہو۔ اور انکے حق مین کسیکی دعا مقبول نہو اس حالت
مین علامات چارگانہ مجوزہ کادیانی سے فریقین یا احد الفریقین کا کافر یا مومن ہونا ثابت
نہو سکے گا۔ اور صورت مجوزہ کادیانی سے فیصلہ ممکن نہو گا۔

وجہ سوم۔ یہ کہ صورت فیصلہ مجوزہ کادیانی کا وقوع بحکم عادت بھی ناممکن ہے اور اس سے
امتحانِ ایمان کادیانی متعذر ہے۔

ان مالی مشکلات کہ کوٹھی خانہ کی تیاری کے لیے روپیہ کون دیگا اور مفلس کوڑیونکا
خرچ روزمرّہ کا اگر وہ صدہا لاہور مین جمع ہو گئے کون ذمہ وار ہو گا۔ قطع نظر ہو اور حکیم
صاحب جمون کے خزانہ عامرہ کی نظر سے انکو اسان تصور کیا جائے تب بھی بڑی بھاری
مشکل اس [illegible] اگر ممبران کادیانی ہران
(جو روپیہ ملنے اور دو وقتہ مفت پلاو کھانے کے طمع سے بخوشی ممبر ہو سکتے ہین) تو ان کے
امتحان اور ایمان پر فریق ثانی اور عام مسلمانون کو اعتبار نہو گا۔ اور اگر اس کمیٹی مین فریق
ثانی کے اشخاص ممبر مقرر کیے جاوین۔ تو یہ امر بخیال طوالت میعاد ایک سال کے ناممکن
الوقوع ہے۔ وہ لوگ کادیانی کو اسکی ایسی دعا دیکھی نظر سے جھوٹا اور فریبی جانتے ہین اور خود آسمانی نشان دکھانے
کے مدعی نہین ہین۔ پھر وہ کس امید پر اپنے کام کاج چھوڑ کر ایک سال تک اسکی نوکری مین
لگ سکین گے۔ اسی نظر سے کادیانی نے یہ کمیٹی تجویز کی ہے۔ اور ایک سال انکی نوکری
اور حاضر باشی کی میعاد ٹھہرا دی ہے۔ اسکو امر کا یقین حاصل ہے کہ ایک سال کی میعاد مقرر
کرنے سے کوئی مسلمان اس کمیٹی مین شامل ہونا پسند نہ کریگا۔ اور اس قدر عرصہ تک
ناحق وبلا ضرورت اپنی اوقات کا خون کرنا روا نہ رکھیگا۔

یہ یقین اسکو ان اشتہارات کو جاری کرنے سے ہو چکا ہے۔ جو سابقاً مخالفین اسلام

کے مقابلہ مین ایک سال تک حاضری کی شرط پر آسمانی نشان دکہانے کے لیے
اس نے جاری کئے تھے۔ اور مخالفین ان اشتہارات کیطرف ملتفت نہوئے کیونکہ
اسکو فریبی اور دہوکہ باز سمجہا کیونکہ دیوانہ قرار دیا۔ اور اس نے اپنے احمق اتباع پر اسکا
نتیجہ یہ ظاہر کیا کہ کوئی اسکا مقابل نہوا اور میدان اسکے ہاتہ مین رہا۔ یہی نسخہ اس نے
مسلمانون سے پیچہا چہڑانے اور اپنے احمق اتباع کے سامنے انپر اپنی فتح ظاہر کرنے
کے لیے استعمال کرنا چاہا ہے۔ مگر دانا ہر فرقہ کے خوب سمجہتے ہین کہ یہ اسکی فتح نہین
گریز ہے۔ اور ایک ناممکن الوقوع امر کو شرط مقابلہ ٹہیرانا گریز کا ایک بہانہ ہے۔
بہلا اگر کادیانی کو کوئی یہ کہے کہ ایک سال کے عرصہ تک وہ اسکی خدمت مین حاضر رہے
ایک سال کے بعد وہ اسکو خداتعالے کی ظاہری آنکہون سے زیارت کرادیگا۔ یا اسکو
پر لگاکر آسمان پر اڑاکر پہنچادیگا۔ تو کیا کادیانی اس امید پر ایک سال تک اسکی
خدمت مین رہنا [illegible] مسلمان (جو اس کو
محض فریبی سمجہتے ہین اور اس سے صدور خوارق و کرامات کو ویسا ہی محال جانتے ہین)
کیون ایسی بات کہتا ہے؟ ہان وہ میعاد نشان نمائی ہفتہ یا دو ہفتہ کردے تو
مسلمان نہ اس امید پر کہ وہ نشان دکہا سکتا ہے۔ بلکہ صرف اس خیال سے کہ وہ جہوٹا
ہے خدا اوسکو جہوٹا کریگا۔ اور عام لوگون پر اسکا فریب ظاہر کردیگا۔ اس قلیل مدت
تک اپنی اوقات کو صرف کرسکتے ہین۔ سال بہر تک تو وہ اپنی اوقات کو اسکی
تکذیب کے لیے صرف کرنا "کوہ کندن و گیاہ برآوردن" کا مصداق سمجہتے ہین۔
اور اس سے آسان تدبیر تقریر و تحریر کے ذریعہ سے اسکا جہوٹا اور فریبی ہونا ظاہر کرسکتے
ہین۔ لہذا میعاد ایک سال کے لیے انکا اس کمیٹی کا ممبر ہونا ناممکن الوقوع ہے۔
وجہ چہارم۔ یہ کہ صورت مجوزہ کادیانی سے فیصلہ وقوع مین آ بہی جاوے تو
وہ مشتبہ رہتا ہے۔ کیونکہ بعض علامات جسکو کادیانی آسمانی قرار دیتا ہے آسمانی

نہین بلکہ شیطانی یا انسانی ہونے کا احتمال رکہتی ہین۔

وہ کشف واقعات آیندہ ہے جو بذریعہ علم نجوم و رمل و جفر اور حدس صائب اور قیافہ شناسی اور پولیٹیکس بہی ہو جاتا ہے اور اس قسم کے واقعات کو بطور پیشینگوئی نجومی رملی و پولیٹیشن اشخاص اکثر بتاتے ہین اور وہ اخبارون مین مشتہر ہوتے رہتے ہین۔ اور واقعی بہی نکلتے ہین۔ بس اگر کادیانی (جو علم نجوم مین دخل رکہتا ہے (چنانچہ اسکی عبارات توضیح مرام منقولہ فتوے تکفیر کادیانی سے ظاہر ہوتا ہے) اور پولیٹیشن اور قیافہ شناس تو پورا ہے) ان علماء اسلام کو مقابلہ مین (جو رمل و نجوم کا علم نہین رکہتے اور کادیانی کے برابر وہ قیافہ شناس اور پولیٹیشن بہی نہین ہین) کچہ واقعات آیندہ بتا دے جنکی مثل وہ علمانہ بتا سکین تو اس سے ان واقعات کے بیان کا آسمانی نشان ہونا کیونکر یقین ہو سکتا ہے۔

وجہ پنجم۔ یہ کہ [illegible] بلکہ شیطانی ہین جنکی نظر سے اس فیصلہ کو یقیناً شیطانی کہہ سکتے ہین۔ وہ آیات قرآن مین اسکی وہ تحریفات ہین۔ جنکو وہ معارف قرآنی کہتا ہے (جیسے کادیانی کے نزدیک لیلۃ القدر سے رات مراد نہونا بلکہ ایک ظلمانی زمانہ جسکی ظلمت حدِ کمال تک پہنچ چکی ہو مراد ہونا۔ اور (۲) سجود آدم سے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کی طرف ملائکہ کا سجدہ مراد نہونا بلکہ انسان کامل کی خدمت و اطاعت مراد ہونا۔ اور (۳) حضرت عیسیٰ کے احیاء موتے و شفاء مرضیٰ سے روحانی مُردون اور مریضون کو ہدایت کرنا۔ یا عمل مسمریزم کے ذریعہ سے اپنا خیالی اثر جیات وصحت اُنپر ڈالنا اور خلق طیور سے کل وار کہلونے بنانا مراد ہونا وغیرہ وغیرہ) اور مسلمان ایسے معانی کے بیان کو تحریف و کفر و الحاد و زندقہ و باطنیت سمجہتے ہین اور اسپر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ وہ معانی ظاہر نصوص کے (جو باتفاق اہل اسلام واجب الاعتقاد ہے) مخالف ہین۔ اور سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و اکابر محدثین سے

مروی و ماثور نہین - اس امر کا تو کادیانی خود فخر کے ساتھہ مدعی ہے - اور کہتا ہے کہ وہ معانی کسی کتاب تفسیر مین موجود نہونگے - لہذا وہ تحریفات بحکم حدیث من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منه فھو رد (یعنے جو شخص ہمارے دین مین ایسی بات نکالے جو اسمین نہو - (یعنے قرون ثلثہ مین جنکی بہتری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے پائی نہ جاوے) وہ مردود ہے) مسلمانون کے نزدیک لائق رد ہین پہر وہ ان تحریفات کو آسمانی نشان کیونکر مان لین اور اسمین کادیانی کا مقابلہ کسطرح کرین - کادیانی کے مقابلہ مین وہ تہوڑی دیر کے لیے بہی کافر نہین بن سکتے *

وجہ ششم - یہ کہ صورت فیصلہ مجوزہ کادیانی نہایت طوالت اور مہلت طلب ہے ایک عرصہ انعقاد و تقرری کمیٹی ملئے مختلف ملکون کے لیے چاہیے - اور بعد انعقاد کمیٹی ہا اور شروع کارروائی پہر ایک سال انتظار نتائج دعاون اور پیشین گویون کے لیئے چاہیے - حالانکہ یہ کئی سالون کی راہ ایک دن یا چند دنون مین باسانی طے ہوسکتی ہے - جسکی صورت یہ ہے کہ وہی کمیٹی جو آیندہ دعاون اور پیشین گوین کے نتائج اور قرآنی معارف کا امتحان کرکے کادیانی کو پاس کریگی - کادیانی کی گذشتہ دعاون اور پیشین گویون کے نتائج اور اسکے بیان کردہ قرآنی معارف کا امتحان کرے - اس کمیٹی مین کادیانی کے مخالف مولوی بہی شامل ہوسکتے ہین - کیونکہ یہ صرف چند دنون کا کام ہے - اور اسمین انکو بنظر کاذب اور مفتری ہونے کادیانی کے اور کذب ہونے اسکی پیشینگویون کے اور کفر و الحاد ہونے اس کے بیان کردہ معارف کی اپنی کامیابی کی کامل امید ہے -

اس کمیٹی کے ممبر فریقین سے مساوی منتخب ہون - اور اوسکا پریسیڈنٹ ایک نیوٹرل (ثالث غیر طرفدار) ہو - یہ کمیٹی کادیانی کی پہلی دعاون اور پیشین گویونکے نتائج اور قرآنی معارف کو درست اور صحیح اور آسمانی نشان قرار دے تو کادیانی کو کون

* وہ اس احمق کی نظیر بننا نہین چاہتے جس نے پرائی بدشگنی کے لیے اپنی ناک کٹائی تہی

کامل تصور کیا جائے ورنہ کافر دروغ گو۔

پچھلی دعا والوں میں شاید ان لوگوں کے نام بھی پیش ہوں جنکا ہزارہا روپیہ کادیانی صاحب کھا کر ہضم کر چکے ہیں اور انکے کام نہیں ہوئے اور انکی نسبت شاید وہ یہ عذر پیش کریں کہ انکے حق میں تقدیر مبرم چل چکی تہی۔ اس لیے وہ کامیاب نہوئے لہذا انکی جگہ چند نئے اہل حاجات (جنمیں بعض کادیانی کے اتباع سے اعرج (لنگڑے) اعور (کانے) اور احول (کج نگاہ) بھی شامل ہونگے) پیش کیے جائینگے۔ انکی نسبت پہلے کادیانی صاحب الہام کی ودر میں لگا کر لوح محفوظ یا عرش معلّے یا علیین سے یہ دیکھ لیں کہ وہ تقدیر مبرم والے تو نہیں وہ ایسے نکلیں تو انکی جگہ اور لوگوں کو منتخب کرے جو تقدیر مبرم کی لپیٹ میں نہ آئے ہوں۔ اور پھر انکے حق میں دعا کرکے ایک یا دو ہفتہ میں اسکا اثر کر دکھاوے۔ اور اس کمیٹی سے اور اپنے تمام مخالفین سے اپنی مسلمانی ہونے کا ایک [illegible]

ہم سب[1] مخالفین کادیانی اسکو وعدہ دیتے ہیں کہ اگر وہ ضابطہ اس کمیٹی سے اس امتحان میں پاس ہوگیا تو ہم یہ سمجھینگے کہ وہ در حقیقت مدعی نبوت نہیں ہے (گو اسکے الفاظ[2] سے یہ دعوے قطعاً ثابت ہیں) اور اس نظر سے وہ کافر نہیں۔ کیونکہ ہم لوگوں اہل سنت کا اصول و اعتقاد ہے کہ متنبی (جھوٹے مدعی نبوت) کے ہاتھ پر خوارق و کرامات کا ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۷ صفحہ ۲۱۷ میں اسکی تشریح ہو چکی ہے۔

[1] اس امر کو ہمنے آپکے اور مخالف علماء کے پاس ذکر کیا تو انہوں نے منظور کیا۔ اب اس امر کو منظور کرینگے تو انکی دستخطی تحریریں آپکے پاس بھیجی جائینگی انشاء اللہ تعالی۔

[2] اسصورت میں ان الفاظ کی نسبت یہ خیال کیا جاویگا کہ وہ الفاظ اس نے نادانی اور سادہ لوحی سے جیسا کہ وہ اپنے فیصلہ ۲ فروری ۱۸۹۲ء میں مقر ہوا ہے بولے ہیں۔ نہ عمداً اور ارادہ معانی حقیقیہ سے۔

ومعہذا اگر کادیانی آسمانی نشانون اور کرامتون کا ظہور ہوا تو سمجھا جائیگا کہ وہ درحقیقت مدعی نبوت نہین۔ صرف نادانی اور سادگی سے ایسے الفاظ جنسے دعوے نبوت ثابت ہے اسکی قلم سے نکل گئی ہے۔ ہمارے اس وعدہ وتسلیم سے کادیانی کے یہ دونو عذر۔ کہ [۱] بعض اوقات تقدیر مبرم نشان دکہانے سے مانع ہوتی ہے۔ اور [۲] یکطرفہ نشان دکہایا جائے تو مخالف مولوی اسکو نہ مانے گے۔ اور اُنکے بہکانے سے عوام بہی اسکا اعتبار نہ کرینگے،، نیز اٹھ گئے۔ اب تو وہ سر تسلیم جہکائے اور یکطرفہ آسمانی نشان دکھائے۔ اور سالہا سال کی راہ ایک دن یا چند دنون مین طے کرنا منظور کرے۔ وہ اس تسلیم کا خود اپنے فیصلے مین ہم سے طالب ہوا تہا ہم نے اسکو منظور کرلیا ہے۔ تو اب اسکو یکطرفہ نشان دکہانے سے کونسا عذر مانع ہے بس اب میدان مین آئے اور نشان دکہائے۔ اور روز کا قصہ طے کرے۔

یہ فیصلہ کادیانی کے مسخ و ترمیم کردہ تجویزات ہیں انہیں تجویزات کے ضمن مین اس فیصلہ کی جگہ جو آسمان تجویز یا تقویم ہمارے خیال مین تہی وہ بیان ہوچکی ہے۔ وہ تجویز وہ آسمانی صورت فیصلہ ہے جو وجہ اول کے ضمن مین بیان ہوئی ہے۔ کہ کادیانی اپنے اقوال واعتقادات کو آسمانی وحی جلی قرآن اور آسمانی وحی خفی حدیث نبوی پر مجمع علماء مین حاضر ہوکر پیش کرے اور اپنی زبانی اقرار کلمۂ شہادت اور اظہار تسلیم امور ایمان مندرجہ حدیث وقرآن کو اپنی کتب وتصانیف کے انکار سے مطابق کر دکہائے۔ کیونکہ وہ مسلمانون کی مجالس اور بعض اشتہارات وتحریرات مین تو یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ مین [۱] ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب نہین سمجہتا۔ [۲] انکے بذات خود زمین پر آنے سے انکاری نہین ہون۔ [۳] جبرائیل کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اصلی صورت مین چھہ سو بازؤن کے ساتہ آنا مانتا ہون نہ انبیا کی خیالی صورت سے [۴] مین روح القدس روح الامین (جو انبیاء کے پاس آتا) اون کو

اندرونی صفت محبت کے نتیجہ کو قرار نہین دیتا- بلکہ جبرائیل فرشتہ کو سمجھتا ہون جو آسمان سے اُتر کر انبیاء کے پاس آتا تھا- ایک دفعہ جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اُس کے کئی سو پر تھے (پھر حکیم صاحب جمون کو مخاطب ہو کر فرمایا) بھائی نورالدین بتانا کتنے تھے؟ (حکیم صاحب نے جواب دیا) حضرت چھ سو تھے)- مین (۵) تثلیث پاک تجویز نہین کرتا- مین (۶) بطور استعارہ ابن اللہ (خدا کا بیٹا) نہین کہلاتا- مین (۷) ستارون کی تاثیر کا قائل و معتقد نہین ہون- مین (۸) نبوت کا دعوی نہین کرتا بلکہ مدعی نبوت کو کافر جانتا ہون- مین (۹) اپنی وحی کو وحی انبیاء کیطرح دخل شیطان سے منزہ اور معصوم نہین سمجھتا- مین (۱۰) معجزات انبیاء اور خوارق کو مانتا ہون- مین (۱۱) آنحضرت ؐ کے جسمانی معراج کو حق جانتا ہون- مین (۱۲) مسجود آدم- لیلۃ (۱۳) القدر وغیرہ امور کو جو قرآن و حدیث مین وارد ہین اسطرح انکو ظاہری معانی سے مانتا ہون جسطرح تمام مسلمان مانتے چلے آئے ہین- مین (۱۴) نصوص کے ظاہری معانی چھوڑنے کو کفر والحاد سمجھتا ہون- مین (۱۵) مسیح وغیرہ انبیاء کی توہین نہین کرتا بلکہ اس توہین کو کفر سمجھتا ہون- مین (۱۶) اپنے اوپر نزول کتاب یا آیات کا مدعی نہین ہون- مین (۱۷) تمام لوگون پر اپنی پیروی کو واجب اور موجب نجات اور اپنی نافرمانی کو حرام اور مستوجب سزا نہین جانتا- مین (۱۸) اہل اسلام سلف کو مشرک کافر نہین سمجھتا- بلکہ مؤمن کو کافر کہنے والے کو کافر جانتا ہون- وعلیٰ ہذا القیاس بہت ایسے امور ہین جنکا وہ عام مجالس اور بعض تحریرات مین اقرار کرتا ہے-

مگر اس کی کتب و مشہورہ تصانیف مین اس اقرار کے برخلاف صریح انکار موجود ہے- جو بہ ترتیب امور منقولہ بالا اسکی تصانیف سے نقل کیا جاتا ہے-

(۱) آپکا ملائکہ کو نفوس فلکیہ و ارواح کواکب قرار دینا آپکی عبارات ذیل مین پایا جاتا ہے

آپ اپنے رسالہ توضیح مرام کے صفحہ ۴۳ مین لکھتے ہین کہ روحانیات سماویہ خواہ انکو یونانیون کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہین یا دساتیر اور وید کے اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے انکو نامزد کرین یا نہایت سیدھی اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا انکو لقب دین۔ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام مین مستقر اور قرار گیر ہے اور اسکے صفحہ ۴۸ مین لکھتے ہین قرآن شریف سے ثابت ہی یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبون کے متعلق ایک روح رکھتے ہین جنکو نفوس کواکب سے بھی نامزد کرسکتے ہین۔

(۲)

آپکا ملائکہ خصوصًا جبرائیل و ملک الموت کے بذات خود اور اصلی صورت سے نزول سے انکار کرنا اور صرف نزول تاثیر کا قائل ہونا اور انبیاء کی دیکھی ہوئی صورت کو انکی خیالی صورت قرار دینا اور روح القدس کو [illegible] انسانی صفت محبت کے نتیجہ کو قرار دینا اور تثلیث پاک کو تجویز کرنا۔ اور اپنے آپ کو بطور استعارہ ابن اللہ کہنا۔

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۲۹ مین لکھتے ہین محققین اہل اسلام ہرگز اسبات کے قائل نہین کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانون کیطرح پیرون سے چلکر زمین پر اترتے ہین اور یہ خیال بہداہت باطل بھی ہے ++ مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سکینڈ مین ہزارہا ایسے لوگون کی جانین نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین ایکدوسرے سے ہزارون کوس کے فاصلے پر رہتے ہین اگر ہر یک کے لیے اسبات کا محتاج ہوکر اول پیرون سے چلکر اسکے ملک اور شہر اور گھر مین جاوے اور پھر اتنی

مشقت کے بعد جان نکالنے کا اسکو موقعہ ملے تو ایک سکینڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے
لیے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی نہیں ہو سکتی کیا ممکن ہے کہ ایک شخص انسانون
کیطرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اسکے کم عرصے مین تمام جہان گھوم کر چلا
آوے ہرگز نہین۔ اور اسکی عبارت منقولہ ۳۲ مین گذر چکا ہے کہ درحقیقت یہ
عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام مین مستقر اور قرار گیر ہے" + اور اسکے صفحہ ۳۴
مین لکھتے ہین اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستارون سے الگ ہونا فرض کر لیا جاوے
تو انکی تمام قوی مین فرق پڑ جاوے گا + + وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات
کے لیے جان کا حکم رکھتے ہین اور انکے جدا ہونے سے انکی حالت وجودیہ مین کلی فساد
راہ پا جانا لازمی اور ضروری امر ہے۔ اور اسکے صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین سو وہ فرشتہ
(جبرئیل) اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو
(نزول کی اصل کیفیت جو صرف استعارہ کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیئے)

لیکن اسکے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادون اور مختلف ظروف کے
لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلون پر تقسیم ہوتا ہے وہ توضیح مرام کے صفحہ ۲۱
مین لکھتے ہین۔ ان دونو محبتون (یعنے محبت خدا و محبت بندہ) کے ملنے سے جو درحقیقت
نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہین۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور
مخلوق مین پیدا ہو کر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت
کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جسکا نام روح القدس ہے + + +
چونکہ روح القدس ان دونو کے ملنے سے انسان کے دل مین پیدا ہوتی ہے
اس لیے کہہ سکتے ہین کہ وہ ان دونو کے لیے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث
ہے جو اس درجہ کی محبت کے لیے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتون نے مشرکانہ طور پر
سمجھ لیا ہے۔ اور اسکے صفحہ ۲۵ مین لکھتے ہین۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر

دونو محبتون کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اوسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین۔ اور اسکے صفحہ ۷۰ مین لکھتے ہین اسوقت جبرئیل اپنا نورانی سایہ اِس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اسکے اندر رکھدیتا ہے تب جیسے اس فرشتے کا جو آسمان پر مستقر ہے جبریل نام ہے اسکی عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اس فرشتے کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے سو یہ نہین کہ فرشتہ اُسکے اندر گھس آتا ہے جیسے مثلاً آئینہ[بلہ] دیکھنے سے یہ نہین ہوتا کہ تمہارا منہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ ہو کر آئینہ مین رکھدیا جاتا ہے۔ اور اسکے صفحہ ۷۹ مین لکھتے ہین جب جبریلی نور خدا کی کشش اور تحریک اور نفخہ نورانیہ سے جُنبش مین آتا ہے تو معًا اسکی ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیے محب صادق کے دِلمین منقش ہو جاتی ہے

(۷)
آپکا تاثیر ستارون کا قائل و معتقد ہونا

آپ توضیح مرام مین صفحہ ۳۳ مین لکھتے ہین۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتون پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیارون کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتون پر یہ سب ملائک اثر ڈال رہے ہین۔ اور اسکے صفحہ ۳۸ مین لکھتے ہین کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے۔ اور اسکے صفحہ ۴۰ مین لکھتے ہین کہ جیسے کواکب اور سیارون مین باعتبار اُنکے قالبون کیطرح طرح کے خواص پائے جاتے

[بلہ] ۔ اس عبارت مین الفاظ زیر خط بعینہا قادیانی کے الفاظ ہین۔ باقی ربط عبارت کے لیے ہمنے لگائے ہین۔ اصل عبارت طویل تھی اسلیے پوری نقل نہین ہوئی۔

ہین جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہین۔ ایسا ہی انکو نفوس نورانیہ مین بھی انواع اقسام کے خواص ہین جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اثر ڈالتے ہین اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندون پر بشکل جسمانی متشکل ہوکر ظاہر ہوجاتے ہین۔

(۸)

آپکا مدعی نبوت ہونا اور نبیون کی مانند اپنی وحی کو دخل شیطان سے منزّہ ومعصوم سمجھنا۔

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۱۸ مین لکھتے ہین اسمین کچھ شک نہین کہ یہ عاجز خدا کی کیطرف سے اس امت کے لیے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہے گو اسکے لئے نبوت تامہ نہین مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اُسپر ظاہر کیے جاتے ہین اور رسولون اور نبیون کی وحی کیطرح اسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اسپر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیا کیطرح اُسپر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اسکے اور کچھ نہین کہ امور متذکرہ بالا اسمین پائے جائین۔"

اور اپنے ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ آپ لکھتے ہین ہان یہ بھی سچ ہے کہ آنیوالے مسیح کو نبی کرکے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اوسکو امتی کرکے بھی تو بیان کیا گیا ہے + + سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور نبی بھی کہا اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ دو نو شانین امتیت اور نبوت کی اوس مین پائی جاینگی جیسا کہ محدث مین ان دو شانون کا پایا جانا ضروری

ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونو رنگون سے رنگین ہوتی ہے اسلیئے خدا تعالے نے براہین احمدیہ مین بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی ''

اور اسکے صفحہ ۷۶ مین لکھتے ہین کہ جیسے اسلام مین سر دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسے ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اول درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسےٰ بن مریم ہے جو اس امت کے لوگون مین سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے۔ اور فرمان جعلناک المسیح ابن مریم نے اوسکو درحقیقت وہی بنا دیا ہے وکان اللہ علیٰ کل شئ قدیرا اور اوس آنیوالا کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کیطرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنون کے رو سے ایک ہی ہین اسیکی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط احمد ہی نہین بلکہ محمد بھی ہین یعنے جامع جلال وجمال ہین لیکن آخری زمانہ مین برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا ہے۔

(۱۰)

آپکا معجزات سے انکار کرنا اور انکو قانون قدرت کے مخالف سمجھکر از قسم شعبدہ بازی دستکاری و مسمریزم قرار دینا

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۹ مین لکھتے ہین۔ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید اور

ہو لئے حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑہین اور روبرو ہی اوترین اور انہین جواب ملا تھا قُلْ سُبْحَانَ رَبِّی یعنے خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دار الابتلا مین دکہاوے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے اور آپنے ازالہ کے صعہ وصک مین آپ لکھتے ہین مشابہت کے لیے مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات جو طلب کئے جاتے ہین (یعنے کادیانی سے) اِس بارے مین ابہی بیان کر چکا ہون کہ احیای جسمانی کچہ چیز نہین[1] احیائے روحانی کے لیے یہ عاجز آیا ہے اور اُس کا ظہور ہوگا ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کامون کو اون حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جو محض افترا کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہین[2] تو کوئی اعجوبہ نظر نہین آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیون پر جسقدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہین مین نہین سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیشگوئیون مین کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے[3] ہون۔ کیا تالاب کا قصہ[4] مسیحی معجزات کی رونق دور نہین کرتا؟ اور پیش گوئیون کا حال اس سے بہی زیادہ تر ابتر[5] ہے۔ کیا یہ بہی کچہ پیشگوئیان ہین کہ زلزلے آئینگے۔ مری

سلہ۔ یہ فقرہ بہت توجہ ناظرین کی لائق ہے۔ اسی غرض سے اسکو بقلم جلی لکھا گیا۔

سلہ۔ یہ فقرہ بہی توجہ ناظرین کے لائق ہے اسمین صاف تصریح ہے کہ جن معجزات کو مسیح کیطرف مسلمان منسوب کرتے ہین وہ مفتریات ہین مسیح سے وہ معجزات سرزد نہین ہوئے۔

سلہ۔ یہ بہی لائق توجہ ہے اسمین صاف تصریح ہے کہ سب نبیون کے معجزات و خوارق محل شبہات ہین مگر مسیح کے سب سے زیادہ۔

سلہ۔ ناظرین! دیکہو یہ کیسی صریح نفی معجزات مسیح ہے۔

سلہ۔ ناظرین! خدا کے لیے توجہ کرنا۔ اصیل مسیح کی پیشگوئیون کا حال ابتر اور اُسکے انجیل کی جو خلعت

عہ تالاب کا حال آپ کی عبارت منقولہ صا۴۱ رسالہ ہذا مین ہے۔

پڑیگی۔ لڑائیان ہونگی۔ قحط پڑینگے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جسقدر حضرت مسیح کی پیشگوئیان غلط نکلین۔ اسقدر صحیح نہین نکل سکین + اور اس کے صفحہ ۸ مین لکھتے ہین اس مقام مین زیادہ تر تعجب یہہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہین کہ مین ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہین سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا اون کیطرف منسوب کر رہے ہین نہین دیکھتے کہ وہ کھلے کھلے انکار کیے جاتے ہین۔ اور اسکے صفحہ ۳۰۱ مین لکھتے ہین دوسرے عقلی معجزات ہین جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین جو الہام

کا مدعی ہے نہ فوقیت کا پیشگوئیون کا حال خوب تر۔ اس صورت مین آپ اصیل ٹہرے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم آپ کے ظل و مثیل مگر شاید آپ بیان دعوے مین بہول گئے ہین ایک ہی وقت مین اصیل ہو نہ مثیل۔

سلہ۔ جس نبی کی ایک الہامی پیشگوئی غلط نکلے اس کے الہام اور وحی اور نبوت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ بنائً علیہ آپکا حضرت مسیح کی پیشگوئی کو غلط کہنا در پردہ انکی نبوت سے انکار ہے۔

یہان تو آپ نے صرف حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات (پیشگوئین) پر وار کیا ہے۔ مگر اپنے ازالہ کے صفحہ ۶۲۹ مین اس وار اور طعن مین چارسو اور نبیون کو بھی شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ بحوالہ کتب یہود و نصاریٰ جنپر اہل اسلام کے نزدیک اعتقاد حلال نہین یہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کیوقت مین چارسو نبی نے اسکی فتح کے بارہ مین پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان مین مرگیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کیطرف سے تھا نوری فرشتہ کیطرف سے نہ تھا۔ اور ان نبیون نے دہوکہ کہا کر ربانی سمجھ لیا“

اس بیان کی تائید مین اپنے قرآن کی ایک آیت کو اس حصہ سے جسمین ذکر ہے کہ جو نبی

عہ۔ پیغمبر ایک خدا تعالیٰ کی ہی [illegible] جو انہی کلام پاک قرآن مجید میں حضرت مسیح کے معجزات بیان فرمائے ہیں

الٰہی سے ملتی ہے۔ جیسے حضرت سلیمان کا معجزہ جو صرح ممرد من قوار یر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

یا رسول گذرا ہے اس نے بات کی تو شیطان نے اوس میں کچھ ملا دیا۔ استدلال کیا۔ اور یہ کہا ہے کہ اب خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت میں قرآن کریم کے رو سے الہام اور وحی میں دخلِ شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مؤمنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کی حجت نہیں تو پھر ناظرین کے لیے غور کا مقام ہے کہ کیونکر اور کن علامات بیّنہ سے میاں عبد الحق صاحب اور میاں محی الدین صاحب نے اپنے الہامات کو رحمانی الہام سمجھ لیا ہے مگر [illegible] اور [illegible] کو دھوکہ دیا۔

> وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبيٍ الا اذا تمنى القى الشيطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ ایٰتہ واللہ علیمٌ حکیمٌ۔ (الحج ع ۷)

اس آیت کا پہلا حصہ آپ نے لے لیا اور اوسکا آخیر جس میں صاف یہ بیان ہے کہ اللہ تعالے شیطان کی ملائی ہوئی بات کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیت کو محکم کرتا ہے چھوڑ دیا۔

اور طرفہ یہ کہ آپ بہت جگہ اپنی تصانیف میں اس آیہ کے آخری حصہ سے اسکے ساتھ صحیح بخاری کی ایک حدیث سے لفظ ولا محدّث شامل کر کے اپنے اور دیگر محدثین کے الہامات کا دخل شیطان سے منزہ ہونا ثابت کر چکے ہیں اور اس آیت اور حدیث بخاری کو اپنے دعوے نبوت و محفوظیت کا بڑا بھاری ثبوت خیال کرتے ہیں۔

اس مقام میں مولوی محی الدین صاحب و صوفی عبد الحق کے الہامات کو (جو کادیانی کی

آب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ (خلق طیور یعنے مٹی کا پرندہ بنانا)
حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کیطرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے
ثابت ہے کہ اون دنوں مین ایسے امور کی طرف لوگون کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ
جو شعبدہ بازی کی قسم مین سے اور درصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے
تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت مین ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بناکر
دکھلادیتے تھے اور کئی قسم کے جانور طیار کرکے اونکو زندہ جانورون کی طرح
چلادیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت مین عام طور پر یہودیون کے ملکون
مین پہیل گئے تھے اور یہودیون نے انکے بہت سے ساحرانہ کام سیکھہ لیے تھے۔ جیسا کہ
قرآن کریم بہی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچہ تعجب کی جگہ نہین کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح
کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے
یا کسی پہونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز
نہین تو پیرون سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ
بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بہی کرتے رہے ہین اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام

ترمیم مخالف ہوئے ہین جھوٹا بنانے کے لیے اوس حصہ آیت اور حدیث کو آپ ہضم کرگئے۔ اور اس
آیت کے پہلے حصہ کو کتب یہود و نصاریٰ کا مصدق بناکر دکھادیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا۔
اور درحقیقت یہ پوری آیت مضمون کتب یہود و نصاریٰ کے مصدق نہین ہے۔ اور کسی آیت
یا حدیث سے بہی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء اپنی الہامی پیشگوئیون میں جہوٹے نکلتے ہین۔

ملاحظہ ازالہ صفحہ آئندہ شعبدہ بازی کو بیان کرکے حضرت مسیح کے معجزات کو اوسکی قطار و شمار مین بیان کرنا
اور اسکو لہو و لعب و مسمریزم اور کھیل کہنا اور قابل نفرت قرار دینا صاف دال ہے کہ آپ
اوسکو بہی شعبدہ بازی کی جنس سے سمجھتے ہین۔ ان الفاظ مین جو حضرت مسیح کے

درحقیقت ایک ایسا کام ہے جسمین کلون کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتون کے بنانے مین عقل تیز ہو جاتی ہے۔ اور اسکے **صفحہ ۳۰۵ مین آپ لکھتے** ہین۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنے مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور مین آسکین کیونکہ عمل الترب مین جسکو زمانہ حال مین مسمریزم کہتے ہین ایسے ایسے عجائبات ہین کہ اس مین پوری پوری مشق کرنے والے اپنے روح کی گرمی دوسری چیزون پر ڈالکر اون چیزون کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہین انسان کی روح مین کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بیجان ہے ڈال سکتی ہے تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہین جو زندون سے صادر ہوا کرتی ہین۔ **اور اسکے صفحہ ۳۰۹ مین لکھتے ہین** جال مسیح کی یہ ترابی کارروایان زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تہین [illegible] تا کہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہین۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ **اور اسکے صفحہ ۳۱۰ مین آپ لکھتے ہین**۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئین اس مشغولی مین ڈالے اور جسمانی مرضون کے رفع دفع کرنے کے لیے اپنی دلی و دماغی طاقتون کو خرچ کرتا رہے اپنی

اور انکے معجزات کی توہین پائی جاتی ہے وہ توجہ ناظرین کے لائق ہے۔

۳۰۵ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و نمبر ا و ۲ صفحہ آئندہ — ان الفاظ مین حضرت مسیح کی صریح و صاف توہین پائی جاتی ہے۔ ناظرین خدا کے لیے انصاف کرنا۔

اِن روحانی تاثیرون مین جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریون کو دور کرتی ہین بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے۔ اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اُسکے ہاتھہ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتون کے کامل طور پر دلون مین قائم کرنے کے بارے مین اُنکی کارروایون کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

اور اسکے صـــ ۳۲۲ مین آپ لکھتے ہین کہ غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور انمین پھونک مار کر انہین سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہین بلکہ صرف عمل الترب تہا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تہا یہ بہی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جسمین روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تہی بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تہی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔ اور اسکے صفحہ ۴۸۱ مین آپ لکھتے ہین۔ ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہین ہوا کہ وہ بولتا اور اس جہان کا سب حال سناتا۔ اور اپنے وارثون کو نصیحت کرتا کہ مین تو دوزخ مین سے آیا ہون تم جلد ایمان لے آؤ اگر مسیح صاف طور پر یہودیون کے باپ دادے زندہ کرکے دکہا دیتا اور اُنسے گواہی دلواتا تو بہلا کسکو انکار کی مجال تھی۔ غرض پیغمبرون نے نشان تو دکہائے مگر کچے ایمانون سے مخفی رہے۔ ایسا ہی یہ عاجز بہی خالی نہین آیا بلکہ مُردون کے زندہ ہونے کے لیے بہت سا آبحیات خداتیعالٰے نے اس عاجز کو بہی دیا ہے۔ بیشک جو شخص اُسمین سے پئے گا زندہ ہو جائیگا۔

بلاشبہ مین اقرار کرتا ہون اگر میری کلام سے مُردے زندہ نہون اور اندھے آنکھین نہ کہولین۔ اور مجذوم صاف نہون تو مین خداتیعالٰے کیطرف سے نہین آیا۔

اور اسکے صفحہ ۲ مین آپ لکھتے ہین۔ اور مین سچ سچ کہتا ہون کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہین مرے گا۔"

(۱۱)

آپکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج سے انکار کرنا

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۹ مین لکھتے ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ جو امر (یعنے آسمان پر جانا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو افضل الانبیاء تھے جائز نہین اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا۔ وہ حضرت مسیح کے لیے کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اور ازالہ اوہام کے صـ۴۷ مین لکھتے ہین۔ اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات مین سے ہے۔ تو پھر آن حضرت علیہ وسلم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہین تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم نورانی و لطیف کو کثیف کہنا کس قدر بیجا ہے ناظرین سے مخفی نہیں ہے۔

(۱۲) (۱۳)

سجود آدم اور لیلۃ القدر کے ظاہری معانی سے انکار کرنا۔ اور (۱۴) نصوص کے ظاہر معانی چھوڑکر اُن سے استعارات مراد لینا

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۴۹ مین لکھتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اسوقت سے متعلق نہین ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کیے گئے۔ بلکہ یہ علیحدہ ملائک

ملاحظہ آئندہ — اس نفی کو ناظرین غور سے دیکھین پھر قادیانی کے اس دعوے کو کہ مین حقائق کی نفی نہین کرتا ملاحظہ کرین۔

کو حکم کیا گیا۔ کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور اعتدال انسانی اُسکو حاصل ہو جائے اور خدا تعالےٰ کی روح اُسمین سکونت اختیار کرے تو تم اُس کامل کے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنے آسمانی انوار کے ساتھ اُسپر اُترو اور اُسپر صلوٰۃ بھیجو۔ سو یہہ اُس قدیم قانون کیطرف اشارہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندون کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔

اور آپ فتح اسلام کے صفحہ ۵۴ مین لکھتے ہین۔ تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جسکی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اسلئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اُس ظلمت کو دور کرے۔ اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔ مگر درحقیقت یہ رات نہین ہے[1] یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔

اور اسکے صفحہ ۱۵ مین [illegible] گیا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے"!

اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۴ مین حدیث قتل خنازیر اور قطع صلیب اور رفع جزیہ کی تاویل اور تحریف کر کے آپ لکھتے ہین یہ سب استعارے ہین جنکو خدا تعالیٰ کیطرف سے فہم دیا گیا ہے وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کے ذوق سے انکو سمجھ جائینگے۔ ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اوتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل مین خاکہ کھینچنا ہے۔

(۱۵)

آپکا مسیح وغیرہ انبیا کی توہین کرنا۔

حضرت مسیح کی جو آپ نے توہین کی ہے اُن عبارات سے بخوبی ثابت ہے جو آپکے

[1] حاشیہ صفحہ ۱۴۲ دیکھو۔

انکار معجزات مسیحی کی شہادت مین پیش کی گئی ہین - علاوہ بران حضرت مسیح کی توہین
مین آپ صفحہ (۹) ازالہ کے یون خامہ فرسائی کرتے ہین - "اس جگہ حضرت مسیح ؑ کی
تہذیب اور اخلاقی حالت پر ایک سخت اعتراض وارد ہوتا ہے - کیونکہ متی
باب ۲۳ - ایت ۲ - مین وہ فرماتے ہین کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہوئے
ہین یعنے بڑے بزرگ ہین اور انہین یہ بھی معلوم تھا کہ وہ لوگ یہودیون کے مقتدا
کہلاتے تھے - اور قیصر کے دربار مین بڑی عزت کے ساتھ خاص رئیسون مین بٹھائی
جاتے تھے - پھر باوجود ان سب باتون کے انہین فقیہون اور فریسیون کو مخاطب
کر کے حضرت مسیح نے نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کئے بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ
ان یہودیون کے معزز بزرگون نے نہایت نرم اور مودبانہ الفاظ سے سراسر انکساری
کے طور پر حضرت مسیح کی خدمت مین یون عرض کی کہ اے استاد ہم تم سے ایک نشان
دیکھنا چاہتے ہین [illegible] کے یہ الفاظ استعمال کئے
اور اپنے ازالہ مین صفحہ ۶۷۵ - سے ۷۰۰ - تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
جملہ اصحاب اور انکے تابعین اور سبھی آئمہ دین کی توہین کی ہے - ان صفحات مین

ان الفاظ کو ناظرین دیکھین انمین کیسی صریح مسیح کی توہین ہے پھر ان کے
مقابلہ مین یہودیون کے حق مین انکے الفاظ ۲۴۴ و ۲۶۹ کو ملاحظہ کرین کہ ان مین
یہودیون کو کس تعظیم سے یاد کیا ہے - اس توہین کا شاید آپ یہ جواب دین کہ
یہ توہین ہے تو عیسائیون کی کتابون مین ہے - ہم تو صرف ناقل ہین و نقل کفر
کفر نباشد مثل مشہور ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ ان کتابون کی ایسے مضامین
کو جنکا قرآن و حدیث مصدق نہو - اور انہین انبیاء کی توہین پائی جاتی ہو نقل کرنا
ہی انبیاء کی توہین ہے اور نقل کفر اسیوقت تک کفر نہین ہوتا - جب تک کہ اسکے
مضمون سے ناقل اپنا اعتقاد و تسلیم بظاہر نکرے - اور اگر ناقل مضمون نقل کفر کا مصدق و
مسلم ہو تو پھر اسکے کفر مین بجز ایسے شخص کے جو خود کافر ہو کون شک کر سکتا ہے

آپ نے فتح سیفی کی (جسکے سبب خداتعالےٰ نے سورہ فتحنا مین آنحضرتؐ پر احسان
جتایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر کمال مسرت کا اظہار کیا اور اُسکو تمام دُنیا
کی نعمتون سے بہتر اور محبوب تر کہا اور صحابہ نے اُسکی خوشی مین اونٹ دوڑائے اور
اُس خوشی مین اُنکو وہ غم جو مقام حدیبیہ مین پہونچے تھے سب بھول گئے) سخت
توہین کی ہے اور اُسکی نسبت صفحہ ۷۶ - مین یہ بات بہ تصریح کہدی ہے کہ سیفی
فتح کچھ چیز نہین ہے - چند روزہ اقبال دور ہونے سے وہ فتح بھی معدوم[۵] ہوجاتی
ہے - سچی اور حقیقی فتح وہ ہے - جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتون کے لشکر کے
ساتھ حاصل ہو سو وہ یہ فتح ہے جو اب اسلام کو (یعنے آپکے ہاتھ سے) نصیب ہوئی
ہے - پھر صفحہ ۷۸ - مین کہا ہے اب یہ عذر کہ اگر ہم قرآن کریم کے ایسے دقائق
و معارف بھی مان لین جو پہلون نے دریافت نہین کئے تو اِسمین اجماع کی
کسرشان ہے - گویا ہمین یہ ماننا پڑیگا کہ جو پہلے اماموں کو معلوم نہین ہوا تھا وہ ہمنے
معلوم کرلیا - یہ خیال اُن مُلا لوگونکا بالکل فاسد ہے - اُنکو سوچنا چاہیے کہ جبکہ یہ
ممکن ہے کہ بعض نباتات[۶] وغیرہ ہیں زمانہ حال مین کوئی ایسی خاصیت ثابت ہوجائے

[۵] - محض کذب اور مغالطہ ہے - سیف سے اگرچہ ابتدا اکراہ ہوتا ہے مگر انتہا ءً وہ اکراہ بانشراح
مبدل ہوجاتا ہے - اور جب مومن کے دلمین اسلام راسخ ہوجاتا ہے تو وہ پھر کبھی دور
نہین ہوتا - ہندوستان کیحالت کو دیکھو اسلام اسمین کیونکر آیا اور اب کسطرح قائم ہے -
مسلمانون کا اقبال نہین رہا مگر پھر اسلام عیسائیت کی نسبت ترقی پر ہے -

[۶] - نباتات کی نسبت اَلیوم اکملت لکم کی بشارت وارد ہوتی تو اون کے خواص جدیدہ
کی بھی نفی کی گنجایش ہوتی - اون کی نسبت تو انتم اعلم بامور دنیاکم وارد ہے اور
قرآن اور اسلام کی نسبت - الیوم اکملت لکم دینکم وارد ہے پھر کیونکر ممکن ہو کہ فہم جملہ صحابہ کی مخالف
سمجھنے مین قرآن کے ادنیٰ فرق نہین

جو پہلون پر نہین کھلی تو کیا یہ ممکن نہین کہ قرآن کریم کے بعض عجیب حقائق و معارف اب ایسے کہل جائین جو پہلون پر کھل نہین سکے کیونکہ اسوقت اُنکے کھلنے کی ضرورت پیش نہین[1] آئی۔

پھر اُسکے صفحہ ۶۸۰ مین کہا ہے۔ سو اب وہی وقت آگیا۔ اب وہ وقت نادان مولویون کے روکنے سے رُک نہین سکتا۔ اب وہ ابن مریم جسکا روحانی باپ زمین پر بجز معلم حقیقی کے کوئی نہین جو اس وجہ سے آدم سے بہی مشابہت رکھتا ہے۔ بہت سا خزانہ قرآن کریم کا لوگون مین تقسیم کریگا۔

(۱۶)
آپکا مُدّعی نزول آیات ہونا۔

قرآن کی بہت سی آیات ہین جنکو آپ اپنے حق مین نازل بتاتے ہین۔ جنکی تفصیل مجلس فیصلہ مین ہوئی۔ اور اگرچہ وہ مجلس ہوئی تو کبھی علیحدہ تحریر بہی کی جائیگی اس مقام مین ایک ایسی آیت نقل کی جاتی ہے جو علاوہ مذکورہ آیات قرآن کے آپ پر نازل ہوئی ہے۔ آپ ازالہ کے صفحہ ۷۳ مین لکھتے ہین اور یہ بہی مدت سے الہام ہوچکا ہے۔ کہ انا انزلناہُ قریبًا من القادیان و بالحق انزلناہُ و بالحق نزل و کان وعداللہ مفعولاً۔ پھر صفحہ ۷۶ مین لکھتے ہین اسجگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جسمین کادیان مین نازل ہونیکا ذکر ہے ہوا تھا

---

[1] اسمین آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بہی طعن ہے۔ کیونکہ ضرورت کی جو تفصیل آپ نے کی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بہی بخیال آپ کے پیش نہین آئی۔ لہذا آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی معاذاللہ ان دقائق مین محروم رہے ہین۔

اس کشفی ظہور پر مینے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہین۔ اور پڑھتے پڑھتے انہون نے اِن فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان تو مین نے سُنکر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف مین لکھا ہوا ہے۔ تب انہون نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب مینے نظر ڈالکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائین صفحہ مین شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور مینے کہا کہ تین شہرونکا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف مین درج کیا گیا ہے۔ مکہ۔ اور مدینہ۔ اور قادیان۔"

(۱۷)

آپ کا تمام لوگون پر اپنی پیروی کو واجب اور نجات کا موجب لکھنا۔

آپ فتح اسلام کے صفحہ ۴۲ مین لکھتے ہین۔ یعنے خدا نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین مین طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت مین یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائیگا اور جو انکار مین رہیگا اسکے لیے موت در پیش ہے۔ اور صفحہ ۵۸ فرماتے ہین۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھ مین داخل ہوتا ہے۔ وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائیگا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے۔ ہر طرف سے اسکو موت در پیش ہے اور اسکی لاش بھی سلامت نہین رہیگی۔

ف۔ آپ محدث کہلاتے ہین اور محدث کا کشف والہام آپ کے نزدیک دخل شیطانی سے منزہ ہے۔ لہذا اس آیت کا قرآن مین ہونا آپکے نزدیک یقینی اور ضروری ہے۔ موجودہ قرآن مین جو یہ آیت موجود نہین تو یہ شاید آپکے نزدیک معاذاللہ حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عثمان یا زید بن ثابت کی غلطی ہے۔

(۱۸)

آپ کا سلف صالح اہل اسلام کو کافر و مشرک کہنا۔

آپ نے اشتہار ۲۰ مئی ۱۹۰۱ء مین تمام مسلمانون کو جو حضرت مسیح کو زندہ سمجھتے ہین مشرک اور اعتقاد حیات مسیح کو ستونِ شرک قرار دیا۔ اور یہ لکھا ہے کہ ہمارے گذشتہ علماء نے اسطرف نہین خیال کیا۔ اور یہ اعتقاد مسلمانون اور عیسائیون دونو نے برخلاف کتاب اللہ ٹھہرالیا ہے۔ اور پھر کہا ہے کہ وہ اس ستون کے ٹوٹ جانے سے سخت ناراض ہین اور درپردہ مخلوق پرستی کے موید ہین۔

اور ازالہ کے صفحہ ۲۹۶ مین لکھا ہے کہ وہ آیات جنمین ایسا لکھا ہے ایسے وہ آیات جنمین حضرت مسیح کا مٹی سے جانور بنانا مذکور ہے متشابہات سے ہین اور اُنکے یہ معنے کرنا کہ گویا خدا تعالےٰ نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسےٰ کو صفات خالقیت مین شریک کر رکھا تھا (ان آیات کے یہ معنے آپنے ازخود لکھے ہین مسلمان تو یہ سمجھتے ہین کہ خالق خدا ہے۔ حضرت مسیح کا مٹی کے جانور مین پھونک مارنا۔ یا اُنکے لیے دعائے حیات کرنا اس خالقیت کے ظہور کا سبب و محرک ہے) صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے۔

صفحہ ۲۹۷ مین کہا ہے۔ یہ سراسر مشرکانہ باتین ہین اور کفر سے بدتر۔ اور صفحہ ۲۹۸ مین کہا ہے کہ یہ سراسر فاسد اور شرکانہ خیال ہے۔ صفحہ ۳۰۱ مین کہا ہے ایسے عقائد سراسر باطل اور مشرکانہ خیالات ہین۔ اور صفحہ ۳۲۲ مین کہا ہے غرضیکہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بناکر اور اُنمین پھونک مارکر اُنہین سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔

اسی قسم کے صدہا کفریات آپکی کتابونمین موجود ہین۔ اور یہ کفریات قادیانی کی زبانی کلمہ پڑھنے اور بعض تحریرات مین اسلام و ایمان کا اقرار و تسلیم کرنے کے صریح

مخالف ہین۔ اور اس کلمہ و اقرار کو صاف جھٹلا رہے ہین۔ پس اگر کادیانی اس اقرار و تسلیم مین سچا ہے اور اسکا وہ اقرار دل سے ہے۔ منافقین کی مانند صرف زبان سے نہین ہے تو اسکا فرض ہے کہ وہ ان کفریات کو اس اقرار و تسلیم سے مطابق کرکے دکھاوے۔ یہ نہ ہو سکے تو اُن کفریات سے رجوع و توبہ کا اشتہار دے۔ اور ان کتابون کو جنمین یہ کفریات درج ہین جلا دینے کا حکم شہرہ آفاق کرے۔

ان باتون کو کفر ٹھہرانے مین خاکسار راقم ترمیم متفرد نہین بلکہ ہندوستان و پنجاب کے علماء شریعت و مشایخ طریقت مختلف مذاہب و طرق (قادریہ۔ چشتیہ۔ حنفیہ و اہلحدیث وغیرہ) اسکی رائے سے متفق ہین۔ خاکسار نے ان باتون کو بضمن ایک استفتا کے ان کی خدمات مین پیش کیا تو انہون نے بالاتفاق و بلا خلاف ان باتون کو دائرہ اسلام و سنت سے خارج کیا اور ان باتون کے قائلون پر کفر والحاد و زندقہ و ارتداد و بدعت و خروج از ملت و دائرہ سنت کا فتوی لگایا۔

وہ فتوی اسوقت تک اس غرض سے عام لوگون مین مشتہر نہین کیا کہ اگر کادیانی کو ان عقائد کفریہ و بدعیہ کی نسبت کوئی عذر ہو تو پیش کرے۔ اُن عقائد کو اسلام و سنن کے موافق کر دکھاوے یا اُن سے رجوع کرے۔

یہ امر اسکو بارہا اشتہارات دہلی مطبوعہ ۷۔ اکتوبر ۹۱ سنہ ۱۸۹۱عیسوی وغیرہ مین کہا گیا ہے۔ اور اب اسصورت فیصلہ مین ان باتون کو بیان کرکے آخری دفعہ اسکو موقعہ عذر (تطبیق یا رجوع) دیا گیا ہے۔ اسپر بھی اُسنے مجلس عام مین حاضر ہوکر اس فیصلہ کیطرف رجوع نکیا تو اس فتوی کو عنقریب مشتہر کیا جائیگا۔ اور پھر کادیانی سے ہاتھ ملنے کے سوائے کچھ بن نہیں پڑیگا۔

بصورت فیصلہ بھی اگر کادیانی کو منظور نہو تو پھر اُسکے امتحان ایمان کیلئے ایسان اور

سہل الوقوع وہ تجویز ہے۔ جو وجہ ششم کے ضمن مین بیان ہوئی ہے۔ کہ کمیٹی مقررہ فریقین کادیانی کے پچھلے آسمانی نشانون کا امتحان کرے اسمین وہ غلبہ رائے کمیٹی پر پاس ہوجائے تو اُنکو مسلمانی کا سرٹیفکیٹ دیا جائے۔

اس صورت کو بھی آپ منظور نکرین اور ضرور آیندہ ہی نشان آسمانی دیکھنے اور دکھانے پہ اصرار کرین۔ تو انکو بھی ہم منظور کرتے ہین۔ مگر نہ اُن صورتون سے جن کو آپ نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ وہ بمجز سالہا سال مدت کے ظہور پذیر نہین ہوسکتین۔ بلکہ اُن نئی دو صورتون مین سے ایک صورت سے جو ذیل مین معروض ہین

پہلی صورت یہ کہ آپ خود ہی آیندہ یکطرفہ آسمانی نشان دکھلائین۔ کسی کوہڑی کو اچھا کردین۔ یا ایک کانے کو دوسری آنکھہ دین۔ یا لکڑی کا سانپ بنادین۔ یا آسمان سے منّ وسلویٰ یا مائدہ اوتارین۔ یا جلتی آگ مین کود پڑین اور بچ جائین۔ یا کسی خشک درخت کو سبز کر دکھادین۔ یا ایسا ہی کوئی اور نشان جو انبیاء اور اولیاء سے ظاہر ہوا ہو۔

اس یکطرفہ نشان دکھانے مین جو آپکا عذر تھا۔ کہ ”مخالف مولوی اسکو نہ مانینگے“ اسکو ہمنے اوٹھا دیا۔ اور نشان دکھانے پر مسلمانی کا سرٹیفکیٹ دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ اور اگر یہ عذر ہو کہ ایسے نشان دکھانا۔ نیچر یا قانون قدرت کے برخلاف ہے (چنانچہ جمون کے ایک مشہور ڈاکٹر صاحب کے جواب مین آپنے کہا اور انکو یون ہی ٹالا ہے) تو یہ عذر فضول اور گریز کا ایک بہانہ ہے یہ عذر اُن ہی لوگون کے سامنے چل سکتا ہے جو اپنے خیالی نیچر یا قانون قدرت کے پھندے مین پھنسے ہوئے ہین۔ مسلمان ایسے عذرون کو مکڑی کے جالے سے بھی ضعیف جانتے۔ اور انکو توڑنے کے لیے تیار ہین۔

آپ اس امر کے تصفیہ کے لیے پہلے ہمسے بحث کرلین۔ ہمنے اگر آپ پر ظاہر اور ثابت

کردیا گا ایسے نشان دکہانا۔ قانون قدرت کے برخلاف نہین۔ اور اُسکا ثبوت آپ ہی کی تصانیف سابقہ سے نکالدیا تو پہر آپکو ایسے نشان دکہانا لازم ہوگا۔ ورنہ ہمکو اپنے سوال کا واپس لینا۔

اس صورت کے نشان نمائی سے بہی اگر آپ گریز کرین تو پہر دوسری صورت معروضہ ذیل سے نشان نمائی کرین یا نشان دیکہین۔

دوسری صورت یہ ہے جو ایک صوفی الہامی مدعی نمایش نشان آسمانی نے تجویز کی ہے۔ اور اُس سے ہمارے ایک معزز دوست نے ہمکو اطلاع دی ہے وہ دوست لکھتے ہین۔ مینے صوفی صاحب ممدوح کی خدمت مین ظاہر ہوکر انکو ازالہ اوہام کے دعوئ نشان نمائی مندرجہ صفحہ ۶۶۰ کی طرف توجہ دلائی تو انہون فرمایا۔ مولوی محمد حسین صاحب کو لکہو کہ وہ اشاعۃ السنہ مین چہاپ دین کہ اگر مرزا کو درگاہ الٰہی مین اپنے مقبول ہونے اور دیگر علماء کے مردود ہونے کا زعم ہو تو اُس کو واجب ہے کہ وہ کوئی ایسی کرامت دکہلادے جو لاسکے دعوئ کی مصدق ہو۔ کرامت ایسی ہونی چاہیے جسکو روے زمین کے ذی علم وطبعی و فلاسفر بہی کرامت کے نام سے موسوم کرسکین۔ اور دکہانے سے پہلے یہہ ایک ضروری شرط ہے۔ کہ اسکی جزئی و کلی حالات ایسے مشروح طور پر لکھکر مشتہر کردی جاوین کہ عام و خاص جاہل و عالم اُسکی کیفیت اور صورت واقعہ اچہی طرح سے سمجہ لین۔ حتٰے کہ سمجہنے اور دیکہنے مین اُسکی کیفیت کے اندر انکو ذرا بہی اختلاف نہو۔ پس اس شرط کے ساتہ مرزا کوئی آسمانی کرامت و نشان دس (۱۰) ہفتہ مین ہی دکہلادے۔ اور اگر اس میعاد معینہ کے اندر ایسی کرامت کے دکہلانے سے مرزا عاجز آجاوے۔ تو اسکے اقرار عجز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مین وہی کرامت اور آسمانی نشان جو مرزا طلب کریگا اُس کو پانچ ہفتہ کے اندر دکہا دونگا۔ اور ایسا آسمانی نشان دیکہنے کے بعد مرزا پر صرف یہ واجب

ہوگا کہ وہ اپنے عقائد مستحدثہ سے توبہ کریگا اور توبہ نامہ چھاپ دیگا۔"

اُن حضرت صوفی صاحب کا نام تب بتایا جائیگا جب قادیانی صاحب اس شرط سے نشان دکھلانا۔ یا دیکھنا منظور کر کے کسی اخبار مین اس امر کا اشتہار کر دینگے۔ پہلے سے ہم انکا نام مشتہر کرین تو قادیانی صاحب انمین کسی قسم کی جرح نکالکر اس بات کو ٹلا دینگے۔ جیسکہ انکی قدیم عادت ہے۔ ہم انکی حکمت عملیون سے خوب واقف ہین۔

لیجیے ہمنے آسمانی فیصلہ کی چار صورتین بیان کی ہین جو آپکے مجوزہ صورتون سے بدرجہا آسان اور سہل الوقوع اور جلدی ظہور پذیر ہین۔ اب آپکو لازم ہے کہ اپنے فیصلہ کو وِدڈرا کرین یعنے واپس لین۔ اور ساری مجوزہ صورتون مین سے ایک صورت کو منظور کر کے آسمانی فیصلہ کرلین۔ آپنے ان صورتون سے گریز کیا۔ اور اپنی ہی صورتون پر اصرار تمام دکھایا تو تمام اہل اسلام کو آپکے گریز کا یقین ہوگا۔ یہ آپکے فیصلہ کا نسخ و ترمیم و جواب ہے۔ اب اُسکے ضمنی دعوی گریز از مباحثہ کا جواب دیا جاتا ہے۔

جواب ضمنی دعوی گریز از مباحثہ

اپنے فیصلہ کے ضمن مین بصفحہ ۷۔ آپکا یہ دعوی کرنا کہ آپ کے مقابل فریق نے ناجائز شروط پیش کر کے مباحثہ کو ٹلا دیا ہو۔ ایک ایسا سفید جھوٹھ ہے کہ جس شخص مین ایک ذرہ بہی فہم و انصاف ہوگا۔ وہ صرف اسی ایک جھوٹھ کی نظر سے آپکو جملہ دعاوی جدیدہ مسیحائیت و محدثیت وغیرہ مین جھوٹھا سمجھیگا۔

آپکے مقابل فریق نے کبھی کسی شرط کو آپ کے مقابل مین پیش نہین کیا۔ یہ امر تو آپ ہی سے ہمیشہ ظہور مین آتا رہا ہے۔ آپ ہی نے ہر دفعہ شروط کو پیش کیا۔ اور آپ ہی نے ہمیشہ

ہمیشہ مباحثہ کو ٹلایا - اسکا ثبوت آپ کی تحریرات مین حسب تفصیل ذیل پایا جاتا ہے -

پہلی بار آپ نے تحریر نمبری ۵ - مندرجہ صفحہ ۳۶۹ - اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ - مین یہ چار شرطین پیش کین - " (۱) مباحثہ مجمع عام مین ہو - (۲) مباحثہ تحریری ہو - (۳) - اس مجمع مین الہامی لوگ بہی شامل ہون - (۴) گفتگو کے لیے صرف آپ (خاکسار کو کہتے ہین) منتخب ہون - کیونکہ آپ سائستہ اور مہذب ہین - اور آپ سے بہتر کوئی نہین "

بار دوم - آپنے تحریر نمبری ۸ مندرجہ صفحہ ۵۰ - اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۴ - مین یہ دہوکہ[1] دینے والی شرط پیش کی کہ مباحثہ تحریری ہو - اور وہ صرف دو تحریرون مین ختم ہو - جنمین پہلی تحریر چار ورقون مین خاکسار کی طرف سے ہو - پہر اسی مقدار مین آپکی طرف سے اور فریقین ایک حرف تک مُنہہ[2] سے نہ نکالین -

بار سوم - اشتہار ۲۳ - مئی ۱۸۹۱ عیسوی مین آپنے یہہ چہہ شرطین پیش کین - (۱) مکان مباحثہ کسی رئیس لودہانہ کا ہو - جیسے نواب علی محمد خانصاحب شہزادہ نادر شاہ صاحب - خواجہ احسن شاہ صاحب - اور مجلس مین کوئی یورپین افسر ہو - یا ہندو مجسٹریٹ اور چند پولیس مین - (۲) - فریقین کے سوال وجواب لکہنے کے لیے ہندو منشی ہو - (۳) بحث مین خارجی نکتہ چینی نہ ہو - (۴) سوالات وجواب قلم بند ہونے کے بعد لوگون کو سنائے جاوین - (۵) انکی ایک ایک نقل فریقین کو دیجاوے -

(۶) جلسہ بحث آٹھ بجے سے دس بجے تک ہو زیادہ ہو تو نماز ظہر تک جلسہ ختم ہو -

[1] اس شرط کا دہوکہ پر مبنی ہونا اشاعۃ السنۃ نمبر ا جلد ۱۳ کے صفحہ (۸) مین بخوبی ثابت کیا گیا ہے -

[2] یہ شرط آپ ہر دفعہ اور ہر ایک مباحثہ مین اسلیے لگاتے ہین کہ آپ اپنی تحریرات مین فضول باتین لکہین اور خروج

بار چہارم۔ آپ نے تحریر نمبری ۱۱ مندرجہ صفحہ ۷۶ جلد ۱۳۔ اشاعۃ السنۃ میں یہ شرط پیش کی کہ بحث صرف وفات یا حیات مسیح میں ہو۔ کیونکہ میرا اصل دعوے یہی ہے۔ اور دعویٰ مسیح موعود ہونے کا اسکی فرع ہے۔ اور اسپر مبنی۔ اس کے جواب مین آپ کی تحریرات سے یہ ثابت کیا گیا کہ آپکا اصل دعوے مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اسمین بحث کرین۔ یا اس دعوے کو اصل ٹھہرانے مین غلطی کا اقرار کرین۔ تو وفات مسیح مین ہی بحث کرلین۔ تو آپ نے جواب سے انکار کیا۔ اور گریز اختیار فرمایا۔

بار پنجم۔ آپنے پٹیالہ والے بعض معتقدین کے جبر سے پھر مباحثہ منظور کیا تو اسکے لیے یہ گیارہ شرطین پیش کین۔ (جو آپ کی تحریر مندرجہ صفحہ ۹۴۔ جلد ۱۳۔ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہین) ۱۔ مکان مباحثہ چھہ سات ہزار آدمی کے لائق ہو۔ اور ذمہ دار مولوی محمد حسن ہون۔ ۲۔ فریقین اپنے ہاتھہ سے تحریر سوال وجواب کرین۔ ۳۔ پرچہ سوال وجواب صرف پانچ ہو۔ ۴۔ ہر ایک فریق اپنے پرچہ کی نقل دوسرے کو دے ۵۔ بحث مین کتابون سے مدد نہ لیجاوے۔ ۶۔ تمہیدی امور مجلس مین لکھے جاوین۔ گھر سے لکھکر کوئی نہ لاوے۔ ۷۔ جلسہ بحث چھہ بجے سے گیارہ بجے تک ہو اور تین دن مین ختم ہو۔ ۸۔ پرچون کا وقت مساوی ہونا چاہیے۔ ۹۔ بحث کے دن سے دس روز پہلے اطلاع ہو۔ ۱۰۔ بحث جلسۂ عام مین ہو۔ ۱۱۔ منصفی حاضرین کی کچھ ضرورت نہین۔ اسکے جواب مین شروط فاسدہ کو رد اور صحیحہ کو تسلیم کیا گیا۔ تو آپ نے جواب سے انکار اور بحث سے گریز کیا۔

بار ششم۔ جب آپ اوائل ماہ جولائے ۱۸۹۱ء عیسوی مین امرتسر پہنچے اور وہان کے بعض معزز روسا نے آپکو خاکسار سے مباحثہ کرنے پر مجبور کیا۔ تو

ؔ شرط اول کے بعد اس شرط کا ذکر عبث وتکرار بلا حاصل ہے۔

ؔ یہ شرط اپنی اسیواسطے لگادی ہے کہ حاضرین مجلس سے بھی آپ کو فضول گوئی اور خروج از بحث سے کوئی روک سکے اور بار بار ... آپ کا مغلوب و عاجز ہونا مجلس مین ظاہر نہو۔

آپنے خط آمی مولوی احمداللہ صاحب وخاکسار مورخہ ۷ جولائے ۱۸۹۱ء عیسوی مین یہ شرطین پیش کین (۱) یہ کہ امن قائم رکھنے کے لیے کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ کوئی صاحب ذمہ وار ہوجائین۔ (۲) مباحثہ تحریری ہو۔ خواہ کوئی صاحب اپنے ہاتھ سے لکھین۔ خواہ دوسرے سے لکھادین۔ ان شروط کی منظوری کے بعد خاکسار نے بٹالہ سے امرتسر پہنچنے کا وعدہ کیا۔ تو آپ میرے آنے سے پیشتر امرتسر چھوڑکر لودہانہ کو سدھارے اور گریز کے مرتکب ہوئے۔ جسکی مفصل کیفیت ہمارے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء مین ہے۔

بار ہفتم۔ جب آپکو خاکسار نے لودہانہ مین جا پکڑا۔ اور آپکے خسر دوم منشی ناصر نواب نے آپکو مباحثہ پر مجبور کیا۔ آپ نے تحریر ۲۰۔ جولائی ۱۸۹۱ء مین جو اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء مین چھپ چکی ہے۔ یہ شروط پیش کین کہ گفتگو تحریری ہو۔ اور پہلی تحریر آپ کے مباحث کی جانب سے ہو۔ اور مطالب فتح اسلام و توضیح مرام پر اعتراض ہون۔ خانگی امور کے متعلق اعتراض نہون ان شروط کی پابندی سے بارہ روز تک گفتگو ہوئی تو آپنے نقض شروط کا ناحق الزام قائم کرکے بارہوین دن گفتگو کو ناتمام چھوڑ کر گریز کیا۔ اور اشتہار یکم اگست اور رسالہ "الحق" مین اس گریز کا باین الفاظ اقرار کیا۔ کہ اب ہم اس بے سود بحث کو بند اور ختم کرتے ہین

بار ہشتم۔ جب آپ نے دہلی جاکر دعوے مباحثہ کیا۔ یہ تین شرطین پیش کین۔ (۱) امن قائم رکھنے کے لیے ایک افسر یورپین مجلس بحث مین موجود ہو۔ اور متعدد خطوط آمی مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانی مین یہ بھی لکھا۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی اجازت و اطلاع تقرری یورپین افسر خاص کرانکے نام سے آوے۔ یہ شرط آپ نے اسلیے لگائی تہی کہ دہلی کے ڈپٹی کمشنر اسوقت جیوس صاحب بہادر تھے۔ جنہون نے لدہانہ مین فریقین کو مباحثہ سے روک دیا تھا۔ لہذا آپکو

یقین تھا کہ وہ صاحب ہرگز اجازت مباحثہ نہ دینگے۔ (۳) مباحثہ تحریری
ہو اور فریقین اپنے ہاتھ سے تحریر کرین۔ (۴) بحث صرف حیات وممات
مسیح مین ہو۔ ان شرائط مین سے شرط اول کی نسبت جب یہ جتایا گیا۔ کہ دہلی
کے ڈپٹی کمشنر اسوقت جیمس صاحب بہادر ہین جو لدہانہ کے مباحثہ کو روک چکے
تھے تب ہی آپ اس شرط پر زور دے رہے ہین۔ تو آپنے اس سے منفعل
ہوکر اشتہار ۶۔ اکتوبر مین اس شرط کو منسوخ کیا۔ اور اس کے بدلے ذمہ واری
امن کا وعدہ لیکر مباحثہ منظور کیا۔ مگر تاریخ ومقام مقرر کر کے آپکو بلایا۔ تو
آپنے انکار کر دیا۔ اور گریز کیا۔

اب آپ انصاف کو۔ شرم کو۔ حیا کو کام مین لا کر کہین۔ کہ شروط
جائز یا ناجائز کو کسنے **پیش کیا** اور اتنی دفعہ مباحثہ کو کسنے ٹلایا۔ کسی موقع
اور کسی دفعہ ہماری طرف سے بھی کوئی شرط ابتدا پیش ہوئی ہے۔ اور
ہماری کوئی تحریر آپ کے پاس موجود ہے۔ جسمین کوئی شرط ابتداً پیش کی گئی ہو۔ اگر
ہے تو اسکا نمبر اور تاریخ بتا دین۔ یا اسکو مشتہر کرین۔ نہین تو کچھ شرم
وحیا کو کام مین لا کر بیہودہ شروط پیش کرنے اور اس ذریعہ سے مباحثہ کو
ٹلانے کا الزام اپنے آپکو دین۔ نہ اپنے مخاطبین کو۔ آپ سے تو یہ امید نہین۔ آپکے
دام افتادہ وہ اہلحدیث جو صرف دہوکہ مین پہنسے ہوئے ہین۔ اور کوئی ذاتی
غرض حصول فتوحات جیسون نقدی و نوکری وغیرہ فوائد دینوی نہین رکھتے
وہی اس امر کو سوچین کہ کادیانی نے بیہودہ شروط پیش کر کے مباحثہ کو ٹلانے
سے الزام دینے مین راستی سے کام نہین لیا۔ بلکہ سفید جھوٹ بولا ہے۔ تو کادیانی
کو دام سے انکی مخلصی کی کامل امید ہے۔

جواب دعوی وفات مسیح
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام

فیصلہ کے اخیر مین اور اسکے صفحہ ۵- مین کادیانی نے یہہ دعوی کیا یا یون کہین کہ حکم لگا دیا ہے کہ قرآن کریم نے حضرت مسیح کو مردہ قرار دیا ہے اور صحیح بخاری مین بھی لکھا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہین- یہ بھی **محض کذب** اور **سفید جھوٹھ** ہے- نہ قرآن کریم مین یہہ تصریح یا اشارہ ہے نہ صحیح بخاری یا کسی اور کتاب حدیث مین اسپر تصریح یا اشارہ پایا جاتا ہے- بلکہ قرآن کریم اور حدیث بالاتفاق حضرت مسیح کے آسمان پر زندہ ہونے اور قیامت سے پہلے نزول اجلال فرمانے کو ثابت کر رہے ہین- کادیانی نے اس فیصلہ مین اپنے دعوی پر دروغ اور کذب [illegible] پیش نہین کیا- صرف دعوی بلا دلیل پر اکتفا کیا ہے- لہذا اس کے جواب مین ہماری طرف سے بھی مجرد دعوی اور مجمل رد کافی تھا- ولیکن ہم دلائل کادیانی کا جواب نے ازالہ مین وہ بیان کر چکا ہے نمونہ دکھاتے اور ناظرین کو انکو رد و جواب کیطرف توجہ و شوق دلانے کی غرض سے اسکے بعض دلائل کو جسکو وہ اپنے زعم مین بہت صریح و صحیح و قوی سمجھتا ہے نقل کر کے انکا تفصیلی جواب دیتے ہین-

پس واضح ہو کہ از انجملہ ایک وہ آیت ہے جسمین خدا تعالی نے حضرت مسیح کے خطاب مین فرمایا ہے- اے عیسے مین تجھے قبض کرنیوالا یا پورا لینے والا ہون اور اپنی طرف اٹھا لینے والا-

یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی (آل عمران - ع ۶-)

کادیانی نے اس آیۃ کا ترجمہ یہہ کیا ہے- اے عیسے مین تجھے وفات دینے

والاہون اور بعزت کے ساتھ اپنی طرف اوٹھانے والاہون۔ اور اس سے
یہ مطلب نکالا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے ہین۔ اور اُنکی روح آسمان کیطرف
اُٹھائی گئی ہے وہ زندہ جسم کے ساتھہ آسمان کیطرف نہین اٹھائے گئے۔

اسکا ثبوت جو کادیانی پیش کیا ہے۔ اسمین کذب اور مغالطہ سے کام لیاہے
اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ دیاہے۔

پہلا کذب ومغالطہ اسکا یہہ کہنا ہے کہ توفّی کے حقیقی معنے وفات دینا ہے
نہ جسم کو قبض کرنا۔ اسکا ثبوت پیش کرنے مین اسنے بہت دلیری سے کام لیا
اور مصرعہ۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کا نمونہ دکھلایا۔ اور حسب عادت قدیم
تطویل بلاطائل وتکرار بلاحاصل اپنے ازالہ کے بیسیون صفحات اور متعدد مقامات۔
(صفحہ ۲۴۷ صفحہ ۲۶۵ لغایت صفحہ ۲۶۷ صفحہ ۳۲۶ لغایت صفحہ ۳۳۲ صفحہ ۵۹۸ لغایت
صفحہ ۶۰۲ صفحہ [illegible] لغایت صفحہ [illegible] صفحہ ۸۹۲ صفحہ ۹۱۸ لغایت صفحہ ۹۲۰ صفحہ ۹۲۲
لغایت صفحہ ۹۲۶ وغیرہ وغیرہ) مین یہہ دعوی[1] کیاہے کہ لفظ توفی قرآن مین
تئیس[23] جگہ وفات دینے کے معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ اور کسی ایک مقام مین
بھی اور معنون سے نہین بولاگیا۔ اور دعوی کیاہے[2] کہ اِن تمام کتابون صحیح
بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ موطا۔ شرح السنۃ
کا صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کتابون مین ۳۴۶۔ مرتبہ مختلف مقامات
مین **توفی** کا لفظ آیا ہے۔ ہر جگہ اسکے معنے موت کے سوا کوئی نہین لیے گئے
اور دعوے کیاہے[3] کہ آنحضرت صلعم کے منہ سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک کم سے
کم سات ہزار مرتبہ یہ لفظ توفی نکلا ہے۔ ہر ایک مرتبہ اس لفظ سے قبض روح کے
معنے لیے گئے ہین۔ اور دعوے کیاہے[4] کہ لغۃ کی کتابون۔ قاموس۔ صحاح
صراح۔ مین بھی کوئی فقرہ عرب کے محاورات کا ایسا نہین ملا۔ جسمین توفی کے

لفظ کو خدا کیطرف منسوب کرکے ذی روح کے متعلق استعمال مین لاکر اُس سے سوائے موت کوئی معنے مراد لیے گئے ہون۔ اور دعوے(۵) کیا ہے۔ جب سے دنیا مین عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے تب سے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہین ہوتا کہ توفی کا لفظ کبھی قبض جسم کے معنے مین استعمال کیا گیا ہو۔ کوئی کتاب لغۃ اُسکے مخالف نہین اور کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اسکی مغائر نہین۔ غرض ایک ذرہ احتمال مخالف کی گنجایش نہین اور دعوی(۶) اور وعدہ کیا ہے اگر کوئی شخص قرآن یا حدیث یا اشعار و قصائد نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے۔ کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدائے تعالے کا فعل منسوب بہ ذی روح ہونے کیحالت مین وفات دینے کے سوا قبض جسم کے معنو نہین مستعمل ہوا ہو۔ تو مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہون۔ کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت فروخت کرکے ایک ہزار روپیہ نقد دونگا۔ اور دعوے(۷) کیا ہے کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا ہے کہ آیت اِنّی مُتوفّیک کے یہہ معنے ہین کہ اے عیسے مین تجھے وفات دونگا پھر کہا کہ امام بخاری ابن عباس کا قول بطور تائید لائے ہین تاکہ معلوم ہو۔ کہ صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔

ان دعاوی و بیانات کا فورس (لینے زور) پڑھانے اور ناواقف مسلمانون کو اپنے دام تزویر مین لانے کی غرض سے کادیانی نے یہ غضب ڈہایا اور ستم کیا ہے کہ لفظ توفی سے وفات دینے کے سوا اور معنے قبض یا رفع جسم مراد لینے کو کفر و الحاد قرار دیا ہے۔ اور مفسرین سلف و خلف کو جو یہہ معنے مراد سمجھتے ہین۔ ملحد و محرف و یہودی بنا دیا چنانچہ ازالہ کے صفحہ ۳۲۴ مین کہا ہے کہ اول سے آخر تک محاورہ قرآنی سے یہہ ثابت ہے کہ توفی سے موت دینا مراد ہے تو پھر متنازعہ فیہ آیات مین توفی کے معنے مخالف عام محاورہ قرآن گھڑلینا الحاد اور تحریف نہین تو

کیا ہے۔ ایسا ہی صفحہ ۱۴۳ مین کہا ہے اور اسکے صفحہ ۶۰ مین کہا ہے بعض علمانے محض الحاد اور تحریف کے رو سے اس جگہ توفیتنی سے رفعتنی مراد لیا ہے یہی تو الحاد ہے۔ ایسا ہی صفحہ ۹۲۴ - وغیرہ مین کہا ہے۔

دوسرا مغالطہ اسکا یہ کہنا ہے۔ کہ رفع سے مراد روح کا اوٹھا لینا ہے۔ جیسا کہ عام صالحین کے روح کو بعد موت خدا تعالے اٹھا لیتا اور انکا درجہ بلند کرتا ہے۔ نہ روح کو معہ جسم اُٹھا لینا۔

اسکے ثبوت مین کادیانی نے کسی جداگانہ دلیل کو پیش نہین کیا۔ بلکہ سابق دلائل وفات مسیح کو اسکے ثبوت مین کافی سمجھا ہے۔ چنانچہ اپنے ازالہ کے صفحہ ۲۶۳ و صفحہ ۲۶۶ صفحہ ۲۴۲ - لغایت صفحہ ۲۴۶ - وغیرہ مین کہا ہے کہ جس حالت مین قرآن شریف اور حدیث کے رو سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام [illegible] سے جسم کے ساتھ اوٹھایا جانا مراد سمجھنا کمال درجہ کی غلطی ہے۔ اور کہا ہے جب کہ ضروری طور پر ماننا پڑا کہ ہر ایک مومن کی روح مرنے کے بعد آسمان کیطرف اُٹھائی جاتی ہے۔ تو اس سے صاف کھل گیا کہ رافعک الی کے یہی معنے ہین کہ حضرت عیسے کی روح آسمان کیطرف اٹھائی گئی اور اسکی تائید و تنظیر مین ازالہ کے صفحہ ۵۹۹ مین حضرت ادریسؑ کا اٹھایا جانا پیش کر کے کہا ہے۔ کہ اسمین شک نہین کہ خدا تعالے نے حضرت ادریسؑ کو موت دیکر بلند مقام مین پہنچا دیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑھ گئے ہین تو ضرور ہے کہ وہ ایک دن زمین پر اُترین اور فوت ہون۔ اور زمین مین مدفون ہون۔ اور یہ امر قرآن اور حدیث سے ثابت نہین ہے

تیسرا مغالطہ کادیانی۔ کا "رافعک" کے ترجمہ مین جعل و تصرف کرنا اور ان الفاظ سے اسکا ترجمہ کرتا ہے "اور پھر تجھے اوٹھانے والا ہون" اسمین اسنے واو کا ترجمہ

"پھر" سے کیا ہے۔ جو حرف "ثم" کا ترجمہ ہے اور وہ تحریف معنوی کا مرتکب ہوا۔ یا ترجمہ واو کے ساتھ ترجمہ حرف "ثم" از خود ملا دیا ہے اور تحریف لفظی کا ارتکاب کیا۔ اس جعل و تصرف پر اُسنے ترتیب الفاظ قرآنی کو دلیل ٹھرایا اور یہ کہا ہے کہ خدا تعالےٰ نے پہلے "انی متوفیک" فرمایا پھر "رافعک" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ توفی کا وقوع پہلے ہوا ہے۔ اور رفع کا پیچھے ہوا۔ کیونکہ اگر وقوع رفع کو پہلے اور توفی کو پیچھے مان لیا جائے تو اس سے کلام الٰہی کی جسمین توفی کا پہلے ذکر ہے اور رفع کا پیچھے فصاحت و بلاغت ٹوٹ جاتی ہے۔ اور نیز تجویز تقدیم و تاخر ترتیب طبعی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ طبعًا توفی بمعنے وفات پہلے ہوتی ہے۔ اور رفع روح پیچھے۔ اس دعویٰ کا زور جتلانے اور ناواقف مسلمانون کو اس کی صحت کا یقین دلا کر دام مین لانے کی غرض سے کادیانی نے سلف و خلف علماء اسلام کے حق مین (جنھوں نے حضرت مسیح کے رفع کا مقدم اور توفی کا موخر ہونا تجویز کیا ہے) سخت زبان درازی کی ہے۔ اور انکو یہودی۔ ملحد۔ بے حیاء۔ بے ایمان۔ کہکر اُنکی آبرو لی ہے۔ (دیکھو ازالہ کادیانی کا صفحہ ۳۴۶ و صفحہ ۹۲۴ لغایت صفحہ ۹۲۶ وغیرہ)۔

کادیانی کے اس بے باکانہ غوغا و شور اور مزخرفانہ دعاوی کے زور کو دیکھکر بعض مدعیان علم عربی و قرآن مصداق مثل مشہور نیم ملان خطرۂ ایمان و نیم حکیم خطرۂ جان۔ اور اکثر اردو خوان جو قرآن حدیث سے محض بے خبر ہین اور علوم عربیہ مین کچھ دخل نہین رکھتے و مع ہذا علماء سلف و خلف کی تقلید چھوڑ کر نیچری ہو چکے ہین۔ یا فرقہ اہلحدیث کیطرف منسوب ہو کر بر طبق ع بدنام کنندہ نکونامی چند + اس فرقہ کو بدنام کر رہے ہین۔ تو اسلام کو سلام کر بیٹھے ہین۔

وہ کادیانی کے ان دعاوی اور دلائل مزخرفہ کی نظر سے نہ صرف اسکے دعویٰ وفات مسیح پر ایمان لے آئے ہین۔ بلکہ اُسکے جملہ کفریات اور مستحدثات کو حق جاننے

لگ گئے ہین۔ اور وہ اتنی ہوش و تمیز نہین رکھتے اور سمجھ نہین سکتے کہ صرف دعوے۔ وفات مسیح مین کادیانی کے مصیب ہونے اور اُسکے دلائل مذکورہ بالا کے قوی اور صحیح ہونے سے اسکے جملہ کفریات صحیح نہین ہوسکتے۔ اور نہ وہ اُن کفریات کے ساتھ صرف دعوی وفات مسیح مین مصیب ہونے کے سبب واجب التعظیم یا جائز الاتباع ہوسکتا ہے اسی انکی ناسمجھی و بے تمیزی سے کادیانی اپنا اُلّو سیدھا کرلیا ہے۔ اور وہ اپنے جملہ الزامات کے جواب مین وفات مسیح کی بحث کو پیش کرتا ہے۔ اور اس مسئلہ کے سوا وہ کسی مسئلہ مین بحث نہین کرتا۔ اور اِس بحث کو جملہ الزامات مثبتہ کفر و ضلالت کا کافی جواب سمجھ رہا ہے۔ کیون نہو اُسکو ایسے عقل کے اندھے اور تسلیم کے پورے جو مل گئے۔ اب جو وہ کہے کہہ سکتا ہے۔

وزیرے چنین شہریارے چنان ؎ جہان چون نگردد قرارے جہان۔

مگر اہل دانش و صاحب تجربت و بصیرت اور اہل اسلام خوب سمجھتے اور یقین رکھتے ہین کہ اُسکا یہ دعوے وفات مسیح ایک بالو کی دیوار ہے اور اسکے دلائل مذکورہ بالا وغیرہ ہوائی گولے ہین۔ ان سے حضرت مسیح کا فوت ہونا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا۔ اور اگر بفرض محال وہ اِس دعوی مین مصیب بھی ہو۔ اور وہ دلائل صحیح و قوی ہون تو اس سے اسکے باقی عقائد کفریہ صحیح و لائق تسلیم نہین ہوسکتے اور ان عقائد کے ساتھ وہ ہرگز جائز الاتباع نہین ہوسکتا۔

یہ شق ثانی ظاہر البیان اور بین الثبوت ہے۔ اِس مقام مین شق اول یعنے اسکے دعوے وفات مسیح کا ایک بالو کی دیوار و غیر ثابت اور اُسکے دلائل کا ہوائی گولے و ناکافی و بیکار ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ ناظرین توجہ کرین۔

پہلی کذب و مغالطہ مین اسکے دعوی اور دلائل کا غیر ثابت و ناتمام ہونا۔

اس مغالطہ مین جو اُس نے یہ دعوی کیا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی وفات دینا ہے اسکے سوا جو اسکے معنے کئے جاتے ہین وہ سب غیر حقیقی یعنے مجازی ہین۔ یہ محض کذب اور سفید جھوٹ ہے۔ یہ دعوے نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ کسی لغت کی کتاب سے نہ محاورات قدیم و جدید عرب سے نہ کسی مقولہ یا مثال سے۔ اور اسکے ثبوت مین جو ہفتگانہ دلائل کادیانی نے پیش کیے ہین وہ دلائل نہین۔ بلکہ وہ بجاے خود نئے دعاوی ہین۔ جو محتاج ثبوت ہین اور انکا بار ثبوت کادیانی کے ذمہ ہے۔ مگر اوس نے انکا کوئی ثبوت نہین دیا۔ صرف دعاوی سے اپنے احمق اتباع کا گھر پورا کر دیا ہے۔

اسکا پہلا دعوی کہ قرآن مجید کے تئیس ۲۳ مقام مین لفظ توفی وفات دینے کے معنے مین مستعمل ہوا ہے۔ ایک جگہ بھی کسی اور معنے پر استعمال نہین کیا گیا۔ محض کذب ہے کیونکہ منجملہ ان تئیس [illegible] ذکر کیا ہے ایکمقام

وھو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمًّی۔ (انعام ع ۷)	وہ آیۃ سورۃ انعام ہے۔ جسمین یہ ارشاد ہے کہ خدا تعالٰی ہی ہے جو تمکو رات کے وقت پورا قبض کر لیتا ہے۔ اور جو تم دن کو کرتے ہو

اسکو جانتا ہے۔ پھر تمکو دن مین اٹھاتا ہے تاکہ تمھاری میعاد حیات پوری ہو۔

دوسرا مقام وہ آیہ سورہ زمر ہے۔ جسمین ارشاد ہے۔ خدا تعالٰی موت کیوقت

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخرے الی اجل مسمًّی۔ (زمر - ع ۵)	جانون کو پورا قبض کر لیتا ہے۔ اور جو نہین مرتے انکو نیند مین پورا لیتا ہے انمین جسپر موت کا حکم لگا چکتا ہے اسکو روک لیتا ہے اور دوسرے کو ایک وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔

ان دونو مقام مین لفظ توفی باتفاق اہل اسلام اور کادیانی کی نیند کی

معنے مین مستعمل ہوا ہے۔ اور فریقین سے کوئی ان آیتون کے یہ معنے نہین کرتا کہ رات
کو جو شخص سوتا ہے وہ مرجاتا ہے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ کادیانی کا وہ دعوی کہ یہ لفظ قرآن مین موت
کے سوا اور کسی معنے مین مستعمل نہین ہوا سفید جھوٹ ہے۔

اس الزام کذب کا کادیانی کو کھٹکا ہوا تو اُس نے اپنے ازالہ کے صـ ۳۳۳ مین
اسکے رفع کرنے کے لیے یہ عذر کیا۔ کہ اِن دونو مقامات مین نیند پر توفی کے
لفظ کا اطلاق ایک استعارہ ہے۔ جو بہ نصب قرینہ نوم استعمال کیا گیا ہے۔ پھر
صـ ۳۳۳ مین کہا ہے کہ معنے حقیقی وہ ہوتے ہین جو بلا قرینہ سمجھ مین آوین۔ اور
جو معنے کسی قرینہ سے سمجھے جائین وہ مجازی معنی کھلاتے ہین۔ اور بنا بر علیہ وفات دینا توفی کے
حقیقی معنی ہین کیونکہ وہ بلا قرینہ ان آیات سے سمجھ مین آتے ہین۔ اور نیند اسکے مجازی معنی
ہین۔ وہ صرف ان [illegible] اس عذر سے
اسکا وہ جھوٹ کہ قرآن مین یہ لفظ توفی کسی دوسرے معنے مین مستعمل ہی نہین
ہوا۔ سچ نہین بن سکتا۔ ہان اس سے ایک نیا دعوی مع دلیل پیدا ہوا کہ لفظ توفی قرآن مین دو معنی
سے مستعمل ہوا ہے۔ ایک وفات دینا جو اسکے حقیقی معنی ہین کیونکہ وہ بلا قرینہ سمجھ مین آتے ہین۔ دوسرے سُلانا
جو اسکے معنے مجازی ہین۔ کیونکہ وہ قرینہ سے جو مجاز کی علامت ہے سمجھ مین آتے ہین۔

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ دعوی اور اسکی دلیل بھی کذب و مغالط سے خالی
نہین اور حق اور راست یہ امر ہے کہ توفی کے حقیقی معنے ایک چیز کو پورا لینا ہے۔
اور اِس معنے کی کئی صورتین یا اقسام ہین (۱) مارنا۔ (۲) سُلانا۔ (۳) ایک چیز کے جسم کو قبض کر لینا وغیرہ
اور ان *سبھی صورتون یا اقسام سے ہر ایک خاص صورت یا قسم کا اس لفظ سے مراد ٹھہرانا
محتاج قرینہ ہوتا ہے۔ اور پھر اس قسم یا صورت کو معنے مجازی نہین کہا جا سکتا۔
جیسے لفظ مشترک (مثلاً عین جو چشمہ جاریہ اور آنکھ کے لیے موضوع ہے) سے بعض

* اسمین یہ اشارہ ہے کہ موت وغیرہ کے معنی بھی لفظ توفی سے قرینہ ہی سے سمجھ مین آتے ہین۔ نہ بلا قرینہ چنانچہ بتفصیل ثابت
کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔

معانی مراد ہونا محتاج قرینہ ہوتا ہے۔ (مثلاً لفظ عین کے ساتھ دیکھنے کا ذکر ہو تو اس سے آنکھ مراد لی جاتی ہے۔ اور اگر جاری ہونے کا ذکر ہو تو اس سے پانی کا چشمہ مراد لیا جاتا ہے) اور اس لفظ کے ان معنے کو جو قرینہ سے سمجھ میں آویں مجازی نہیں کہا جاتا۔

کادیانی نے صرف قرینہ کو مجاز ہونے کی دلیل سمجھ لیا اور یہ نہ جانا کہ معانی حقیقی بھی اگر وہ متعدد ہوں محتاج قرینہ ہوتے ہیں اور پھر مجازی معنے نہیں کہلاتے اور اس سے اپنا علم معانی و بیان و اصول و معقول سے جاہل و بے خبر ہونا ثابت کیا ہے۔

اب ہم اپنے بیان کی تصدیق و تائید کے لیے علماء عربیت ماہرین عربی زبان متبحرین علم معانی و بیان کے اقوال سے **شہادت** پیش کرتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔ توفی کسی چیز کے پورا لینے کو کہتے ہیں اور مارنا [illegible] ایک قسم ہے اور دوسری قسم نیند ان دونو قسم کا ذکر اس قول خداوندی میں ہے کہ خدا تعالیٰ جانوں کو موت کے وقت پورا لیتا ہے (یعنی مارتا ہے)۔

> والتوفی اخذ الشیء وافیاً [illegible] تقع منه قال الله تعالی الله یتوفی لانفس حین موتها. والتی لم تمت فی منامها. (بیضاوی ص ۲۴۷)

اور جو نہیں مرتے انکو نیند میں پورا لیتا ہے (یعنے سولا دیتا ہے)۔

اور **تفسیر کبیر** میں ہے۔ توفی کے معنے قبض کرنا ہے۔ عرب کے یہ محاورات ہیں۔ "وفانی فلان دراهمی۔ واوفانی وتوفیتها منه"۔ یعنے فلاں شخص نے میرے دراہم میرے قبضہ میں دیدیئے۔ اور میں نے اس سے قبض کر لیے۔

> ان التوفی هو القبض یقال وفانی فلان دراهمی واوفانی وتوفیتها منه کما یقال سلم فلان دراهمی الی وتسلمتها منه وقد یکون ایضاً توفی بمعنی استوفی وعلی کلا الاحتمالین کان اخراجه

(ناظرین! دیکھو! ان محاورات عرب میں

من الارض واصعاده الی السماء لتوفیا له فان قیل فعلی هذا الوجه کان التوفی عین الرفع الیه فیصر قوله ورافعک الی تکرارا قلنا فقوله انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعده ورافعک الی کان هذا تعیینا للنوع ولم یکن تکرارا۔ (تفسیر کبیر ج۲ ص۶۹۰)

توفی بمعنے قبض دراہم جو جسم ہی بولا گیا ہے۔ یہی قبض جسم ان محاورات مین پایا جاتا ہے جو صحاح۔ صراح اور قاموس سے عنقریب منقول ہونگے۔ اور پھر انصاف اور ایمان کو پیش نظر رکھکر کادیانی کے اس کذب و جرأت کا کہ محاورہ عرب اور کتب لغت مین کوئی ایسی مثال پائی نہین جاتی۔ جسمین توفی بمعنے قبض جسم بولا گیا ہو۔" اندازہ کرو) جیسے یہ محاورات ہین۔ سلم فلان دراهمی الیّ وتسلمتها منه یعنے فلان شخص نے میرے دراہم میری سپرد کیئے۔ اور مین نے اس سے لے لئے۔ اور کبھی توفّی بمعنے استوفی آتا ہے۔ یعنے پورا لینے کے معنے مین [illegible] پورا لینے) سے حضرت مسیح کو زمین سے نکال کر آسمان پر چڑھا لیجانا۔ انکی توفی ہے۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ان معنے کی نظر سے توفی بعینہ رفع جسم ہوا۔ لہذا متوفیک فرمانے کے بعد رافعک الیّ کہنا تکرار بلا فائدہ بنتا ہے (جس سے خدا کی شان پاک ہے) اسکا جواب یہ ہے۔ کہ متوفیک فرمانے سے صرف قبض کرنا معلوم ہوا۔ جو ایک جنس اور عام مفہوم ہے۔ اور اسکے نیچے کئی انواع و اقسام پائے جاتے ہین (۱) موت (جسمین صرف روح کا قبض کرنا ہوتا ہے) (۲) جسم کو آسمان پر لیجانا (جسمین روح کی شمولیت بھی پائی جاتی ہے) (۳) سولا دینا (جسمین ایک قسم کا قبض روح ہوتا ہے اور اسکا ذکر تفسیر کبیر کی آیندہ عبارت مین ہے) پھر جب متوفیک فرمانے کے بعد ورافعک الیّ فرما دیا۔ تو اس سے اس جنس کے ایک نوع کا تقرر ہو گیا۔ اور تکرار لازم نہ آیا۔

اور تفسیر کبیر مین آیات زیر بحث کی تفسیر مین فرمایا ہے۔ یتوفٰکم باللیل کے یہ

فاما قولہ الذی یتوفاکم باللیل فالمعنی انہ تعالی ینیمکم فیتوفی انفسکم التی بھا تقدرون علی الادراک والتمییز کما قال جل جلالہ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی فاللہ جل جلالہ یقبض الارواح عن التصرف بالنوم کما یقبضھا بالموت (تفسیر کبیر صہ ۲۳ - ج ۴)

معنے ہین کہ خدا تعالے تم کو رات کے وقت سولا دیتا ہے۔ اور تمہارے ان ارواح کو قبض کر لیتا ہے جن سے تم ادراک اور تمیز کر سکتے ہو۔ جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالے جانون کو موت کے وقت قبض کرتا ہے تا آخر۔ سو خدا تعالے ارواح کو نیند کے ساتھ قبض کرتا ہے جیسا کہ موت کے ساتھ قبض کرتا ہے۔

اور لغت کی کتابون مین ہے صحاح مین ہے۔ اوفاہ حقہ (باب افعال

اوفاہ حقہ و وفاہ بمعنی اعطاہ وافیا واستوفی حقہ وتوفاہ بمعنی۔ وتوفاہ اللہ ای قبض روحہ والوفات الموت توافی القوم تتاموا۔ (صحاح جوہری)

سے)۔ اور وفاہ حقہ (باب تفعیل سے) اور استوفا حقہ (باب استفعال سے) اور توفاہ (باب تفعل سے جو زیر بحث ہے) سب ایک ہی معنے رکھتے ہین۔ کہ اسکا حق پورا دیدیا۔ اور توفاہ اللہ کے معنے قبض روح کے ہین۔ اور توافی کے معنے ہیں

اور صراح مین ہے کہ ایفاء گذاردن حق کسے بتمام و یقال منہ اوفاہ حقہ ووفاہ استیفا و توفی تمام گرفتن حق و توفاہ اللہ اے قبض روحہ وفاۃ مردن موافات رسیدن وآمدن وتوافی القوم ای تتاموا۔

اور قاموس مین لکھا ہے۔ کہ اوفی فلانا حقہ کے یہ معنے ہین کہ اسکو حق پورا

و(اوفی) فلانا حقہ ای اعطاہ

دیدیا جیسے وفاہ اور اوفاہ اور استوفا

وافیا کوفاہ - واوفاہ - فاستوفاہ
وتوفاہ الوفاۃ الموت - وتوفاہ اللہ
قبض روحہ - (قاموس صفحہ ۹۱۳)

اور توفاہ کے یہی معنے ہین - وفات
بمعنی موت ہے - اور توفاہ اللہ کے
یہ معنے ہین کہ خدا نے اسکی روح کو قبض کیا

ایسا ہی اور کتب لغت مین ہے - یہ تینون کتابین لغت کی وہ ہین - جنکا نام
لیکر کادیانی نے یہ دعوے کیا تہا - کہ ان کتابون مین کوئی ایسی مثال یا محاورہ پایا
نہین جاتا جسمین لفظ توفی بمعنے قبض جسم بولا گیا ہو - ہم نے انہین تین کتابون سے
محاورہ توفاہ حقہ جس سے درہم و دینار وغیرہ اجسام کا قبض مراد ہے نقل کر دیا - اور
اس سے کادیانی کا کذب بخوبی ثابت کیا -

اور کتاب مجمع البحار مین ہے (جو لغات اور محاورات قرآن و حدیث کی جامع

متوفیك ورافعك علی التقدیم
والتاخیر وقد یکون الوفاة قبضاً
لیس بموت او متوفیك مستوف
کونك فی الارض و یتوفکم باللیل
ینیمکم و یتوفاکم ملك الموت یستوفی
عددکم و الله یتوفی الانفس حین
موتها والنفس التی تتوفی وفات الموت
التی بها الحیوة والتنفس والحرکة وهی الروح
والتی تتوفی فی النوم النفس الممیزة
العاقلة - (مجمع البحار صفحہ ۲۵۲ ج ۳)

ہے) کہ متوفیك و رافعك مین تقدیم
وتاخیر ہے - اور کبھی وفات سے وہ قبض کرنا
مراد ہوتا ہے جو موت نہ ہو - اور متوفیك
کے ایک معنے یہ بھی ہین کہ ہم تیرا زمین رہنا یا
ہونا پورا کرنے والے ہین - اور یتوفکم
باللیل کے معنے یہ ہین کہ خدا تمکو سولا دیتا
ہے اور یتوفاکم ملك الموت کے معنے
یہ ہین کہ فرشتہ تمہارے شمار کو پورا کر لیتا
ہے - اور آیت الله یتوفی الانفس حین
موتها کے یہ معنے ہین - کہ جو نفس موت
سے وفات پاتا ہے اسکی اس روح کو خدا قبض کرتا ہے - جس سے زندگی اور سانس
لینا اور حرکت کرنا ہوتا ہے اور جو نفس نیند مین متوفی ہوتا ہے - اوس کی -

اسکی اس روح کو قبض کرتا ہے۔ جس سے عقل وتمیز ہوتی ہے۔

ان عبارات اور محاورات سے ثابت ہوا کہ توفی کے حقیقی معنے استیفا وقبض کے ہین۔ جو ایک جنس ہے۔ اور موت۔ نیند۔ اور قبض جسم وغیرہ اسکے انواع واقسام ہین۔ اور یہ بات کس وناکس کو بشرطیکہ عقلی اور نقلی علوم سے آشنائی رکھتا ہو معلوم ہے۔ کہ جنس کا اپنے انواع واقسام پر اطلاق واستعمال بطور حقیقت ہوتا ہے نہ بطور مجاز۔

اس سے ثابت ہوا کہ کادیانی کا توفی کے حقیقی معنے وفات کو قرار دینا اور نیند وغیرہ کو اسکے مجازی معنے ٹھرانا ایک ایسا سفید جھوٹ ہے جسپر نہ قرآن کی شہادت پائی جاتی ہے۔ نہ محاورات عرب کی نہ کتب لغت کی۔

اب بشہادت علماے اصول ومعانی وبیان ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ جس لفظ کے اصلی معنے مین کثرت وتعدد ہو۔ اسکے بعض معنے کا قرینہ کی شہادت سے سمجھ مین آنا حقیقت ہونے کے مخالف نہین اور وہ اس کو مجاز نہین بنا دیتا۔

کتاب تلویح مین ہے مشترک کا یہ حکم ہے کہ اس کے لفظ مین یا اور دلائل وقرائن مین تامل کرین تاکہ اسکے دو یا بہت سے معنے سے ایک معنے کا مراد ہونا معلوم ومتعین ہو۔

حکم المشترک التامل فی نفس الصیغۃ او فی غیرھا من الادلۃ والامارات لیترجح احد معانیہ (تلویح ص ۱۰۴)

اور مطول مین کہا ہے۔ کہ حقیقت کی تعریف مین وضع کی قید لگانے سے مجازی معنے نکل گئے۔ نہ مشترک کیونکہ مجازی صرف قرینہ سے سمجھ مین آتے ہین نہ لفظ سے اور مشترک کے متعدد معانی اسکے لفظ سے سمجھ مین آتے ہین۔ کیونکہ وہ ان سب معانی کے لیے

الحقیقۃ الکلمۃ المستعملۃ فی ما وضعت لہ فیخرج المجاز لان دلالتہ انما تکون بقرینۃ دون المشترک ای فیخرج المجاز لا المشترک وھو ما وضع لمعنیین او

الکثر وضعاً متعدداً وذالک لانہ
قد عین الدلالۃ علی کل من المعنیین
بنفسہ وعدم الدلالۃ علی احد المعنیین
لعارض الاشتراک لاینافی ذالک
(مطول صفحہ ۵۳)

وضع کیا گیا ہے۔ اور اسکے کسی خاص
معنے کا بلا قرینہ سمجہ مین نہ آنا۔ اُس کی
حقیقت ہونے کے مخالف نہین۔
وہ ایک عارضی امر اشتراک کے سبب
سے ہے۔ ایسا ہی مختصر المعانی مین ہے۔

ان شہادات سے ثابت ہے کہ مشترک کے بعض معانی قرینہ سے
سمجہ مین آتے ہین ومعہذا وہ حقیقت ہے۔ نہ مجاز۔ کادیانی نے جو آیات زیر بحث
مین لفظ توفی سے نیند کے معنے قرینہ سے سمجہ مین آنے سے اسکو مجاز بنا دیا ہے تو
اسمین علم اصول ومعانی بیان سے اپنی ناواقفی اور جہالت کا اظہار کیا ہے۔
اب ہم بیان کرتے ہین کہ لفظ توفی سے موت کے معنے بہی (ان آیات
مین جنکو کادیانی نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۳۳۶ وغیرہ مین نقل کیا ہے) قرائن ہی سے سمجہ
مین آتے ہین۔ اور وہ قرائن ان آیات کے الفاظ مین موجود ہین۔ یہہ کہ موت اس لفظ
کی متبادر معنے ہین۔ اور وہ بلا قرینہ سمجہ مین آتے ہین۔ جیسا کہ کادیانی نے دعوی کیا ہے
اور روز روشن مسلمانون کی آنکھو نمین خاک ڈالنا چاہا ہے۔ ان آیات کو ہم کادیانی
کے الفاظ سے اور اپنی ترتیب * سے نقشہ ذیل مین نقل کرکے۔ اسکے خانہ کیفیت
مین وہ قرائن بیان کرین گے۔ جو ان آیات مین توفی سے معنے وفات مراد ہونے
پر پائے جاتے ہین۔

* کادیانی کی ترتیب بے ترتیب کو اسلیے چہوڑ دیا کہ اس ترتیب سے
بیان قرائن مین تکرار متصور تہا۔ اور نیز اسکے حوالجات غلط دیگر
تہے۔

نمبر شمار آیات	سورۃ و رکوع	الفاظ آیات جو کادیانی نے نقل کی ہیں	بیان قرینہ وغیرہ کیفیت
۱	نساء ع ۳	حتی یتوفھن الموت	پہلی آیہ میں حرف "ثم" عثمانی قرآن میں تو نہیں ہے بجائے اسکو "حتی" ہے شاید کادیانی قرآن میں ثم ہو ان دونو آیتوں میں موت کا لفظ صریح قرینہ ہے جس سے کادیانی مسلمانوں کی آنکھیں بند کرنا چاہتا ہے۔
۲	سجدہ ع ۲	قل یتوفاکم ملک الموت	
۳	آل عمران ع ۲۰	توفنا مع الابرار	ان دونو آیتوں میں الفاظ ابرار اور صالحین (جنسے اموات گذشتہ مراد ہیں) اور ان ہی سے لحوق کی ان آیات میں دعا ہے) قرینہ ہیں اور سیاق و سباق نیز
۴	یوسف ع ۱۱	توفنی مسلما والحقنی بالصالحین	
۵	نساء ع ۱۴	ان الذین توفیھم الملائکۃ۔	ان ساتوں آیات میں ملائکہ [illegible] کا ذکر توفی کے معنے وفات پر قرینہ ہے۔ انہیں سے آخری آیہ انفال سے کادیانی نے ذکر ملائکہ کا سرقہ کیا ہے۔
۶	نحل ع ۴	تتوفیھم الملائکۃ ظالمی انفسھم	
۷	"	تتوفیھم الملائکۃ طیبین۔	
۸	انعام ع ۷	توفتہ رسلنا۔	
۹	اعراف ع ۴	رسلنا یتوفونھم۔	
۱۰	محمد ع ۳	فکیف اذا توفتھم الملائکۃ	
۱۱	انفال ع ۷	یتوفی۔	
۱۲	مومن ع ۸	فاما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا یرجعون	ان تین آیتوں کے اخیر میں خدا کیطرف رجوع اور حساب کا ذکر توفی کے معنے موت پر قرینہ ہے ان میں سے آخری آیہ کے اخیر کو کادیانی نے سرقہ کیا۔
۱۳	یونس ع ۵	فاما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا مرجعھم	
۱۴	رعد ع ۶	فاما نرینک بعض الذی نعدھم	
"	"	او نتوفینک فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب	

نمبر	حوالہ	لفظ	تشریح
۱۵	بقرہ ع ۱۴	یتوفون منکم	ان دونو آیتون مین عورتین چھوڑ جانے کا ذکر قرینہ معنے موت ہے۔
۱۶	″ ع ۱۵	″	
۱۷	اعراف ع ۱۴	توفنا مسلمین	اس آیۃ سے پہلے صلیب کا اور خدا کیطرف جانے کا ذکر معنے موت پر قرینہ ہے۔
۱۸	الحج ع ۱	ومنکم من یتوفی	ان تینون آیتون مین پیدائیش اور بچپن اور بڑھاپے کا ذکر توفی کے معنی موت پر قرینہ ہے۔ ان آیات سے بہی کادیانی نے ماقبل ومابعد کے قرائن کا قتل کیا اور مسلمانون کو دھوکہ دیا۔
۱۹	مومن ع ۷	″	
۲۰	نحل ع ۹	ثم یتوفیکم	

ان الفاظ و قرائن کو جو ہمنے بتائے ہین ناظرین قرآن مجید سے نکالکر بتفصیل ملاحظہ مین لائین گے تو ہماری پوری تصدیق فرمائین گے۔

کادیانی نے ۲۳- آیات مین لفظ توفی سے بلا قرینہ موت کے معنے سمجھے جانے کا دعوے کیا تہا- پہر ازان جملہ دو آیتون مین خود ہی توفیؔ سے نیند کا مراد ہونا تسلیم کرلیا- اور ایک آیۃ سورہ مومن (او نتوفینك) کو وہ مکرر لایا ہے- باقی بیسؔ آیات مین لفظ توفی سے موت کے معنے مراد ہونے پر ہمنے قرائن کا موجود ہونا ثابت کردیا ہے- اس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ کادیانی کا یہ دعوے کہ موت لفظ توفی کے متبادر معنے ہین اور وہ بلا قرینہ سمجہ مین آتے ہین محض دروغ بے فروغ ہے- اور درحقیقت اس لفظ سے موت کے معنے سمجہ مین آنے ویسے ہی محتاج قرینہ ہین جیسے کہ سولادینے یا قبض جسم کے معنے- اور یہ سب معنی اس لفظ سے مساوی نسبت رکھتے ہین- سبہی اس کے حقیقی معنے ہین- اور سبہی اپنی تعیین کے لیے محتاج قرینہ ہین-

یہان شاید یہ سوال پیدا ہو کہ جس حالت مین ان سب معانی کو اس لفظ سے مساوی نسبت ہے۔ اور پھر ایک معنے کا مراد و متعین ہونا محتاج قرینہ ہے۔ تو علما اسلام جو حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر موجود مانتے ہین۔ اور ان آیات مین وہ لفظ توفی سے قبض جسم کے معنے مراد لیتے ہین۔ اس معنی کی تعیین و تخصیص پر کس قرینہ کو دلیل سمجھتے ہین۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس معنی کی تعیین پر قرآن مجید میں لفظ متوفیك کے بعد لفظ رافعك فرمانا قرینہ ہے جو توفی کے معنے کو رفع جسم سے مخصوص و متعین کرتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کی عبارت تفسیر کبیر مین بہ تفصیل گذر چکا ہے۔

دوسرا قرینہ خدا تعالے کا سورہ نسا مین یہ فرمانا ہے۔ کہ یہود نے حضرت مسیح کو نہ قتل کیا۔ اور نہ صلیب پر چڑھایا ہے ولیکن انکو شبہ لگ گیا ہے۔ وہ خود اختلاف مین پڑے ہین۔ اور انہون نے یقیناً قتل نہین کیا۔ بلکہ خدا تعالے نے

> وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه۔
> (سورہ نساء ع ۲۲)

اسکو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ اور یہ امر ظاہری اور محتاج ثبوت نہین ہے۔ کہ اس آیہ مین جس چیز کا قتل ہونا اور صلیب پر چڑھایا نہ جانا بیان ہوا ہے۔ اور وہ ضمیر مفعول ماقتلوہ وما صلبوہ کا مرجع ہے۔ اُسیکا خدا کی طرف اٹھایا جانا مراد ہے۔ اور وہی ضمیر مفعول رفعہ کا مرجع ہے۔ اور وہ جسم مسیح علیہ السلام مع روح ہے۔ نہ صرف روح۔ کیونکہ روح صلیب پر چڑھانے اور قتل کئے جانیکی لائق نہین ہوتا۔ اور یہ امر جائز نہین کہ پہلے دو فعلون کے مفعول کی ضمیر کا مرجع جسم مع روح ہو اور تیسرے فعل کے مفعول کی ضمیر کا مرجع صرف روح ہو۔

تیسرا قرینہ خدا تعالے کا یہ قول ہے۔ کہ اہل کتاب مین سے کوئی نہو گا جو حضرت مسیح پر انکے مرنے سے پہلے ایمان لائیگا

> وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به

قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا
(سورہ نساء ۲۲)

باب نزول عیسی بن مریم علیہ السلام

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریرة واقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا - (صحیح بخاری [illegible])

اور حضرت مسیح قیامت کے دن انپر گواہ ہونگے جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ شرح وتفسیر کی ہے۔ کہ حضرت ابن مریم حاکم عادل امام ہوکر نازل ہونگے۔ اور خنزیر کو قتل کرینگے اور صلیب کو توڑینگے۔ چنانچہ ابوہریرہ رضے اللہ تعالے عنہ نے آپ سے یہ قول نقل کیا۔ اور اُسکے بعد اس آیت کو پڑھا۔ اور صحیح بخاری میں اس سے حضرت علیہ السلام کا نزول [illegible]

اور یہ ظاہر ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ حضرت عیسے جسم کے ساتھ اوٹھائے نہ جاتے تو خدا تعالے اس آیۃ میں اُنکے آنیکی خبر نہ دیتا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قول خداوندی کی یہ تفسیر فرماتے۔

اس قسم کے قرائن قرآن مجید میں اس لفظ توفی سے قبض جسم کی مراد ہونے پر اور کئی ہیں۔ اور حدیث میں تو ان قرائن کا دریا موج مار رہا ہے۔ مگر ہم اسمقام میں دعوے رفع جسمانی کی اثبات کے درپے نہیں۔ بلکہ صرف کادیانی کے اس دعوے کے کہ موت توفی کے حقیقی معنے ہیں۔ اور متبادر اور بلا قرینہ سمجھ میں آتے ہیں۔ اور باقی معانی مجازی محتاج قرینہ ہیں ابطال کے درپے ہیں۔ سو ہمارے بیان دلائل سے بخوبی ہوچکا ہے کہ اس لفظ توفی سے قبض جسم مراد ہے۔ نہ قبض روح ہو اس امر کے ثبوت کے لیے کوئی قرائن تلاشہ

مذکورہ بالا کو کافی نہ سمجھو تو ہمارے دوسرے مضمون کا جسمین حیات مسیح کا
اثبات ہوگا انتظار کرے۔

یہ کادیانی کے اس دعوے کا جواب ہے کہ "موت کے معنے لفظ توفی کے
متبادر معنی ہین جو تئیس ۲۳ مقامات قرآن مین اس لفظ سے بلا قرینہ سمجھ مین اتے
ہین" اور اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ ان مقامات مین سے ایک جگہہ بھی یہ معنے
اس لفظ سے بلا قرینہ سمجھ مین نہین آتے۔ ہر جگہ لفظی قرائن معنے موت کو معین
کرنے والے قرآن مین موجود ہین۔

اب ہم اس دعوی کادیانی کے مقابلہ مین یہ دعوے کرتے ہین کہ قرآن مین
ایک جگہہ بھی ایسی نہین جسمین لفظ توفی سے موت کے معنے بلا قرینہ سمجھ مین آتے
ہون۔ کادیانی ایک جگہ ایسی نکالدے تو ہم سے سو روپیہ انعام لے۔ یہ نہو سکے
تو اپنے دعوے کو واپس لے اور اس جرأت جو اوسنے اپنے دعوے مین اس سے
سرزد ہوا ہے توبہ کرے۔ اسپر بھی ہم اسکو پچیس روپیہ انعام دین گے۔

اس بیان سے کادیانی کے پہلا دعوے کا جسکو اوس نے اپنے مغالطہ اول
کی ثبوت مین پیش کیا تھا۔ کذب ظاہر ہوا۔ اور ثابت و محقق ہوگیا کہ لفظ توفی
قرآن مین صرف وفات یا موت کے معنے مین استعمال نہین کیا گیا۔ بلکہ سولا
دینے یا قبض جسم کے معنے مین بھی بولا گیا ہے۔ اور یہ سب کے سب معانی اسکے
حقیقی معانی ہین۔ جو خاص خاص مقامات مین خاص خاص قرائن کے سمجھ مین آتے ہین۔

اس بیان کے ضمن مین کادیانی کے باقی دعاوی کا جو مغالطہ اول کے ثبوت
مین اوس نے پیش کئے ہین۔ نیز ابطال ہوگیا۔ تاہم افہام عوام کے غرض سے
اسکے باقی ماندہ دعاوی کے ابطال سے جداگانہ تعرض کیا جاتا ہے۔

کادیانی کا دوسرا اور تیسرا دعوی پہلے دعوے سے بڑھکر کذب و جرأت پر

مشتمل ہے۔ کادیانی نے کتب حدیث کا ورق ورق خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا۔ بلکہ بعض کتابون کو تو بین الدفتین (جلد کے پٹھون یا مقوون) مین بھی آنکھہ سے نہ دیکھا ہوگا۔ چہ جائے معائنہ ورق ورق۔

اسکا دوسرے دعوے مین یہہ کہنا کہ کتب حدیث مین تین سو چھیالیس ۳۴۶ جگہہ لفظ توفی بمعنے موت وقبض روح بولا گیا ہے۔ بعینہ اُس شخص کی دعوی کی مانند ہے۔ جو زمین ایک جگہہ پر انگلی رکھہ کر یہ کہدے کہ یہ زمین کا مرکز (بیچا بیچ) ہے۔ اور اس کے ثبوت مین کہے کہ جو شخص اس دعوے کو جھوٹ سمجھے۔ وہ زمین کو ناپ کر بتاوے کہ بیچا بیچ یہ نہین تو اور کونسا ہے۔ ایساہی اسکا تیسرے دعوے مین یہ لکھنا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ بعثت سے آخیر عمر تک سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ بمعنے موت وقبض روح استعمال فرمایا ہے۔

اسمین اُسنے یہہ بھی چالاکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا یا تلاوت میں لفظ توفی دیکھہ کر آپ کی سنین عمر کا زمانہ بعثت سے حساب لگا لیا۔ اور اس سے سات ہزار کا شمار نکال لیا ہے۔ نہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام پاک مین آپنے سات ہزار مرتبہ کا شمار کیا ہے۔ مگر ہم بھی آپکے ہر ایک داؤ اور رنگ وروپ کو خوب پہچانتے ہین۔ مصرع ہر رنگے کہ مے آئی شناسم + لہذا آپ کے ان دو تو دعاوی کے جواب مین یہہ کہنا کافی سمجھتے ہین۔ کہ آپ تین سو چھیالیس ۳۴۶ مقامات حدیث اور سات ہزار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ توفی بولنا۔ بہ تفصیل بیان کرکے یہہ ثابت کرین کہ ان مقامات مین لفظ توفی موت کے معنے مین بلا قرینہ استعمال کیا گیا ہے۔ تو ہم اُن مقامات مین قرائن معنے موت نکالدین گے۔ یہ نہ سکا تو ہم مان جائین گے کہ موت وقبض روح لفظ توفی کے حقیقی معنے ہین۔ اور باقی معانی سولانا اور جسم قبض کرنا اوسکی مجازی معنی ہین۔ یا آپ سے نہو سکے تو ان گیدڑ بھبکیون کو ندامت کے ساتھ واپس لین اور کچھہ شرم کو کام مین لاوین

شہادت قرآن مذکورہ صفحہ (۳۰) قبض جسم کے معنے مراد ہین نہ وفات دینے کے

کادیانی نے جو اس معنے وفات کو لفظ توفی کے حقیقی معنے قرار دیئے ہین۔ اور اسپر بضمن دلیل اول شواہد پیش کئے ہین۔ اسکا جواب دندان شکن دیا گیا ہے۔ اور جو اسمقام مین اسپر اسنے دلیل پیش کی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کلام مین یہ لفظ "توفیتنی" وارد ہے تو اس کے معنے وفات دینے کے لیے جاتے ہین۔ پھر حضرت مسیح کے کلام مین بعینہ اس لفظ کے معنے وفا دینے کے کیون نہون اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح کیطرح بلاموت زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے۔ تو آپ کلام مین بھی وہی معنے قبض جسم لئے جاتے۔ آنحضرت وفات پا چکے ہین۔ اور زندہ آسمان پر موجود نہین ہین۔ تو پھر آپ کے کلام مین اس لفظ سے معنی قبض جسم کس قرینہ سے مراد لیئے جائین۔ آنحضرت کا بعینہ حضرت مسیح کے لفظ [illegible] بولنا [illegible] نہین ہے۔ بلکہ جس معنی سے حضرت مسیح . وہ لفظ بولین گے ان ہی معنی سے آنحضرت نے وہ لفظ فرمایا ہے۔ اسکی مزید توضیح و تشریح حدیث سے وفات مسیح ثابت نہونے کی بحث مین ہوگی انشاء اللہ تعالے۔

دوسرا جواب فرض کیا اور مان لیا۔ کہ اس کلام مین حضرت مسیح کو لفظ توفیتنی سے مطلق قبض کے معنے مراد ہین۔ جو موت اور قبض روح کو بھی شامل ہین اور اس لفظ سے آپ کے دو نو زمانو (زمانہ قبض جسم و قیام آسمان۔ اور زمانہ قبض روح بعد نزول) کے حال کی حکایت ہے۔ مگر اس صورت مین بھی اس آیت سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہین۔ کیونکہ اس آیت [illegible]سی گذشتہ زمانہ مین حضرت مسیح کے اس قول کہنے کی حکایت نہین ہے بلکہ آئندہ زمانہ قیامت کے دن کی یہ حکایت ہے کہ خدا تعالے حضرت مسیح سے یہ سوال کریگا۔ کیا تونے لوگون سے کہا تھا

واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ءانت	

قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من
دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول
ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم
ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت
علام الغیوب۔ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ
ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیدا
ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
علیھم وانت علی کل شیء شھید۔
(سورہ مائدہ ۔ رکوع ۱۶)

کہ مجھے اور میری والدہ کو اپنا
معبود بنا لینا۔ انہون نے جواب
مین کہا کہ خداوند مینے تو اون کو
وہی کہا تھا۔ جو تو نے مجھے حکم
دیا تھا۔ مین جب تک انمین
رہا انکا نگران رہا۔ اور جب
تو نے مجھے قبض کر لیا تو تو
انپر نگہبان ہوا۔

اور یہ امر ظاہر و مسلم فریقین
ہے کہ اس دن سے پہلے وہ ضرور وفات پا چکے ہونگے۔ لہذا اس آیت
سے انکی موت ہی [illegible] ثابت
ہوتا ہے۔ نہ اسوقت مردہ ہونا۔

ہمارے اس بیان پر کہ اس آیت مین زمانہ قیامت کی حکایت ہے نہ
زمانہ گذشتہ کی یہ دلیل ہے کہ اس آیت سے پہلے خداتعالے نے فرمایا ہے

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم
قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب۔
قال اللہ ھذا یوم ینفع الصدقین
صدقھم لھم جنٰت تجری من تحتھا
الانھار خلدین فیھا ابدا۔
(سورہ مائدہ ع ۱۵ و ۱۶)

کہ جس دن (یعنے قیامت کو) خداتعالے
رسولون کو اکٹھا کر کے کہے گا کہ تمکو
تمہاری امتون نے کیا جواب دیا۔ تو وہ
جواب مین عرض کرینگے ہمکو اسکا علم نہین۔
اسکے بعد حضرت عیسے کو بلفظ "اذ قال"
مخاطب فرما کر اُن نعمتون کو شمار کیا جو انپر خدا
نے انعام کین۔ آپکے بعد اس سوال وجواب کا ذکر فرمایا۔ اسکے بعد یہ فرمایا کہ یہ وہ دن ہے

جسمین سچون کو انکا سچ بولنا نفع پہنچائیگا۔ انکے لیے باغ ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ باغون مین ہمیشہ رہین گے۔

یہ ماقبل ومابعد آیت مذکور صریح شاہد ہے۔ کہ اس سوال وجواب مین بطور پیشین گوئی واقعہ آئندہ روز قیامت کی حکایت مقصود ہے نہ کسی گذشتہ زمانہ کی۔

کادیانی نے جو بڑے فخر اور ناز کے ساتہ اس بیان کو غلط اور موجب شرم قرار دیا ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین ثبات کا دعوے کیا ہے۔ کہ اس آیت مین وقت نزول سے پہلے زمانہ کی حکایت ہے اور اسپر لفظ "اذ" سے جو ماضی کی ظرف ہے۔ اور لفظ "قال" اور "توفیتنی" سے جو ماضی کے صیغہ ہین تمسک کیا ہے اور اسکو اذ قال ربك للملٰئكة" کی نظیر سمجہا ہے۔ یہ کمال شرم کا موجب ہے۔

اگر کادیانی مین کچہ شرم ہو کیونکہ اس آیت کو بنظر لفظ اذ قال گذشتہ واقعہ کی حکایت [illegible] ہے۔ انکے سوا تمام مفسرین اسلام اس رائے کو غلط قرار دیتے ہین۔ اور اس آیت کو قیامت کے دن کی حکایت سمجہتے ہین اور لفظ "اذ قال" کا وہ یہ جواب دیتے ہین۔ کہ اذ محاورہ قرآن مین مستقبل کے لیے بہی آتا ہے۔ اور اس قصہ کے واقعات کو "قال" وغیرہ ماضی کے صیغون سے حکایت کرنا اس امر کے اظہار کے لیے ہے۔ کہ یہ واقعہ آئندہ ایسا یقینی الوقوع ہے۔ کہ گویا ہو چکا ہے۔

تفسیر **معالم** مین لکہا ہے۔ اس قول کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ یہ کب

اختلفوا فی ھذا القول متی یکون فقال السدی قال اللہ تعالی ھذا القول لعیسی حین رفعه الی السماء لان حرف اذ تکون للماضی وقال سائر المفسرین انما یقول اللہ تعالی له ھذا القول

واقع ہوگا۔ سُدّی رضہ کا قول ہے۔ کہ یہ قول خداتعالے نے اسوقت مسیح کو کہا تہا جب اسکو آسمان کیطرف اٹہایا تہا۔ اسپر اوسکی یہ دلیل ہے

یوم القیمۃ بدلیل قولہ تعالی یوم یجمع اللہ الرسل وقال من بعد ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم واراد بھما یوم القیمۃ وقد تجئ اذ بمعنی اذا کقولہ تعالی ولو تری اذ فزعوا ای اذا فزعوا یوم القیمۃ۔ والقیمۃ وان لم تکن بعد لانھا کالکائنۃ لانھا اٰتیۃ لامحالۃ۔ (معالم صـ ۳۱۲)

کہ حرف اِذْ ماضی کے لیے آتا ہے۔ اسکے سوا، تمام مفسرین یہ کہتے ہین کہ یہ قول خداتعالےٰ نے حضرت مسیحؑ کو قیامت کے دن فرمائیگا۔ انکی دلیل یہ ہے۔ کہ اس قول سے پہلے خداتعالےٰ نے فرمایا ہے کہ خداتعالےٰ جسدن رسولون کو جمع کریگا تا آخر۔ اور اسکے بعد فرمایا ہے۔ یہ وہ دن ہے جسمین سچون کو انکا سچ نفع دیگا۔ اور ان دونو سے قیامت کا دن مراد ہے (لہذا وہ قول جو ان دونو قولون کے بیچ مین ہے۔ قیامت ہی کو کہا جائیگا) اور لفظ اِذْ بمعنے اِذَا بھی آتا ہے۔ جو مستقبل کی ظرف ہوتا ہے جیسا کہ خداتعالےٰ کا وہ قول ہے جسمین ارشاد ہے۔ کاش تو اونکو دیکھے۔ جب وہ گھبرائینگے۔ (اسمین آیندہ روز قیامت کے گھبرانے کو لفظ اِذْ اور صیغہ ماضی سے بیان کیا ہے) اور قیامت اگرچہ اِسوقت تک واقعہ نہین ہوئی۔ مگر چونکہ وہ ضرور ہونے والی ہے۔ اسلیے اِس سوال وجواب مین بلفظ ماضی اس سے حکایت ہوئی۔ اور یہ بات جتائی گئی ہے۔ کہ گویا وہ ہوچکی ہے۔

واذ ھھنا بمعنے اذا کقولہ تعالی ولو تری اذ فزعوا۔ تعبیرا عن المستقبل بلفظ الماضی تنبیھا علی تحقق وقوعہ (فتح البیان صـ ۱۳۲ ج ۳)

ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے۔ جو تفسیر معالم کا خلاصہ مضمون ہے

اور تفسیر کبیر مین ہے کہ یہ کلام حضرت عیسےٰ سے خداتعالےٰ قیامت کے دن کرے گا۔ بعض کا یہ قول

فھذا الکلام انما یذکرہ لعیسی یوم القیمۃ

ومنهم من قال انه تعالى قال هذا الكلام
لعيسى حين رفعه اليه. وتعلق بظاهر قوله
واذ قال الله واذ تستعمل للماضي والقول
الاول اصح لان الله عقب هذه القصة
بقوله هذا يوم ينفع الصادقين والمراد به
يوم القيمة واما التمسك بكلمة اذ فقد
سبق الجواب عنه (تفسير كبير صفحہ ۹۹ ج ۳)
خرج قوله اذ قال الله على لفظ الماضي دون
المستقبل وفيه وجوه الاول الدلالة على
قرب القيمة حتى كانها قامت
ووقفت وكل ما هو آت قريب ويقال الجيش
قد اتى اذا قرب اتيانهم قال الله تعالى
اتى امر الله الثاني انه ورد على حكاية
الحال. ونظيره قول الرجل كانك بنا وقد
دخلنا بلدة كذا فصنعنا فيها كذا اذ صاح
صائح فتركتني واجبت ونظيره من القرآن
قوله تعالى ولو ترى اذ فزعوا فلا فوت
ولو ترى اذ يتوفى الذين كفروا الملائكة ولو ترى
اذ الظالمون موقوفون عند ربهم والوجه
في كل هذه الآيات ما ذكرناه من انه
خرج على سبيل الحكاية عن الحال (تفسير كبير صفحہ ۹۹ ج ۳)

ہے. کہ یہ اسوقت کہا تھا جب حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے اپنی
طرف اٹھا لیا تھا. وہ آیت کے
ظاہر لفظ اِذْ قال سے لپٹا ہے.
کیونکہ اِذْ ماضی کے لیے استعمال
کیا جاتا ہے. مگر صحیح وہی پہلی
بات ہے. کیونکہ خدا تعالےٰ نے
اس قصہ کے بعد یہ فرمایا ہے. کہ یہ
وہ دن ہے جسمین سچون کو سچ
نفع دیگا. سو قیامت کا دن ہے.
اور لفظ اِذْ کا جواب سو گذر چکا ہے
اور اس سے پہلے کہا ہے. کہ اِذْ
قال اللہ ماضی کے صیغہ سے فرمایا.
نہ صیغہ مستقبل سے. اسکی کئی وجہ
ہین. پہلی وجہ یہ کہ ماضی کے لفظ
سے قیامت کا قرب مفہوم ہوتا
ہے. گویا کہ وہ ہو چکی اور قائم ہو گئی.
اور عرب مین ہر آنے والی چیز کو قریب
بولتے ہین. یہ بھی کہتے ہین کہ لشکر
آگیا جب اسکا آنا قریب ہو. اسی
محاورہ پر خدا تعالےٰ فرماتا ہے.

أتیٰ امر اللہ یعنے خدا کا حکم قیامت یا عذاب آگیا - دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ بطور حکایت حال بولا گیا ہے - یعنی جو حال آیندہ واقع ہو گا اسکو واقع شدہ صورت مین بیان کیا گیا - اسکی نظیر محاورہ عرب مین ایک آدمی کا دوسرے کو یہ کہنا ہے - کہ گویا مین اور تو ایک شہر مین داخل ہوئے اور ہمنے ایک کام کیا - ناگاہ ایک شخص چلایا تو تو نے مجھے چھوڑ دیا - اور مین اُس کے پیچھے لگا - (جس سے مراد یہ ہے کہ آیندہ ایسا ہو گا) اور اسکی نظیرین قرآن مین یہ ہین - ولو تری اذ فزعوا - اذ یتوفی الذین کفروا - اذ الظٰلمون - جنکا وقوع آیندہ ہو گا مگر اسکو بلفظ اِذْ بیان کیا گیا ہے -

لفظ اِذْ اور صیغہ ماضی سے آیندہ واقعات کو حکایت کرنا قرآن مین بکثرت ہے - اسکی چند مثالین امثلہ مذکورہ کے علاوہ ایک ہی آیہ مین اور سنو - سورۂ بقرہ مین ارشاد ہے جب وہ لوگ جنکی پیروی ہوتی ہے ان

اذ تبرّا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منھم کما تبرّؤا منا -

لوگون سے بیزار ہونگے جو اُن کی پیروی تھے - اور وہ عذاب دیکھینگے اور انکے تعلقات ٹوٹ جائینگے - اور وہ لوگ کہین گے جو انکے پیرو تھے کاش ہمارے لیے دنیا کیطرف پھرنا ہو تو ہم بھی اُنسے بیزار ہون جیسے ہمسے بیزار ہوئی ہین -

اس آیت مین وہی اِذْ جو ماضی کی ظرف ہوتا ہے یعنے مستقبل استعمال ہوا اسکے بعد تبرّا اور رأوا اور تقطعت یہ سب ماضی کے صیغے ہین - اور انسے مضارع کے معنے مراد ہین - ان سب کو بلفظ ماضی لانا اسی غرض سے ہوا ہے کہ انکا آیندہ وقوع یقینی معلوم ہوا اور یہ سمجھا جائے کہ گویا یہ امور واقع ہو چکے -

چھوٹی یا بڑی کتب نحو کو دیکھو گے تو انمین بھی یہ مسئلہ پاؤ گے کہ اِذ کبھی مستقبل

کے لیے بھی آتا ہے۔ کافیہ و شرح مُلّا مین ہے کہ اِذْ بمعنے ماضی ہوتا ہے۔

اور کبھی مستقبل کے لیے بھی آجاتا ہے۔ جیسا کہ اس قول خداوندی مین ہے کہ شتاب جان لین گے جب کہ طوق اُنکی گردنون مین ہونگے۔	ومنها اذ الکائنة للماضی وقد یجیٔی للمستقبل نقوله تعالی فسوف یعلمون اذا الاغلال فی اعناقهم۔ (شرح مُلّا صہ ۳۳۸)

اس آیندہ واقعہ روز قیامت کو بلفظ اِذْ حکایت کیا ہے۔ اور اس سے معنے مستقبل کا ارادہ کیا۔

اور جیسا کہ قرآن مین یقینی آنے والے واقعہ کو بلفظ ماضی بیان کیا گیا ہے۔ ایسا ہی یقینی گذشتہ واقعہ ماضی کو بلفظ مضارع اس امر کے اظہار کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ واقعہ ایسا یقنیا وقوع مین آچکا ہے کہ گویا اب اسکا وقوع نظر آرہا ہے۔ اسکی مثالین بہت سی ہین ازانجملہ دو مثالین بیان کیجاتی ہین۔

(۱) خدا تعالی فرماتا ہے۔ کہ جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھا رہے

اور یہ کہے رہے تھے کہ اے خداوند تو ہمسے قبول کر تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔	واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ (سورہ بقرع ۱۵)

اس واقعہ ماضی کو خدا تعالے نے بلفظ یرفع جو مضارع ہے حکایت کیا۔ اور اس سے یہ جتایا۔ کہ یہ واقعہ ایسا یقینی الوقوع ہے۔ کہ گویا اب سامنے ہو رہا ہے۔

تفسیر بیضاوی مین ہے کہ اس قول خداوندی مین حکایت ماضی

کی بلفظ مضارع حکایت ہوئی ہے۔	اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت

حکایۃ حال ماضیہ ۔ (بیضاوی ص...)

حکایۃ حال ماضیۃ استحضار الصورۃ العجیبۃ (فتح البیان)

اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا

تفسیر فتح البیان مین ہے ۔ کہ اس سے مقصود یہ اس امر کا اظہار ہے ۔ کہ وہ صورت عجیبہ سامنے حاضر ہورہی ہے (۲) قرآن مین ارشاد ہے ۔ جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلون مین مرض ہے کہتے کہ ہم کو تو خدا و رسول نے دہوکہ ہی کا وعدہ دیا ہے اسمین واقعہ ماضی کی لفظ مضارع یقول سے اسی غرض استحضار سے حکایت کی ہے ۔

مفسرین اہل اسلام نے بیان کیا ہے ۔ چنانچہ فتح البیان معالم ۔ تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ اس سوال سے جو حضرت عیسیٰ سے خدا تعالےٰ کریگا مقصود نصاریٰ کو زجر و الزام دینا ہے ۔ یہ مقصود ہی اس امر کا موید ہے

فان قیل فما وجہ ہذا السوال عنہ مع علم اللہ عزوجل ان عیسیٰ لم یقلہ قیل ہذا السوال عنہ لتوبیخ قومہ وتعظیم امر ہذہ المقالۃ (معالم ص ۳۰۲)

کہ وہ سوال و جواب قیامت کو ہو گا ۔ کیونکہ قیامت سے پہلے وہ اس سوال و جواب کے وقوع کو کب مانتے ہین اور اس سے انکار جبر و الزام کب مقصود ہے ۔

ان شواہد قرآنیہ اور آثار سلفیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ اس آیہ مین واقعہ آیندہ کی حکایت ہے اور لفظ اذ قال اس واقعہ کے آیندہ ہونے سے مانع نہین وبنابرًا اگر اس آیہ کے ایسے ہی معنے کرین جو حضرت عیسیٰ کی وفات کو بھی شامل ہون ۔ تب بھی اس آیہ سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ اس آیہ کے نزول سے پہلے یا اسوقت فوت ہو چکے ہین ۔ بلکہ ان معنے سے صرف یہ

ثابت ہوتا ہے کہ جسوقت اللہ تعالےٰ کا یہ سوال اور اسکا جواب واقع ہوگا اسوقت سے پہلے وہ فوت ہوچکے ہونگے اور یہ امر ہمارے اعتقاد کے مخالف نہین اور کادیانی کے دعوے کا مؤید وموافق نہین ہے۔

اب کادیانی صاحب اور انکے اتباع جو علما کہلاکر علم کے نام کو بدنام کررہے ہین۔ کچہ شرم وحیا کو کام مین لاوین اور تھوڑی دیر کے لیے انصاف اختیار کرکے فرماوین۔ کہ اس آیہ کی تفسیر مین رکیک تاویل کس کی ہے۔ آپکی یا جمہور مفسرین اہل اسلام کی اور اس تاویل سے شرمندہ ہونا کسکا حق ہے جمہور مفسرین کا یا آپکا۔

آپ نے سُدّی کے قول باطل کی تقلید کرکے جمہور علماء اسلام کو شرمندہ کرنا چاہا تھا۔ اب کہو کون شرمندہ ہوا۔

آپنے سدی کی اس بات مین تو تقلید کی ہے کہ یہ قول خداوندی حضرت مسیح کو گذشتہ زمانہ مین کہا گیا ہے۔ مگر آپ نے اسکے اس قول کی پیروی چھوڑدی کہ "وہ قول اسوقت کہا گیا تہا جب حضرت عیسے علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے آسمان پر اٹھالیا تھا" یہ دوسرا امر آپ کے لیے شرم کا موجب ہے کہ لاتقربوا الصلوٰۃ کولے لیا۔ اور انتم سکاریٰ کو چھوڑدیا۔ اور آیۂ اتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا خطاب حاصل کیا۔

ناظرین! طالبین حق ویقین! خصوصاً منتسبین مذہب محدثین! کادیانی کے دعوی وفات پر قرآن کی صرف دو ہی ایسی آیتین تہین جنمین حضرت مسیح کا ذکر اور لفظ توفی کا ورود ہے۔ اسکے سوا جس آیۂ قرآن کو اُسنے اتارا اس سے اپنا بے علم وبے انصاف ہونا ظاہر کیا ہے۔ ان دو دلیلون سے اس دعوی کا عدم ثبوت تمنے دیکھہ لیا تو اب اسکے باقی دلائل سے بحث کی ضرورت نہین رہی تاہم اسکی جہالت اور بے انصافی ظاہر کرنے کو ان دلائل سے بھی تعرض کیا جاتا ہے۔

ہم

فتنہ کادیانی نمبر ۲-

"ابھی فتنہ ہے کوئی دن مین قیامت ہوگا"

اسلام کے حامیو! مسلمانوں کے پولیٹیشن اعیانو! ملک کے امن وبھی خواہو! آپ اس فتنہ کادیانی سے کیون غافل، اور بے فکر سورہے ہین۔ ملک اور گورنمنٹ کو اس فساد کی انسداد کی تدبیرین کیون نہین بتاتے کیا! کادیانی کے خلیفے پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۱۳ و ۲۶ - ستمبر ۱۹۱۸ء دیکھکر مطمئن ہو بیٹھے ہو! کہ اس فتنہ کا کوئی پولیٹکل اثر اہل اسلام کے پبلک، اور ملک کی حالت پر نہ پڑیگا۔ بلکہ کادیانی کا یہ کھنا کہ مسیح ہی موعود مین ہی ہون۔ مسیح موعود مین ہی ہون۔ پرانے خیال کے اثر کو مٹاویگا۔

اے خیرخواہان ملک وقوم اہل اسلام! کیا آپ صاحبون نے ہمارا مضمون "فتنہ کادیانی نمبر ۱" مندرجہ اشاعۃ السنۃ "نمبر ۱- جلد ۱۳" نہین دیکھا۔ اور اسمین کادیانی کے پاس ساٹھ ہزار اشخاص کا آنا۔ اور انکی مہمانداری مین دس ہزار روپیہ کے قریب صرف ہونا۔ اور کادیانی کی **ہشت سالہ میعاد کی پیشگوئی** کرنا نہین پڑھا۔

ساٹھ ہزار اشخاص کا کسی کے پاس آنا۔ اور دس ہزار روپیہ اونکی مہمانداری مین خرچ ہونا کوئی انوکھی بات اور نوٹس ایبل نہین ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس ہشت سالہ میعاد کی پیشگوئی کو ملاؤگے اور کادیانی کے دعوے امامت ومہدویت کو توجہ سے خیال مین لاؤگے تو ضرور اس بات کو انوکھی اور نوٹس ایبل قرار دوگے۔ ہمکو اس راز نہانی کی تشریح سے ہنوز ایک امر مانع ہے وہ کبھی جب وہ مانع رفع ہوگا۔ بالفعل ہم یہ دکھانا چاہتے ہین۔ کہ اس فتنہ کادیانی سے خوف کرنا صرف ہماری ہی رائے نہین۔ بلکہ اور ملک کے (خیرخواہ جو پولیٹکس کا مذاق رکھتے ہین) بھی ہماری اس رائے سے اتفاق رکھتے ہین وہ **ایک تو ایڈیٹر شحنہ ہند** میرٹھ ہین۔ جو اپنے پرچہ ۱۴- ستمبر ۱۹۱۸ء مین لکھتے ہین اگرچہ مثیل المسیح ہونا کوئی بڑی بات نہین اور نہ رمز شناسون کی نظر مین کوئی خوبی کی بات ہے۔ کیونکہ انسان جس شئے سے عبارت ہے وہ مختلف شباہتون کا مرقع ہے۔ ہر ذی روح مین مماثلت حیوانی کا ہونا ضروری ہے۔ ہر انسان دوسرے انسان کا مماثل ہے۔ الہامی مماثلت بھی تعجب خیز نہین۔ کیونکہ

جناب باری کی طرف سے الہام نہ صرف انسانون بلکہ حیوانون پر بھی ہوتا ہے۔ اور شحنۂ ہند اسکو
مدلل طور پر چند مرتبہ ثابت کر چکا ہے۔ لیکن جب ہم اسکو مذہبی اور پولٹیکل خیال سے دیکھتے ہین۔
تو یہ دعوے بہت ہی اہم اور نہایت خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کو بھی غالباً معلوم
ہوگیا ہوگا کہ انگریزی اخبارات اونکے مخالف ہین۔ اور اونکے دعوون اور مباحث پر پبلک اور گورنمنٹ کو
مطلع اور انکی کیفیات پر ریویو کر رہے ہین۔ یہ کچھ اسوجہ سے نہین کہ مرزا صاحب نے اپنے کو مثیل المسیح
بنایا ہے۔ کتب آسمانی کی موافقت یا مخالفت کی ہے۔ اور اپنے کو مسیح علیہ السلام کا قائم مقام
یا بعینہٖ وہی مسیح قرار دیا ہے۔ جو دنیا مین آئیگا۔ بلکہ محض اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کا یہ عروج
اور یہ دعوے بعثت ایک مذہبی قالب پکڑتا جاتا ہے۔ اور جسکے لئے انجام مین ایک جدید پارٹی کا قائم
ہونا۔ اور پھر پولٹیکل صورت مین بدلجانا ضرور ہے۔ پس انگریزی ہمعصرون کا خیال اس جانب
رجوع ہوا ہے۔ کہ یہ معاملہ چونکہ جدید اور اس دعوے کی شکل چونکہ عجیب و غریب ہے۔ اور ہمارے ہمعصر
خوب جانتے ہین۔ کہ قدیم یا جدید تعلیم یافتہ زمانہ کیسا ہی عقلمند اور فیلسوف ہو جائے مگر ہر زمانہ مین
اعجوبہ پرست جہلا ضرور موجود رہتے ہین۔ اور سائنس اور فلسفہ طبائع مین کتنا ہی حلول کر جائے۔ اور
فلاسفرون اور عقلا کی کتنی ہی ڈگریان کالجون اور یونیورسٹیون سے پرے باندہ باندہ کر نکلنے لگین
تاہم غیر ممکن ہے۔ کہ دنیا سے اعجوبہ پرستی دور ہو جائے۔ ایک ریفارمر یا ایک عیار شاطر کو بڑی بڑی
تدبیرین اور بڑی بڑی چالین اختیار کرنی پڑتی ہین اور پھر کہین سالہا سال کے بعد بیشتر سیدہے
اعجوبہ پرست قابو مین آتے ہین۔ ہم نے بڑے علما اور فضلا اور بڑے بڑے جہاندیدہ اور تجربہ کار
لوگون کو اعجوبہ پرستی کے دام مین اسیر پایا ہے۔ اور چند جاہلون عیارون نے انپر ایسا مسمریزم
پھونکا ہے۔ کہ سر تک نہین ہلا سکے[1]۔ اور نیز ہندوستان مین ایسے لوگ نہ صرف سیکڑون بلکہ ہزارون
موجود ہین۔ جو وحشیون اور ضعیف الاعتقاد اعجوبہ پرستون کو اپنے پہنک ایک پھنک دو کا تماشا
دکھا دکھا کر مونڈ رہے ہین۔ مگر اون سے کسی حاکم یا کسی انگریزی اخبار کو کبھی خوف نہین ہوا۔ کیونکہ انکی
خوارق پر ایمان رکھنے والے ہندوستان مین جوق جوق موجود ہین۔ کوئی کسی کے پھندے مین
پھنسا ہے۔ کوئی کسی کے۔ اور عوام ایسے کرتبون کو برا نہین سمجھتے کیونکہ وہ عادی مگر جو دعوے مرزا صاحب
نے کیا ہے۔ وہ ہندوستان کے ہر مذہب کے اصول کے خلاف ہے۔ اور اصول اسلام کے تو بالکل ہی

[1] یہی حال مولوی محمد احسن امروہی کا ہوا ہے کہ وہ انکے دام مین پھنسا۔

خلاف ہے تقریباً تمام علماء اسلام اُنکے مخالف ہین پس حکام کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ جب ایک خروج کرنیوالے سے اسقدر مخالفت اہل اسلام مین پھیل گئی ہے تو کیا عجب ہے کہ باہمی فساد کیصورت ظاہر ہو۔ اور ہندوستان جیسے ملک مین جہان ابھی تعلیم و تربیت نہین پھیلی اور عموماً ملک وحشی اور نا تربیت یافتہ مجبوبہ پرست ہے اگر ایسے شخص کی قوت زور پکڑ گئی تو انجام کچھ اور ہی نظر آئیگا کیونکہ اس قسم کے لوگون نے اولاً مذہبی طور پر خروج کیا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ اون کا خروج پولٹیکل سانچے مین ڈھلگیا ہے ہر ایک ریفارمر پہلے مذہبی ریفارمر بنا ہے۔ اور پھر بتدریج پولٹیکل ریفارمر بن گیا ہے گو مرزا صاحب کی بعثت محض سوشیل ریفارم پر مبنی ہو۔ لیکن ملک کیحالت اور پھر مختلف طبائع۔ اور پھر اجنبی گورنمنٹ کے خیالات کا کیا علاج ہے۔ سوڈان مین کسقدر مہدیون نے سوشیل رنگ مین خروج کیا۔ مگر اخیر مین سب کے سب پولٹیکل رنگ مین رنگے گئے۔ ان سب مہدیون کا جو کچھ انجام ہوا سب کو معلوم ہے۔"

دوسرے اڈیٹر اخبار "مہذب" لکھنو ہین جو اپنے پرچہ ۱۵۔ ستمبر ۱۹۰۱ء عیسوی مین لکھتے ہین۔

"ہم پر مبعوث ہونے والے نئے پیغمبر صاحب (معاذ اللہ) کی بعثت کا یہ پولٹیکل فائدہ دکھایا جاتا ہے کہ وہ مسلمانون کو گورنمنٹ کی وفادار اور مطیع رعایا بناتے آئے ہین۔ بے شک پیغمبر کا یہ کام ہی ہے۔ کہ رعایا کو سلطنت کا مطیع و منقاد بنائے۔ ابھی ہم کو یہ نہین بتایا گیا۔ کہ مرزا صاحب کی نبوت انبیاء بنی اسرائیل اور دیگر انبیا کی طرح کسی خاص قوم اور ملک کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ساری دنیا پر مبعوث ہوئے ہین۔ لیکن جب کہ اُنکی نبوت رسالت محمدی کے تابع ہے۔ تو بے شک وہ بھی ساری دُنیا پر مبعوث ہوئے ہونگے۔ مگر یہ بھی نہین سمجھ مین آتا۔ اس لیے کہ آپ پالسی تو وہی بتا رہے ہین۔ جو صرف ہندوستان کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایسی پولٹیکل تبلیغ سے ترکی افریقہ روس اور چین کے مسلمانون کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ یا شاید ساری دُنیا کے مسلمانون کو ہدایت کی گئی ہوگی کہ انگریزون کی اطاعت کیا کرو۔ مرزا صاحب کے حواریین مرزا صاحب پر نازل ہونے والی وحی متلو پر کوئی تفسیر لکھین تو یہ غوامض حل ہون۔

مرزا صاحب کو تو ہم اس بارے مین معذور رکھتے ہین۔ اسلیے کہ انسان کو کبھی اُسکے بعض اضطراری جوش (عام اس سے۔ کہ وہ جنون ہی کی قسم کے کیون نہ ہون) اسکو بالکل مغلوب کر دیا کرتے ہین۔ اور وہ مجبور ہو جاتا ہے اُس بات کے کہہ دینے پر جو ہرگز کسی صاحب عقل و فراست کی زبان سے نہ

نکل سکتی تھی۔ لیکن اُن بزرگون پر ہمین تعجب اور صد ہزار تعجب ہے جو مرزا صاحب پر ایمان لا کے اُنکا حوصلہ بڑہاتے جاتے ہین۔ وہ اتنا نہین سوچتے۔ کہ اسلام اور جدید نبوت سے کوئی تعلق بھی ہے۔ اُنہین سمجہانا چاہئے تھا۔ کہ اگر بالفرض آپ پر ایسا الہام ہوا بھی تو آپ اُسکو اسی طرح مخفی رکھین۔ جسطرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی امر کو مخفی رکھا تھا اور کہا تھا۔ کہ اگر ظاہر کردون تو "لقطعتم ہذا الحلقوم" یعنے یہ گلا کٹ جائے۔

سب پر طرہ یہ کہ سمجہا جاتا ہے۔ کہ عیسائی گورنمنٹ کو مسلمانون کیطرف سے اطمینان ہوجائیگا کہ اہل اسلام جس مسیح کے منتظر تھے۔ اور جس کا نام لے کے دیگر ادیان والون کو دہمکیان دیتے تھے اُسکے وہ منتظر نہین رہے۔ اور وہ آیا بھی تو یون۔ کہ کچہ نہ کرسکا۔ بلکہ اُلٹے مسلمانون کو عیسائیون کی اطاعت کا سبق دینے لگا۔ بجا ہے عیسائی بہت ہی خوش ہونگے۔ اور خصوص اس خیال سے۔ کہ آپ مثیل مسیح ہین۔ اس وجہ معتقد ہونگے۔ کہ کیا عجب اب کی پوپ کا عہدہ خالی ہوتے ہی وہ مرزا صاحب کو پوپ بنا کے اٹلی بہیجدین گے۔......

باقی آیندہ

ہمارے تلمیذ عزیز منشی فتح محمد جالندھری کی نظم

ہیہات زبان [illegible]
اور [illegible] کسی بات کی پروا نہین کرتے
پہلے تہا یہ دعوی کہ ہمین ہوتا ہے الہام
واللہ کہین بھی غضب ایسا نہین کرتے
ہے لطف کہ بنتے ہین مثیل عیسے
معدوم بصر کو بھی تو بینا نہین کرتے
جب تک کہ خلل عقل مین واقع نہین ہوتا
گر کہتے نہین ہین تو ہم اچہا نہین کرتے
ہوتا ہے خطر کرنے کا ہر ایک قدم پر
جب تک کہ نہ حجت ہو تو دعوی نہین کرتے

[illegible]
دعوائے خدائی ہے فقط باقی وگرنہ
پر اتنے پہ بس حضرت مرزا نہین کرتے
آیات و احادیث مین کردیتے ہین تاویل
کام اک بھی اگر مثل مسیحا نہین کرتے
ہے طرفہ کہ مغرور رہتے ہین ہمارے ہمیشہ
بات ایسی کوئی منہ سے نکالا نہین کرتے
جب پاؤن مین ہو لنگ نہ ہو طاقت رفتار
اس حال مین دانا کبھی دوڑا نہین کرتے
مردود ہے دعوے نہ ہو جسپر کوئی برہان

کہتے ہین کیا لکھتے ہین کیا کرتے ہین اظہار
اور کیا ہے کہ جس بات کا دعوی نہین کرتے
اب کہتے ہین۔ ہین آپ مسیح موعود
ڈہلتے ہین ستم۔ خوف خدا کا نہین کرتے
مردے کو زندہ کرین کوڑہی کو نہ چنگا
اورون کو تو کیا اپنے کو اچہا نہین کرتے
کہتے ہین یہ ہم آپ سے مرزا از رہ نصح
اور [illegible] رہ صاف بہی دیکہا نہین کرتے
دانش ورون اور اہل خرد کا ہے یہ دستور
اسطرح کے دعوی کو تو مانا نہین کرتے

اخوی مولوی سعد اللہ کا قطعہ تاریخ

اشاعت یابس از انتظار مدید — چہ خوش آمدی مرحبا مرحبا
بو شیوہ ات دفع باطل مدام — توئی ناصر ملت مصطفیٰ
کنے فتنہ کادیانی فرید — زنی آتش اندر دل اشقیا
ہر کس چنان کید دجال وقت — نمودی بفتوای اہل تقی
ہمین حمد اسے مشکور تو — صعوبت نماید بسوے سما
ملائک چو بر چرخ چارم برند — ز عیسے نباشد عجب این ندا
دعا بہر اظہار سال شیوع — بیاید بدل اہل ایمان ندا

۶۱۸ - ۴۲

اطلاع - [illegible]

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر پنجم لغایت دوازدہم — جلد چہاردہم ۱۴

معہ ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہلسنت

بابت ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور بدستور

مے باید دید

حضرات ناظرین! اشاعۃ السنۃ کی خاص معاونین اپنے مثل مشہور دیر آید درست آید کتابوں میں دیکھی ہوگی۔ لوگوں کے منہ سے سنی ہوگی۔ مگر اسکے مضمون کی آپکو کبھی ایسی تصدیق نہ ہوئی ہوگی جیسی اس دفعہ کی اشاعت کے ملاحظہ سے ہوگی۔ حضرات! بیشک اس دفعہ اشاعۃ السنۃ نے معمولی توقف سے زیادہ توقف کیا (جسکے اسباب راقم کو اس عرصہ میں دو سفر پورب تا رحیم آباد۔ چار سفر دہلی۔ ایک سفر میرٹھ۔ ایک سفر سملہ اور متعدد اسفار اطراف لاہور جو اکثر قومی خدمت کیلیے تھے۔ اور متعدد مباحثات کادیانیاں۔ اور لحوق امراض بکار کنان مطبع وغیرہ ہوئی) مگر [illegible] اور قومی خدمات نتیجہ سفر سملہ و میرٹھ وغیرہ کے علاوہ کادیانی کے مذہب جدید کی بیخ کنی کرنے اور کادیانی کی اصلی حقیقت کھولنے اور عام مسلمانان پنجاب و ہندوستان کو اسکے فتنہ سے بچانیکا کام اس نے ایسا کیا ہے کہ آئیندہ اسکی چنداں ضرورت نہیں رہی اسنے اس جلد کی آٹھ نمبروں میں اور جلد یازدہم کے آٹھ نمبروں میں مطالب ذیل کو اسکی کلام و تصانیف سے اس زور کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ کوئی صاحب فہم و اہل انصاف انکی ملاحظہ کے بعد اسکے دام تزویر میں مبتلا نہو گا انشاء اللہ تعالے۔

اول کادیانی پکا نیچری ہے۔ اور جو بات اسنے اسوقت تک کہی ہے اسمیں سرسید کی شاگردی کی ہے۔ وہ بات بعینہا اسکا اصل اصول سرسید کی کلام میں موجود ہے۔ **دوم** جھوٹ بولنے میں وہ ایسا دلیر ہے۔ کہ جھوٹی آیت بنا لیتا ہے جھوٹی حدیث وضع کر لیتا ہے علماء اسلام پر افترا کر کے جھوٹے اقوال نقل کرتا ہے۔ اور کتابوں کے جھوٹے حوالے دیتا ہے لہذا اسکی کسی نقل و مقال پر مسلمانوں کو اعتماد کرنا حلال نہیں۔ **سوم** تاویل کی پردہ اور آڑ میں جھوٹ بولنے اور مغالطہ دہی میں تو وہ ایسا یکتا ہے۔ کہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اسکا کوئی قول کوئی مضمون اس مغالطہ سے خالی نہیں۔ لہذا کسی کم علم مسلمان کو حلال نہیں ہے۔ کہ اسکی کلام میں نظر کرے۔ جبتک کہ اسکے ساتھ ہمارے تعقبات کو نہ دیکھے۔ **چہارم** روحانیت اور فقیری و صفائی باطن سے تو اسکو کچھہ مس و تعلق نہیں ہے۔ وہ محض کور باطن ہے۔ اور جو دعوی الہامات و بشارات و اکتشاف مغیبات و نمایش آسمانی نشانات اسنے پیشین گوئیوں کا وہ کرتا ہے۔ وہ محض کذب و مغالطہ ہے۔ اسنے کوئی نشان آسمانی آجتک نہیں دکھایا اور نہ آئیندہ دکھا سکتا ہے۔ اور اسکی کوئی پیشینگوئی الہامی نہیں اور نہ وہ خود الہامی ہو سکتا ہے۔ **پنجم**۔ اسکا

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ (اسلامیہ پریس لاہور میں طبع ہوا) بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب

ایک قول دوسرے کا مکذب ہے۔ اور ایک کلام دوسرے کا معارض۔ اس اندرونی دلیل کی شہادت سے بھی وہ اس لائق ہے کہ اسکی کسی تصنیف کو کوئی مسلمان نہ دیکھے۔ اور اسکی کسی بات کو کوئی نہ سنے۔ جبتک ہماری کلام کو نہ دیکھے یا نہ سنے۔

ششتم اسکے ہر ایک قولی و عملی و رکارروائی کا اصل اصول دنیا طلبی و زرکشی ہے۔ اس پر یہ بات ہے کہ زرے طلبی و اخلاص للہیت نفع رسانی قوم و نصرت اسلام سے اسکو کوئی تعلق نہیں ہے **ہفتم** وہ اصول و فروع اسلام کو (عیاذاً باللہ) مٹانا چاہتا ہے۔ اور ایک نیا دین و مذہب قائم کرنا چاہتا ہے **ہشتم** وہ منجملہ ان تیس دجالوں کے جن کی خبر حدیث میں آئی ہے ایک دجال ہے **نہم** وہ علوم و مسائل اسلام سے محض بے خبر ہے۔ گویا اُمّی ہے و علیٰ ہذا القیاس۔ ان مطالب کا کامل ثبوت ان پرچوں میں ناظرین دیکھینگے۔ اور اس سے پہلے کادیانی کی مزخرفات و رباطل خیالات و مقالات کا سابق اثر اکثر بلاد پنجاب و بعض بلاد ہندوستان میں پھیلا ہوا دیکھکر انکے رد و ازالہ کی ضرورت کو مانتے ہوئے ہونگے تو وہ ضرور ان نمبروں کو ملاحظہ فرماکر اس شکل کی تصدیق اور ہمارے خیال کی پوری تائید کرینگے۔ اور اس قسم کی نظموں و تقریظوں سے جو پچھلی اشاعت کے صفحہ ۱۱۲ میں درج ہیں اپنی تصدیق و تائید کا اظہار فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ **اس مقام میں** یہہ غرض کرنا بھی ہمارا منصبی (مہتممی) فرض ہے کہ جو صاحب معاون اشاعۃ السنۃ کی اس خدمت کو ایسا سمجھیں وہ اسکا عوض خدمت چندہ حسب قاعدہ اگست ۱۸۹۲ء تک (جہانتک کا پرچہ انکو اب وصول ہوگا) خود بخود ارسال فرماویں اور اس امر کی نوبت نہ آنے دیں کہ ہم بذریعہ خطوط بیرنگ پیڈ و رجسٹرڈ انکو مطالبہ کی تکلیف دیں یا آئندہ پرچہ میں ایک فہرست باقیات شائع کرنے پر مجبور ہوں ہم پیشگی نہیں مانگتے اور نہ ان لوگوں سے مطالبہ کرتے ہیں جو ہماری اس خدمت کو بجا خدمت نہ سمجھیں۔ صرف واجب الادا طلب کرتے ہیں اور خاص انہی لوگوں سے جو اس خدمت کے معترف ہوں۔

بقیہ مباحثہ لودہانہ

تمہید ضروری

مباحثہ کو شروع کرنیسے پہلے تین امر واجب العرض ہیں اور ناظرین کی توجہ بھی ان امور کی طرف ازبس ضروری ہے۔

امر اول اگر کسیکو یہہ خیال و سوال پیدا ہو۔ کہ یہہ مباحثہ ۱۸۹۱ء میں ہوا۔ اسکا بقیہ اب ۱۸۹۳ء میں کس غرض سے شائع کیا جاتا ہے؟ اور کس غرض سے اسکو ناظرین دیکھیں اور یہ کہ تقویم پارینہ نآید بکار۔ پر عمل کرکے اسکی خریداری سے انکار کیوں نہ کریں یا اگر کسی لحاظ سے خریدیں تو پھر اسکو ذخیرہ ردیات میں کیوں نہ ڈالدیں تو ان سوالوں کا جواب یہہ ہے۔ کہ کسی واقعہ کا حال یا کسی قصہ یا کہانی کے طور پر دیکھا یا سنا جائے تو بیشک و بلا ریب تازہ بتازہ ہی مزہ دیتا اور حظ دکھاتا ہے۔ اور مدت گذرنے کے بعد وہ تقویم پارینہ کا مصداق ہو جاتا ہے لہذا جو شخص اشاعۃ السنۃ کی مباحثات و تحریرات کو اسی نظر و غرض و اصول سے خرید کرتا اور دیکھتا ہے اسکے لیے ۱۸۹۱ء کے مباحثہ کا ۱۸۹۳ء میں مفت دیکھنا بھی عبث اور فضول سمجھا ہے۔ چاہیئے کہ خرید کرنا اور کسی واقعہ کا دیکھنا سننا عبرت کی نگاہ سے ہو۔ اور اس سے نتائج و فوائد نکالنے کا خیال اور قصد ہو تو کوئی واقعہ عبرت خیز فوائد و نتائج انگیز کبھی پرانا نہیں ہوتا۔ اور تقویم پارینہ کا مصداق نہیں بنتا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بیان کرنیوالا اسکے نتائج و فوائد پر لوگوں کو خود آگاہ کرے۔ اسی اصول پر ہزار ہا برس کے وقعات شود۔ عاد۔ سکندر۔ جمشید وغیرہ کی پرانی کتابوں میں درج ہوتے ہیں اور آئے دن مجلسوں میں پڑھے جاتے ہیں اور ان کو لوگ بڑی مسرت اور توجہ سے سنتے ہیں۔ اشاعۃ السنۃ کے مضامین اور

مباحثات بھی اسی قسم سے ہیں اور انکو بیان کے ساتھ انکے نتائج و فوائد پر بھی ناظرین کو آگاہ کر دیا جاتا ہے موجودہ مضمون مباحثہ لدہانہ کو
دیکھو اس سے کتنے نتائج و فوائد ظاہر کئے گئے ہیں لہذا یہ مضامین ایسے نہیں ہیں کہ وقت گزرنے کے بعد تقویم پارینہ کے مصداق بنجاویں بلکہ وہ اس
لائق ہیں اگر ایک ایک واقعہ کو سو سو بار جدید فوائد و نتائج کے ساتھ بیان کیا جاوے تو ناظرین اسکو دلچسپی سے پڑہیں اور مضمون شعر ذیل کے
مطابق اسکے اعادہ کی درخواست کریں **شعر** اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ + هو المسک ما کررته یتضوع + یہی وجہ ہے کہ
اشاعۃ السنہ کے مباحثات پیشین کی لوگ اب تک شائق ہیں اول درجہ کی قیمت بارہ روپیہ سالانہ دیکر خرید کرتے ہیں ایسا ہی اسکے اور پچھلے مباحثات
اور مضامین کو بڑے شوق سے لوگ خریدتے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ **اشاعۃ السنہ** کوئی معمولی اخبار نہیں ہے یہ ایک مذہبی کتاب ہے
اور اسکے مضامین اور مباحثات اسلامی اصول اور مذہبی مسائل کا مخزن ہیں اسی وجہ سے یہ رسالہ ہر سال رواں ہے تو ادنی قیمت بیس روپیہ
سالانہ پر بھی دیا جاتا ہے مگر سال گذرنے کے بعد وہ بہ اول درجہ کی قیمت پاتا ہے بخلاف معمولی اخبار و کتب کے انمیں جو اخبار سال رواں
میں بارہ روپیہ سالانہ کو دیتے جاتے ہیں وہ سال گذرنے پر ایک روپیہ کو بھی ملجاتے ہیں یہ بات ان لوگوں کو جتائی گئی ہے جنہوں نے اشاعۃ السنہ کو
نہیں دیکھا اور انہی سے ان سوالوں کے صدور کا اندیشہ ہے۔ اور جو صاحب اشاعۃ السنہ کے پرانے ناظرین و خریدار ہیں انکے سامنے یہ کیفیت بیان کرنیکی
ضرورت نہیں ہے۔ انکی بحکم "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" اشاعۃ السنہ اپنا حال خود بتا رہا ہے۔ **امر دوم** ان نمبروں میں
کادیانی اور اسکے اتباع کے خطاب میں کسقدر سختی (اگر واجبی) سے کلام لیا گیا ہے۔ شاید یہ امر ان لوگوں کو پسند نہو۔ جو صلح کل کہلاتے ہیں
یا نئی روشنی نئی تہذیب کی جھلک رکھتے ہیں لیکن اگر وہ ہماری تحریرات متعلقہ کادیانی کی غرض و اصول کو غور و تامل سے ملاحظہ فرمائیں گے
اور اسلامی ہدایت واغلظ علیہم ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ وغیرہ وغیرہ کو نظر سے دیکھیں گے تو اس سختی پر معترض
نہونگے ہماری غرض حسب ہدایت آیات مذکورہ یہ ہے کہ کادیانی کے عقائد و مقالات مخترعہ سے (جو باتفاق علماء پنجاب و ہندوستان
کفر و ضلالت قرار دئیے گئے ہیں اور ان عقائد و مقالات کی پیروی سے عوام و بعض ناواقف خواص کے مرتد ہو جانیکا اندیشہ ہے) ان عوام و خواص کو نفرت
دلائیں اور اس تنفیر کے ذریعہ انکو کفر و ضلالت سے بچائیں۔ اس غرض کو پورا کرنے اور اس ہدایت کی تعمیل کیلئے ہمکو الفاظ کفر و کافر و کذب
و کذاب جاہلیت و دجال کا استعمال کرنا ناگزیر ہے۔ اور ہمیں ان الفاظ کو کادیانی کے عقائد باطلہ کی نسبت صرف الفاظ غلط یا غیر صحیح
یا خطا کا استعمال کرنا کافی نہیں ہے۔ ہمارے صلح پسند ناظرین اور مہذب ناصحین عوام و خواص کو کفر و ضلالت سے روکنے کیلئے ہمارے الفاظ
کے سوا اور الفاظ کو کافی سمجھتے ہیں تو ہمکو ان الفاظ سے با دلیل آگاہ کریں ہم آئندہ انہیں الفاظ سے ان لوگوں کو مخاطب کیا کریں گے جو لوگ
کادیانی کے معتقد یا حامی ہو کر ہم پر سختی کا اعتراض کرتے ہیں۔ انکی خدمت میں یہ عرض ہے کہ وہ حضرات پہلے کادیانی کی کلام کو غور و انصاف
سے ملاحظہ کریں اسمیں اگر ہمارے مستعملہ الفاظ سے نو حصہ زیادہ سخت الفاظ ہوں تو ہمکو اسکے دسویں حصہ کے استعمال میں معذور رکھیں
کادیانی تو مدعی روحانیت و نبوت اور ولایت عظمےٰ ہے وہ اس قسم کے الفاظ دس گونہ استعمال کر چکا ہے۔ تو پھر ہم لوگ علماء ظاہر کیلئے ان کے
دسواں حصہ کا استعمال کیوں روا نرکھیں گے۔ ع محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را + ان حضرات کو کادیانی کی کلام میں اس قسم کے الفاظ مستعمل
ہونے سے انکار ہو تو وہ ہماری کلام میں جس لفظ کو زیادہ سخت سمجھیں اسکی نشان دہی کریں ہم اس لفظ کا کادیانی کی کلام میں اپنی کلام کی
نسبت دس گونہ زیادہ مستعمل ہونا ثابت کر دکھائیں گے۔ پہر وہ حضرات کادیانی کے ازالہ کے صفحہ ۱۲ سے صفحہ ۲۳ تک ملاحظہ کریں جسمیں یہ
ثابت کیا گیا ہے کہ واقعی امر کا نیک نیتی سے اظہار سخت گوئی خلاف تہذیب نہیں ہے۔ اس مقام میں ازالہ کے چند فقرات نقل کئے جاتے ہیں

پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے
مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جلشانہ اور اسکے رسول کریم کی بے ادبی کی اور پر دشنام تالیفات شایع کر دیں ++ **اما الجواب** +++
بڑے دہوکہ کی بات یہہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا
نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو در اصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اسکی کسیقدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی
کو لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام ہی تصور کر لیتے ہیں حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اُس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی
کی غرض سے استعمال کیا جائے اور اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اسکی مرارت و تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے
ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلت اور بت پرستوں کی حقارت اور انکے بارے میں لعنت
ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کئے گئے ہیں یہ ہرگز ایسے نہیں ہیں جنکے سبب سے بت پرستوں کے دل خوش ہوئے ہوں بلکہ بلاشبہ
ان الفاظ نے انکے غصہ کی حالت کی بہت تحریک کی ہوگی کیا خدا تعالی کا کفار مکہ کو مخاطب کر کے یہہ فرمانا کہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم معترض کے
من گھڑت قاعدہ کے موافق گالی میں داخل نہیں ہے کیا خدا تعالی کا قرآن شریف میں کفار کو شر البریہ قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے
انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کی رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا کیا خدا تعالی نے قرآن شریف میں واغلظ علیہم
نہیں فرمایا۔ کیا مومنوں کی علامات میں اشداء علی الکفار نہیں رکھا گیا۔ کیا حضرت مسیح کا یہودیوں کے معزز فقیہوں اور فریسیوں کو
سور اور کتے کہنا اور گلیل کے عالی مرتبہ فرمان روا ہیرودیس کا لومڑی نام رکھنا اور معزز شرارہ کاہنوں اور فقیہوں کو کنجریوں [illegible] بازاروں میں کسبی نشین
ساتھ مثال دینا اور یہودیوں کے بزرگ مقتداؤں [illegible]
تھے ان کو بہت اور نہایت دل آزار اور خلاف تہذیب لفظوں سے یاد کرنا۔ کہ تم حرامزادے ہو اور حرامکار ہو شریر ہو۔ بدذات ہو بے ایمان ہو احمق ہو
ریاکار ہو شیطان ہو جہنمی ہو۔ تم سانپ ہو سانپوں کے بچے ہو۔ کیا یہہ سب الفاظ معترض کی رائے کے موافق فاش اور گندی گالیاں نہیں ہیں۔
اس کے بعد صفحہ ۳۶ تک قرآن اور انجیل کے سخت الفاظ کی تفصیل کر کے یہہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ وہ سخت
گوئی اور گالیاں نہیں بلکہ حق گوئی ہے۔ **اس کلام** کو دیکھکر کادیانی کے حامی ہمارے ان الفاظ کو جو کادیانی کے حقیقی علماء
پنجاب و ہندوستان کے اتفاق و اجازت سے اور کمال نیک نیتی سے لکھے گئیں ہیں ہرگز سخت گوئی خلاف تہذیب نہ کہینگے
بلکہ سراسر حق گوئی اور مسلمانوں کی خیر خواہی تسلیم کریں گے۔ اور انکے مقابلہ میں کادیانی کے ان الفاظ کو جو ہمارے اور اپنے تمام
مخالفین علماء کے حق میں وہ فیصلہ آسمانی۔ اور *وساوس کادیانی وغیرہ تصانیف میں شایع کر چکا ہے فحش گالیاں قرار دیں گے۔ اور
کادیانی کے اس اصول بیان ازالہ کی حد جو انسے انکو خارج تسلیم کریں گے :۔ **امر سوم** کادیانی نے یہ مباحثہ چھپوایا تو اسکے
اکثر پرچوں کو الٹ پلٹ کر دیا۔ سوال کوئی ہے اور اسکا جواب کوئی اور لگا دیا۔ ناظرین اسکے مطبوعہ مباحثہ کو ہمارے رسالہ سے مقابل
کر کے ملاحظہ میں لائینگے تو اس سے کادیانی کے دجال و کذاب ہونیکا یقین فرمائینگے

تمہید ختم ہوئی اب بقیہ مباحثہ شروع ہوتا ہے

* یہ وہ رسالہ ہے جسکا نام کادیانی نے برطبق مثل مشہور ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ دافع الوساوس رکھا ہے۔
اس سے اسکی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ ناظرین مباحثہ کا پورا مطلب نہ سمجھیں اور اس ذریعہ سے اسکی شکست کا یقین نہ کریں

قضی بالشفعۃ للجار یا یہ کہ صرف خیال و استنباط سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ فرما دیتے کہ آپنے ایسا ارشاد کیا ہے۔

پنجم۔ میری اوس منطوق کے ہوتے وہ مفہوم قابل اعتبار ہے جو آپکے خیال مین ہے۔ و بناءٌ علیہ مین ابن عربی کا مصدق ہون۔ اور آپ اس دعوے مین صادق ہین فقط

ابو سعید محمد حسین ۲۱- جولائی ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ہفتم از جانب کادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

حضرت مولویصاحب پھر کر شکوہ کے طور پر تحریر فرماتے ہین کہ میرے سوال کا اب بھی جواب صاف الفاظ مین نہین دیا اور آپ فرماتے ہین

۵۱- یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کے لئے شفعہ کا حکم دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر کسی ہمسایہ کو شفعہ دلوایا تو اس واقعہ سے راوی حدیث نے یہ فیصلہ اور حکم نکال لیا اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کیا۔ اس نسبت سے یہ ثابت نہین ہوتا۔ کہ اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ لفظ سُنا ہو کہ "ہمسایہ کو شفعہ دلانا چاہیئے"۔ یا اِسکی مانند کوئی اور لفظ۔

۵۲- جو (حقہ ۳۱ نمبر ۱ جلد ۱۱) مین منقول ہے۔

۵۳ (منہ) - یہ تصریح و تکرار کے ساتھ کادیانی کا ہمارے سوال کو سمجھ لینے اور اسکا جواب صاف لفظ مین مطلوب ہونے کا اعتراف ہے۔ مگر اس دلیری و حیا کو دیکھو کہ پھر بھی

کہ صاف الفاظ مین کہنا چاہیے کہ صحیحین کے جملہ احادیث بلا وقفہ و نظر واجب التسلیم اور صحیح نہین ہین بلکہ ان مین موضوع یا غیر صحیح احادیث موجود ہین۔ یا اونکے موجود ہونے کا احتمال ہے۔ اور آپ اُس بات کا جواب مجھسے مانگتے ہین کہ صحیحین کی حدیثین سب کی سب صحیح ہین یا موضوع ہین یا مختلط ہین فقط

اما الجواب بس واضح ہو کہ احادیث کے دو حصّے ہین۔ ایک وہ حصّہ جو سلسلہ تعامل کے پنّہ[عہ] مین کامل طور پر آگیا ہے یعنی وہ حدیثین جنکو تعامل کے محکم

اسنے اس سوال کا جواب صاف الفاظ مین نہین دیا۔ اُسے پرانے گول مول اور شرطی جواب کا کہ "اگر حدیث صحیحین جسپر تعامل نہ پایا گیا ہو موافق قرآن ہوگی تو یقیناً صحیح اور واجب العمل سمجھی جائیگی"۔ اعادہ کیا۔ اور اسکے ثبوت مین بھی ان ہی دلائل سابقہ کا کہ "قرآن معیار ہے۔ حکم ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ اعادہ کر دیا۔ اس جواب کے ۶[*] صفحہ مین ایک بات بھی ایسی نہین کہی جو پہلے جوابون مین نہ کہی ہو۔ تعامل کا ذکر آپکی تحریر نمبر مین ہے۔ باقی باتین موافقت و مخالفت قرآن و قطعیت و ترتیب احادیث کا ذکر اکثر جوابون مین ہے۔

کادیانی کے اتباع اور اسکے طرفدارون پر سخت افسوس و تعجب ہے۔ کہ وہ آنکھین بند کر کے ان جوابون کو صحیح مان رہے ہین اور کادیانی کی چالبازیون کو نہین سمجھتے لِلحق کادیانی کی محبت نے بحکم حبک للشئ یعمی ویصم انکو اندھا کر رکھا ہے۔

۵۔ کادیانی کی تحریر ہشتم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعامل سے اسکی مراد تمام لوگون کا عمل نہین بلکہ احادیث کا متعلق عمل ہونا۔ گو انکے عمل مین لوگون کا خلاف ہو یعنی بعض لوگون کا انپر عمل ہو بعض کا انکے خلاف پر عمل ہو اور اس قید تعامل سے

او ۱ صفحو آئندہ

(باقی صفحہ آئندہ)

---

* - آپ کی قلمی تحریر کے ۶ صفحہ ہین۔ جسکو رسالہ الحق مین ۱ صفحہ مین چھپایا ہے منہ اکابیہ

عہ - ایسا ہی اصل مین ہے شاید مراد اس سے پناہ ہے -

اور قوی لاریب سلسلہ نے قوت دی ہے اور مرتبہ یقین تک پونچا دیا ہے جسمین تمام

ان احادیث کا علیحدہ و مستثنےٰ کرنا اسکو منظور ہے جو واقعات آیندہ اور پیشگوئیون کے متعلق ہین اور انسے عمل کرنا مقصود شارع نہین بلکہ اعتقاد مقصود ہے۔

پرچہ مشتہر صفحہ ۱۱

اس مراد و مقصود کادیانی پر دو الزام قائم ہوتے ہین۔ایک یہ الزام کہ بہر تمام احادیث کو جو عبادات و معاملات وغیرہ امور دین کے متعلق ہین قطعی کہنا اپنی جہالت کا اظہار و اقرار کرنا ہے کیونکہ احادیث متعلقہ اعمال عبادات و معاملات کا اکثر حصہ ظنی ہے نہ قطعی۔اس الزام کی تشریح ہماری تحریر نمبر ۲ مین اور جواب تحریر

[illegible]

دوسرا الزام یہ کہ اس صورت مین احادیث کا وہ بڑا حصہ جو متعلق اعتقاد ہے اور اسمین توحید و صفات خالق و حالات برزخ و قیامت حشر و نشر وغیرہ کی نسبت اعتقاد کی تعلیم ہوئی ہے۔حکم قطعیت سے خارج ہوتا ہے حالانکہ اس حصہ کا خصوصیت کے ساتھ قطعی ہونا ضرور ہے اور احادیث متعلقہ اعمال تو ظنی ہونے کے ساتھ بھی مقبول اور واجب العمل ہین۔اس الزام کی تشریح جواب تحریر ہشتم کادیانی مین ہونگی انشاءاللہ تعالےٰ۔کادیانی اور اسکے اتباع نے جو مولوی کہلاتے ہین (جیسے حکیم نورالدین بہروی جمونی اور مولوی محمد احسن امروہی) احادیث مسیح و دجال کو ظنی و محل تاویل بنانے کے لیے جملہ احادیث متعلقہ اعتقاد کو غیر قطعی اور اپنے ظاہری معانی سے معروف ٹہرا دیا اور علم و مرتبہ اعتقاد کا کچہ لحاظ نہ کیا۔

کادیانی پر تو چندان افسوس نہین کیونکہ وہ تو علوم دینیہ سے محض اُمّی و اجنبی ہے۔حکیم نورالدین و مولوی محمد احسن پر سخت افسوس و تعجب ہے کہ انہون نے کادیانی کی محبت مین اندہے بہرے ہوکر اپنا تہوڑا بہت پڑہا پڑہایا سبہی بہولا دیا۔اور اپنی مولویت کو ڈبو دیا اور علم کو خاک مین ملا دیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ضروریات دین اور عبادات اور عقود اور معاملات اور احکام شرع متین داخل
ہین۔ سو ایسی حدیثین تو بلاشبہ یقین اور کامل ثبوت کی حد تک پہونچ گئی ہین
اور جو کچھہ ان حدیثون کو قوت حاصل ہے وہ قوت فن حدیث کے ذریعہ سے حاصل
نہین ہوئی اور نہ وہ احادیث منقولہ کی ذاتی قوت ہے اور نہ وہ راویون کے وثاقت
اور اعتبار کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے بلکہ وہ قوت ببرکت وطفیل سلسلہ تعامل پیدا ہوئی
ہے۔ سو مین ایسی حدیثون کو جہان تک انکو سلسلہ تعامل سے قوت ملی ہے ایک
مرتبہ یقین تک تسلیم کرتا ہون لیکن دوسرا حصہ حدیثون کا جسکو سلسلہ تعامل سے کچھہ
تعلق اور رشتہ نہین ہے اور صرف راویون کے سہارے سے اور انکی راستگوی کی
اعتبار پر قبول کی گئی ہین انکو مین مرتبہ ظن سے بڑھکر خیال نہین کرتا اور غایت کار
مفید ظن ہوسکتی ہین کیونکہ جس طریق سے وہ حاصل کی گئی ہین وہ یقینی اور قطعی الثبوت

سلہ [illegible] بداہت
دوسرے بمعنے بداہت ضد نظریت۔ مگر یہان اس لفظ کے دو معنی صحیح نہین
ہوسکتے۔ اس کی تشریح ہماری تحریر نمبری ۸ مین ہوچکی ہے اور کچھہ جواب
تحریر ہشتم کادیانی مین ہوگی انشاء اللہ تعالے۔

سہ ۳ و ۲۔ یقین یا ظن سے کس نے سوال کیا ہے؟ - ہمارا سوال تو مطلق صحت یا
عدم صحت سے ہے آپنے قطعی و ظنی کی بحث کو چھیڑ کرنا حق خروج
از بحث کیا جسکی یہ بارہوین دفعہ ہے اور اصلی جواب کو ٹلایا
اور اپنے ناظرین و معتقدین کو اصل بحث
مطلوب بہلاکر دوسری طرف
لیجانا چاہا ہے۔

طریق نہین بلکہ بہت سے آوازش کی جگہ ہے۔ وجہ یہ کہ ان حدیثون کا فی الواقع صحیح اور راست ہونا تمام راویون کی صداقت اور نیک چلنی اور سلامت فہم اور سلامت حافظہ اور تقوٰی طہارت وغیرہ شرائط پر موقوف ہے اور ان تمام امور کا کماحقہ اطمینان کے موافق فیصلہ ہونا اور کامل درجہ کے ثبوت پر جو حکم رویت کا رکھتا ہے پہونچنا حکم محال کا رکھتا ہے اور کسی کو طاقت نہین کہ ایسی حدیثون کی نسبت ایسا ثبوت

---

۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ - ایسا ہی اصل مین آوازش کا لفظ ہے جسکا مطلب در بطن کادیانی ہے شاید اسکی مراد لفظ آویزش ہو۔ آن شروط و اوصاف راوی کے بیان سے آپنے یہ جتایا ہے۔ کہ فن حدیث کے کوچہ مین بہولے سے بہی کبہی آپکا گذر نہین ہوا۔ تقوی کی صفت نیک چلنی و صداقت وغیرہ صفات کی جامع اور اسپر حاوی ہے۔ پہر اس صفت کے ساتھ نیک چلنی و صداقت کو کیون ذکر کیا ہے۔ سلامت فہم کے ظاہری معنے یہی ہین کہ فہم راوی مین غلطی نہ ہو اور اس معنی کی سلامت فہم شرط روایت نہین ہے

یہ امر ہمنے اپنی تحریر ہشتم مین آپکو جتایا یا تو آپنے تحریر ہشتم مین اسکا ایسا جواب دیا کہ وہ عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ چنانچہ اس تحریر کے جواب مین ثابت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالے.

طہارت سے ظاہری مراد وضو و غسل و تیمم وغیرہ ہی ہو سکتا ہے۔ سو کسی کے نزدیک روایت حدیث مین شرط نہین۔ نہ بوقت تحمل حدیث یہ طہارت شرط ہے نہ بوقت ادا و روایت حدیث شرط ہے۔

۶ - جسقدر اطمینان عمل کے لیے بکار ہے وہ تحقیق شروط رواۃ مین حاصل ہو چکی ہے۔ آپ اس کوچہ سے نابلد ہین۔ اسلیئے اسکو محال جانتے ہین۔ ہماری تحریر نمبر ۱۰ مین اسکی تفصیل ہے۔

کامل پیش کر سکے۔ کیا آپ ایسی کسی حدیث کی نسبت حلفاً بیان کر سکتے ہین
کہ اسکے مضمون کی صحت کی نسبت کامل اطمینان اور سکینت مجکو حاصل ہے اگر آپ
حلف اٹھانے پر مستعد بھی ہون تاہم مین خیال کرونگا کہ آپ ایک پورانے خیال
اور عادت سے متاثر ہو کر ایسی جرٔت کرنے پر آمادہ ہو گئے ہین ورنہ آپکو بصیرت کی راہ
سے ہرگز قدرت نہین ہوگی کہ کسی ایسی حدیث کے لفظ لفظ کی صحت قطعی اور یقینی
کی نسبت دلائل شافیہ جو غیر قوم کے لوگ بھی سمجھ سکین پیش کر سکین سو چونکہ واقعی صداقت
یہی ہے۔ کہ جسقدر حدیثین تعامل کے سلسلہ سے فیضیاب ہین وہ حسب استفاضہ اور
بقدر اپنے فیض یابی کے یقین کے درجہ تک پہونچ گئی ہین۔ لیکن باقی حدیثین
ظن کے مرتبہ سے زیادہ نہین غایت کار بعض حدیثین ظن غالب کے مرتبہ پر ہین۔
اس لیے میرا مذہب بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث کی نسبت یہی ہے۔ جو مین نے
بیان کر دیا ہے۔ یعنی مراتب صحت مین یہ تمام حدیثین یکسان نہین ہین بعض بوجہ

ص۱۵ ۔ احادیث صحیحین کی صحت کی نسبت یہ اطمینان لائق عمل حاصل ہے اور اسکے ہر
قسم جائز ہے (ہماری تحریر نمبری ۸ ملاحظہ ہو)۔

ص۲۲ و ۲۳ و ۲۴ ۔ پھر قطعی و ظنی کی بحث کو ناحق آپنے چھیڑا اور خروج از مبحث اختیار کیا جسکی یہ
تیرہوین دفعہ ہے۔ یہان اپنے ظن غالب کو یقین کا مقابل ٹھرایا ہے اور تحریر نمبر ہشتم مین اسکا خلاف کیا

ص۱۵۱ سطر آشیدہ ۔ اس مقام مین آپنے احادیث بخاری و مسلم کی ظنی صحت مانکر ان اہل حدیث کی
آنسوؤن کو پونچھ دیا۔ جو آپکو اہل حدیث سمجھکر آپکے دام مین مبتلا ہین۔
پھر ان احادیث کو مخالف قرآن ہونے کی صورت مین انکو موضوع کہنے پر مستعد ہوکر
اظہار کیا اور آئندہ ترد احادیث صحیحین کے لیے راستہ نکال لیا۔ جو احادیث صحیحین کی
پر آپکا چودہوان حملہ ہے۔ مگر ایک شرط مخالفت قرآن کی آڑ مین جسکے وقوع کو آپنے ا

حملہ دفعہ ۱۳

حملہ ۱۴

تعلق سلسلہ تعامل یقین کی حد تک پہونچ گئے ہین اور بعض بباعث محروم رہنے کے اس تعلق سے ظن کیحالت مین ہین۔ لیکن بہر حالت مین کسی حدیث کو جب تک قرآن کے صریح مخالف نہو موضوع قرار نہین دیسکتا اور مین سچے دل سے اسبات کی شہادت دیتا ہون کہ حدیثون کے پرکھنے کے لیے قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی معیار ہمارے پاس نہین ہر چند محدثین نے اپنے طرق پر روایت کی حالت کو صحت یا غیر صحت حدیث کے لیے معیار مقرر کیا ہے لیکن کبھی اونہون نے دعوی نہین کیا کہ یہ معیار کامل اور قرآن کریم سے مستغنی کرنیوالا ہے۔ اللہ تعالے قرآن کریم مین فرماتا ہے۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا یعنی اگر کوئی فاسق کوئی خبر

ازالہ مین صفحہ ۲۲۴ سے ۲۲۹ تک بیان کر چکے ہین۔ چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۱۷ و ۱۱۹ و ۱۲۵ وغیرہ مین آپ کی عبارات منقول ہین۔

۵- انکا یہ دعویٰ بلحاظ [illegible] کا مصداق ہے وہ کبھی کسی حدیث کو اصول روایت سے صحیح ہو جانے کے بعد امتحان صحت کے لیے قرآن پر عرض نکرتے اور یہ مانتے چلے آئے ہین۔ کہ حدیث بحکم اصول روایت صحیح ہو تو پھر وہ دوسری حدیث صحیح کے مخالف نہین ہوتی۔ چہ جائے کہ مخالف قرآن ہو (ہماری تحریر نمبری ۸ ملاحظہ ہو۔)

۲۱ و ۳۲
صفحہ ۱۶

- اس آیت کو صرف امکان صدور کذب وغیرہ ذنوب کی نظر سے ثقہ وعادل محقق الثقۃ والعدالۃ راویون پر لگانا اور انکو فاسق بنانا اور صدق کو معصوم مین منحصر کرنا اپنے فسق کا اقرار اور چھپے رفض کا اظہار کرنا۔ مسلمان اہلسنت تو ظاہر العدالۃ راوی کی روایت کو راست اور صحیح سمجھتے ہین اور امکان صدور کذب کے لحاظ سے صحیح روایت کی عدم صحت تجویز نہین کرتے۔ اپنی تحریر ہشتم مین قادیانی نے صحیح احادیث کے راویون مین امکان کذب کی جو وجہ بتائی ہے۔ اسکا جواب اس تحریر کی جواب مین اداہوگا

لاوے تو اسکی اچھی طرح تفتیش کرلی جاوے - اور ظاہر ہے - کہ بوجہ اسکے کہ بجز نبی کے اور کوئی معصوم نہیں ہو سکتا اور امکانی طور پر صدور کذب وغیرہ ذنوب کا ہر ایک سے بجز نبی کے ممکن الوقوع ہے - لہٰذا روایت کی حالات صدق وکذب ودیانت وخیانت کے پرکھنے کے لئے بڑی کامل تحقیقات درکار تھی تا ان حدیثوں کو مرتبہ یقین کامل تک پہونچائیں - لیکن وہ تحقیقات میسر نہیں آسکی کیونکہ اگرچہ صحابہ

ص ۳ و ۴ و ۵ - جسقدر کامل تحقیقات صحت احادیث کے لیئے بکار ہے وہ میسر وحاصل ہوچکی ہے - آپ فن حدیث سے جاہل ہونے کے سبب بار بار یقین کامل کا لفظ زبانی وقلم مین لاتے ہین - صحت احادیث کے لئے ظن غالب (جسکے حصول کو آپ مان چکے ہین) کافی ہے -

ص ۶ و ۱ و ۲ صفحہ آیندہ - اس قول مین صحابہ کی حالات کو اور ائمہ حدیث تک احادیث کو پہچاننے والے راویون کی حالات کو آپنے روشن اور یقینی کہا ہے اور ان دو گروہ کے درمیان کی راویون کی حالات کو آپنے غیر یقینی ومشتبہ بتایا ہے - اور یہ ایسا کذب اور خلاف واقع قول ہے جسکی نہ قرارداد محدثین سے موافقت ہو سکتی ہے نہ کادیانی کے اپنے قول واعتقاد سے -

کادیانی کے اپنے قول واعتقاد سے اسکی عدم موافقت کی یہ وجہ ہے کہ وہ اس قول سے دو سطر پہلے یہ کہہ چکا ہے کہ بجز نبی اور کوئی معصوم نہین ہے - اور امکانی طور پر صدور کذب وغیرہ ذنوب ہر ایک سے بجز نبی ممکن الوقوع ہے اور یہی وہ کہہ چکا ہے - کہ امکان کذب قطعیت ویقین کا مخالف ہے پھر اسکا صحابہ اور ائمہ حدیث تک احادیث کو پہچاننے والے راویون کیحالات کو یقینی قرار دینا اپنی سابق قرارداد اعتقاد کے مخالف نہین تو اور کیا ہے اور اگر اس قول کو وقت

کی حالات روشن تھی اور اُن لوگون کی حالات بھی جنہون نے آئمہ حدیث تک حدیثون
کو پہونچا دیا لیکن درمیانی لوگ جنکو نہ صحابہ نے دیکھا تھا اور نہ آئمہ حدیث انکی اصلی حالات

کادیانی نے اُس قول و عتقاد سے رجوع کیا اور اسکو غلط سمجھا ہے. تو پھر جیسے صحابہ
و آئمہ حدیث تک رواۃ کیحالات با وجود امکان صدور کذب وغیرہ ذنوب قطعی و یقینی
ہین ویسے ہی درمیانی لوگون کی حالات باوجود اس امکان کے یقینی ہونی چاہیے - کیونکہ
انکی حالات کی تفصیل و بیان حالات صحابہ و رواۃ آئمہ حدیث سے کم نہین ہین - جسقدر کوئی
صحابہ کی حالات مین تفصیل کرے اسیقدر ہمسے درمیانی راویون کی حالات کی تفصیل سن لے
قرارداد و محدثین سے اس قول کادیانی کی عدم موافقت کی یہ وجہ ہے - کہ محدثین کے نزدیک
جسقدر تفصیل حالات درمیانی راویون کی ہو چکی ہے - اسقدر ان لوگون کی حالات کی تفصیل
نہین ہوئی جو آئمہ حدیث سے پیچھے کے لوگ ہین اور انہون نے آئمہ حدیث تک حدیثون
تک پہونچا دیا ہے - انمین بعض تو ایسے ہین جنکی حالات قلمبند ہی نہین ہوئی
اور انکو اکثر لوگ نہین جانتے اور بعض ایسے ہین جنکی حالات قلمبند ہوئے ہین
مگر وہ بہت تھوڑی تفصیل سے بیان ہوئی ہین -

ہم ان لوگون مین سے جنہون نے اپنی تصانیف کے ذریعہ سے آئمہ حدیث تک
حدیثون کو پہچا دیا ہے صرف ایک شخص مؤلف مشکوۃ کے حالات اور اُن لوگون
مین سے جو کتب حدیث کو آئمہ حدیث سے بطور سند روایت کرتے چلے آئے ہین
چند راویون کیحالات کادیانی اور اوسکے حواریون سے پوچھنا اور سننا چاہتے ہین -
اگر کادیانی اور اوس کے تمام اعوان و انصار جو اہلحدیث کہلاتے ہین ان لوگون
کی حالات آئمہ حدیث اور صحابہ کے درمیانی راویون کیحالات کا عشر عشیر بھی بیان
کرین تو ہمسے ہماری حیثیت کے موافق جسقدر چاہین انعام لین - اور اگر وہ نہ

سے پوری اور یقینی طور پر واقف تھے اُنکو صادق یا کاذب ہونیکی حالات یقینی اور قطعی طور پر

حالات اسقدر نہ بتا سکین تو اس بات کو تسلیم کرین کہ کادیانی نے انکی حالات کے علم و تفصیل کی نسبت جو دعویٰ کیا ہے وہ محض کذب ہے اور بے خبری و جہالت پر مبنی ہے۔ اور ان لوگون کی بیان حالات کو درمیانی راویون کے بیان حالات سے وہ نسبت بھی نہیں جو ایک کو سنٔو سے ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ محدثین کے نزدیک نقل و صحت روایت کا مدار آئمہ حدیث اور انکے مشہورہ تصانیف ہین جنکے اوپر کے راویون کی حالات ایسی تفصیل و وضاحت سے معلوم ہو چکی ہین کہ گویا وہ چشم دید حالات ہین۔ اور آئمہ حدیث سے نیچے کے راویون کی حالات کی نظر سے تصحیح احادیث ممکن نہین ہے اور اسوقت سلسلہ اسناد صرف تبرک کے طور پر ہے [illegible] تصحیح روایات کی غرض سے جو [illegible] سے اوپر کے اسناد سے مقصود تھا۔

امام ابن الصلاح (جو ساتوین صدی مین گزر چکے ہین) اپنی کتاب علوم الحدیث مین فرماتے ہین۔ اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرها حدیثا صحیح الاسناد ولم نجده فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحته فی شئی من مصنفات ائمة الحدیث المعتمدة المشهورة فانا لانتجاسر علی الجزم بصحته فقد تعذر فی هذه الاعصار الاستقلال بادراك الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید لانه من اسناد من ذلك الا وتجد فی رجاله من اعتمد فی روایته علی ما فی کتابه عریا عما یشترط فی الصحیح من الحفظ والضبط والاتقان فآل الامر اذا فی معرفة الصحیح والحسن الی الاعتماد علی ما نص علیه ائمة الحدیث فی تصانیفهم المعتمدة التی یومن فیها لشهرتها من التغییر والتحریف وصار معظم المقصود بما یتداول

کیونکر معلوم ہوسکتے ہین

من الاسانید خارجاعن ذلک ابقاء سلسلة الاسناد التی خصت بها هذه الامة زادها الله شرفا" اس عبارت کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو عبارت آیندہ کا ترجمہ ہے۔

اور طیبی شارح مشکوٰۃ (جو آٹھوین صدی مین ہوئے ہین) شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ مین جو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے ابتدا مین سید شریف جرجانی کے نام سے ملحق ہے۔ فرماتے ہین۔

"اعرض الناس فی هذه الاعصار عن مجموع الشروط المذکورة واکتفوا من عدالة الراوی بان یکون مستورا ومن ضبطه بوجود سماعه مثبتا بخط موثوق به وبروایته من اصل موافق لاصل شیخه وذلک لان الحدیث الصحیح والحسن وغیرها قد جمعت فی کتب الائمة فلا یذهب شئ منه عن جمیعهم والقصد بالسماع ابقاء السلسلة فی الاسناد المخصوص بهذه الامة"

ان زمانون مین محدثین نے جملہ شروط مذکورہ سے مُنہ پھیر لیا ہے۔ اور راوی کے عدالت کی جگہ اس امر کو کافی سمجھا ہے۔ کہ وہ مستور الحال ہو یعنی اسکا کوئی عیب معلوم نہو۔ اور اسکی ضبط حدیث سے اسقدر پر اکتفا کیا ہے کہ اسکی روایت ایسے دستخطون سے لکھی ہوئی ہو جسپر اسکا اعتماد ہو۔ اور وہ روایت شیخ کے مطابق ہو۔ یہ اسلیے ہوا۔ کہ احادیث صحیح اور حسن وغیرہ کتب حدیث مین جمع ہو چکی ہین اس سے کوئی حدیث فوت نہین ہوتی اور اسوقت روایت سننے سے مقصود صرف سلسلۂ اسناد کو باقی رکھنا ہے۔ جو

سو ہر ایک منصف اور ایماندار کو یہی مذہب اور عقیدہ رکہنا پڑتا ہے کہ بغیر ان حدیثون کی جو آفتاب تعامل سے منور ہوتی چلی آئی ہین باقی تمام حدیثین کسی قدر

اس امت کا خاصہ ہے یعنی اسوقت اسناد اور حالات راویون کی نظر سے تصحیح احادیث ممکن نہین ہے۔

اور اگر ائمہ حدیث پیچھے کے راویون کی حالات اونکے صحابہ کے درمیانی راویون کی نسبت زیادہ مفصل و مبین ہوتی تو محدثین پچھلے زمانون مین اسناد کی نظر سے تصحیح حدیث کے دروازہ کو بند نکرتے بلکہ پہلے زمانہ کی نسبت اسکو اور فراخ کرتے ہین اور آسان قرار دیتے۔ حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہوا۔ امام ابن الصلاح کے قول سے امام نووی وغیرہ نے خلاف کیا ہے تو صرف اس امر مین کیا ہے کہ پچھلے زمانون مین بہی تصحیح احادیث بنظر اسانید صاحب بصیرت واہلیت کے لیے ممکن ہے یہ کسینے نہین کہا کہ پہلے یا درمیانی زمانون کی نسبت پچھلے زمانون مین راویون کی حالات زیادہ مفصل و مشرح ہو چکی ہے اسلیے ان زمانون مین تصحیح احادیث بنظر اسناد آسان ہے۔

اس بیان سے ثابت ہو۔ کہ کادیانی نے جو اس قول مین دعوی کیا ہے وہ محض کذب ہے نہ قرارداد محدثین سے اسکی موافقت ہو سکتی ہے۔ نہ کادیانی کے اپنے قرارداد و اعتقاد سے۔

قول ۲۰ - تمہارا ہی ایمان یہ گواہی دیتا ہوگا۔ کہ صحیحین کی حدیثین تاریکی مین ہین مسلمانان اہلسنت کا ایمان تو یہ فتوے دیتا ہے کہ صحیحین کی جملہ احادیث تاریکی منافی ہمت سے باہر ہین - عبارات فقہا و محدثین ہماری

تحریر نمبر ۹ مین

ملاحظہ ہون -

تاریکی سے باہر نہین اور انکی اصلی حالت بیان کرنے کے وقت ایک متقی کی یہ
شان نہین ہونی چاہیے کہ جیسے متواتر یا قطعی الثبوت خبر ان کیطرح انکی نسبت صحت
کا دعوے کرے بلکہ گمان صحت رکھکر واللہ اعلم کہدیوے - اور جو شخص ان حدیثون

اور ۲ و ۳ (شروع ۲ صفحہ آیندہ) - ان الفاظ سے آپنے اپنے جھوٹھ کو کسیقدر راستی کا لباس پہنانا اور اس دہوکہ
سے ملمع سے ناواقف مسلمانون کو دام مین لانا چاہا ہے - انکو بظاہر یہ کہا ہے -
کہ جسقدر روشنی و یقینی ثبوت و صحت تام کا دعوی قرآن کی نسبت ہو سکتا ہے
اوسقدر احادیث صحیحین کی نسبت نہین ہو سکتا اور اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے
کہ صحیحین کی صحت مشتبہ و شکی ہے - اور یہ سراسر دہوکہ و مغالطہ ہے -
صحت و ثبوت کا مرتبہ صرف ایک ہی نہین ہے جو قرآن کو حاصل ہے تاکہ
احادیث صحیحین مین اس مرتبہ کے مفقود ہونے سے انکی صحت مین شکی و اشتباہ
لازم آوے - بلکہ قرآن سے اتر کر صحت و ثبوت کے مرتبہ سات اور ہین جنمین
اعلی و ارفع مرتبہ صحیحین کے متفق علیہ احادیث کو حاصل ہے اور باقی چھہ مراتب
اور احادیث کو حاصل ہین -

طیبی نے شرح مشکوٰۃ مین کہا ہے و تتفاوت درجات
الصحیح بحسب قوۃ شروطہ وضعفها واول من صنف فی
الصحیح المجرد الامام البخاری ثم مسلم وکتاباهما اصح الکتب بعد
کتاب اللہ العزیز ++ واعلی اقسام الصحیح ما اتفقا علیہ ثم
ما انفرد بہ البخاری ثم ما انفرد بہ مسلم ثم ما کان علی شرطهما ولم
یخرجاہ ثم علی شرط البخاری - ثم علی شرط مسلم ثم ما صححہ
غیرهما من الائمة فهذہ سبعة اقسام "ایسا ہی شرح نخبۃ الفکر وغیرہ مین ہے"

:: اسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ درجات صحیح قوت شروط کی نظر سے متفاوت ہین سب سے اعلی قسم بخاری مسلم کی اتفاقی حدیث ہے ۲ وہ جسکو صرف بخاری لایا ہے ۳ وہ جسکو مسلم لایا ہے ۴ وہ جو دونون کی شرط پر ہو گو انکی کتاب مین نہین ۵ وہ جو صرف بخاری کی شرط پر ہے ۶ وہ جو مسلم کی شرط پر ہو ۷ وہ جسکو کسی اور نے صحیح کہا ہے -

کی نسبت واللہ اعلم بالصواب نہین کہتا اور احاطہ تام کا دعوی کرتا ہے وہ بلا شبہ جھوٹا ہے۔ خداوند کریم ہرگز پسند نہین کرتا کہ انسان علم تام سے پہلی علم تام کا دعوی کری اسی قدر دعوی کرنا چاہیے جسقدر علم حاصل ہو۔ پہر زیادہ اس سے اگر کوئی سوال کری تو لا علم کہدے

حملہ پندرھوان

کادیانی نے غضب کیا اور ناواقف مسلمانون کو سخت دہوکہ دیا ہے۔ کہ ان سب مراتب ہفتگانہ صحت سے آنکھ بند کر کے صحت وثبوت کا ایک ہی مرتبہ (جو قرآن کو حاصل ہے) مقرر کیا۔ اور احادیث صحیحین کو اس مرتبہ سے خارج کر کے اس سے انکی صحت کا شکی ومشتبہ ہونا نکال لیا۔ اور صحیحین پر یہ پندرہوان حملہ کیا۔ اور طرفہ یہ کہ اپنی تحریر نمبر ۹ مین کادیانی نے اسکا خلاف کیا اور جملہ احادیث متعلقہ عمل کو (جنمین احادیث محل اختلاف مثل حدیث رفع یدین وغیرہ کو بہی اسنے داخل وشامل کر لیا ہے) علی اختلاف المراتب قطعی صحیح اور واجب العمل تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ عنقریب ناظرین کو اسکی تحریر سے معلوم ہوگا۔

مگر اسوقت اس دجال کو بحکم "دروغ گورا حافظہ نباشد" یہ خیال نہ ایا اور یاد نرہا کہ مینے تو قطعی صحت کا مرتبہ ایک ہی قرار دیا ہوا ہے جو قرآن کو حاصل ہے۔ پہر مین ان احادیث کی قطعی صحت علی اختلاف المراتب کیون تسلیم کرتا ہون۔

یا یہ کہ وہ دیدہ دانستہ لوگون کو دہوکہ دیتا ہے جس بات سے کوئی دام مین آوے اس سے اسکو دام مین لاتا ہے اور ہمین اختلاف اپنے اقوال کا بہی کچہہ لحاظ نہین کرتا۔ اور یہ سمجہ رہا ہے کہ جو قول کسیکی نظر مین پڑیگا وہ اسکے دام مین آئیگا۔ دوسرا دوسرے قول کے دام مین۔ یہی لوگ سبہی اقوال کو کہان دیکہتے ہین کہ اختلاف وتعارض کا اعتراض کرینگے۔

بالصواب کہدینا چاہیے۔ سو مین آپکی خدمت مین کہول کر گذارش کرتا ہون کہ مین حصہ دوم حدیثون کی نسبت خواہ وہ حدیثین بخاری کی ہین یا مسلم کی ہین ہر گز نہین کہہ سکتا کہ وہ میرے نزدیک قطعی الثبوت ہین۔ اگر مین ایسا کہون تو خدا تعالے کو کیا جواب دون۔ ہان اگر کوئی ایسی حدیث قرآن کریم سے مخالف نہو تو پہر مین اسکی صحت کاملہ کی نسبت قائل ہو جاؤنگا۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ قرآن کریم کو کیون محک صحت احادیث ٹھہراتے ہو۔ اسکا جواب مین بار بار یہی دونگا کہ قرآن کریم مہیمن اور امام اور میزان اور قول فصل اور ہادی ہے۔ اگر اسکو محک نہ ٹھہراؤن تو اور کسکو ٹھہراؤن۔ کیا ہمین قرآن کریم کے اس مرتبہ پر ایمان نہین لانا چاہیے جو مرتبہ وہ خود اپنی لئے قرار دیتا ہے دیکھنا چاہیے کہ وہ صاف الفاظ مین بیان فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ کیا اس حبل سے حدیثین مراد ہین۔ پہر جس حالت مین وہ اس

سطر ۲۰ اور ۲۱۔ قطعی ہونے سے سوال نہ تھا اور نہ جواب مین اس سے تعرض کی ضرورت تہی آپ اس قطعیت کے ذکر و تعرض سے بار بار خروج از بحث کرتے ہین جسکی یہ چودہوین دفعہ ہے۔

سطر ۲۲۔ یہ قول صاف مشعر ہے کہ اگر کوئی حدیث صحیحین آپکو مخالف قرآن معلوم ہوگی۔ (جیسی احادیث متعلقہ حضرت مسیح و دجال ہین جنکو آپ ازالہ کے صفحہ ۲۲۴ وغیرہ مین اور تحریر نمبر ۲ مین مخالف قرار دے چکے ہین) تو اسکو موضوع کہنے کے لیے آپ مستعد و تیار ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر آپکا سولہوان حملہ ہے۔

سطر ۲۴ و ۲۵۔ اس پرچہ مین ہمنے یہ سوال کہین نہین کیا۔ اور جو جواب آپنے دیا ہے وہ بہی کوئی نیا جواب نہین ہمین پچہلی ہی باتون کا اعادہ ہے چنانچہ اس جواب مین آپنے خود اعتراف کیا ہے کہ مین بار بار یہی جواب دونگا۔ یہ ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہے جو صفحہ ۱۱۸ مین ہم کر آئین ہین۔

سطر ۲۶۔ احادیث صحیحہ مسلم الصحت قرآن سے جدا اور اسکے مخالف نہین تو وہ بہی حبل اللہ مین داخل

خروج دفعہ ۱۴

حملہ ۱۶

حبل سے پنجہ مارنے کے لیے تاکید شدید فرماتا ہے تو کیا اسکے یہ معنی نہین۔ کہ ہم ہر ایک اختلاف کے وقت قرآن کریم کیطرف رجوع کرین اور پھر فرماتا ہے۔ ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکاً ونحشره یوم القیامة اعمیٰ یعنی جو شخص میرے فرمودہ سے اعراض کرے اور اسکی مخالف کیطرف مائل ہو تو اسکے لیے تنگ معیشت ہے یعنی وہ حقائق اور معارف سے بے نصیب ہے اور قیامت کو اندہا اٹھایا جائیگا۔ اب ہم اگر ایک حدیث کو صریح قرآن کریم کے مخالف پائین اور پھر مخالفت کی حالت مین ہی اسکو مان لین اور اس مخالف کچھ بھی پروا نکرین تو گویا اسبات پر راضی ہوگئے کہ معارف حقہ سے بے نصیب ہین اور قیامت کو اندھے اوٹھائے جائین پھر ایک جگہ فرماتا ہے فاستمسك بالذی اوحی الیك انه لذكر لك ولقومك یعنی قرآن کو ہر ایک امر مین دستاویز پکڑو تم سب کا اسی مین شرف ہے۔ کہ قرآن کو دستاویز پکڑو اور اسی کو [illegible] ہم بمخالفت قرآن اور حدیث وقت مین قرآن کو دستاویز نہ پکڑین تو گویا ہماری یہ مرضی ہوگی کہ جس شرف کا ہمکو وعدہ دیا گیا ہے۔ اس شرف سے محروم رہین۔ اور یہ فرماتا ہے ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین۔ یعنی جو شخص قرآن کریم سے اعراض کرے

ف ۱و۲ - حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی تو پھر رجوع بحدیث رجوع بقرآن ہے نہ اعراض از قرآن۔

ف ۳و۴ - حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین بلکہ موافق اور اسکے اجمال کی مبیّن ہوتی ہے۔ تو دست آویز حدیث عین دست آویز قرآن ہے اور عین شرف جس کا اس آیت مین ذکر ہے۔

ف ۵و۱ - حواشی نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ صفحہ ہذا۔ و نمبر ۶ و ۷ صفحہ سابق ملاحظہ ہون۔
صفحہ آئندہ

اور جو چیز اسکی صریح مخالف ہے اُسکی طرف مائل ہو۔ ہم اپر شیطان مسلط کر دیتے
ہین۔ کہ ہر وقت اس کے دلمین وساوس ڈالتا ہے۔ اور حق سے اسکو پھیرتا ہے۔
اور نابینائی اُسکی نظر مین آراستہ کرتا ہے۔ اور ایک دم اُس سے جدا نہین ہوتا۔
اب اگر ہم کسی ایسی حدیث کو قبول کرلین جو صریح قرآن کے مخالف ہے تو گویا
ہم چاہتے ہین کہ شیطان ہمارا دن رات کا رفیق ہوجائے اور اپنے وساوس
مین ہمین گرفتار کرے اور ہم پر نابینائی طاری ہو۔ اور ہم حق سے بے نصیب
رہ جائین۔ اور یہ فرماتا ہے اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ یعنی ذالك
الكتاب متشابه يشبه بعضه بعضًا ليس فيه تناقض ولا اختلاف مثنى
فيه كل ذكر ليكون بعض ذكر تفسير بعضه تقشعر منه جلود الذين يخشون

قولہ۔ اس آیت اور اس کی تفسیر سے (جو آپنے کی ہے) گو یہ ثابت ہو کہ قرآن کی بعض
آیات بعض کی تفسیر ہین مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ حدیث قرآن کی تفسیر نہین ہے،
اور آپنے خود بھی اس آیت سے یہ نتیجہ نہین نکالا بلکہ دلی زبان سے یہ قرار کر لیا ہو
کہ عوام الناس کو سمجھانے کے لیے احادیث سے بھی قرآن کی تفسیر ہوئی ہے۔ اور آ
آیہ یا پہلی چار آیتون سے یہ بھی ثابت نہین ہوتا۔ کہ صحت احادیث کا معیار قرآن
شریف ہے۔ پھر ان آیات کو اس مدعا کے ثبوت کے لیے پیش کرنے سے بجز تکرار بلا
حاصل وتطویل بلا طائل کیا مقصود ہے۔ آخری آیہ کی تفسیر مین جو آپنے
حالات باطنی کی تشریح کی ہے یہ محض اجنبی ہے۔ جسکو نہ ہمارے سوال
سے کوئی تعلق ہے نہ آپکے جواب سے۔ لہذا اسکے بیان مین اپنے پندرہوین
دفعہ خروج از بحث کا ارتکاب کیا و معہذا اپنے آئین ارتکاب سرقہ کیا۔ کیونکہ اس

ربھم یعنی یستولی جلالتہ وھیبتہ علی قلوب الخاشعین تقشعر جلودھم
من کمال الخشیۃ والخوف یجاھدون فی طاعۃ اللہ لیلاً ونھاراً لتحریک
تاثیرات جلالیۃ وتنبیہات قہریۃ من القرآن ثم یبدل اللہ حالتھم من التالم الی
التلذذ فیصیر الطاعۃ جزء طبیعتھم وخاصۃ فطرتھم فتلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ
یعنی یسیل الذکر فی قلوبھم سیلان الماء ویصدر منھم کل امر فی طاعۃ اللہ بکمال
السھولۃ والصفاء لیس فیہ ثقل ولا تکلف ولا ضیق فی صدورھم بل یتلذذون
بامتثال امر ربھم ویجدون لذۃ وحلاوۃ فی طاعۃ مولاھم وھذا ھو المنتھی الذی
ینتھی الیہ امر العابدین والمطیعین ویبدل اللہ الالم باللذات ؕ

تشریح کا مضمون آپنے تفسیر رحمانی وغیرہ سے لیا مگر اونکا حوالہ نہین دیا بلکہ یہ جتایا کہ
یہ اپکا ایجاد طبع زاد ہے

ونیز اس تشریح مین مسلمانون کو دہوکہ دیا اور یہ جتایا ہے کہ اس مضمون کے
مصداق خود بدولت ہین اور اس مین کذب محض سے کام لیا۔ اپکو خشیت و ہیبت
الٰہی و معارف و حقائق قرآنی سے کیا تعلق۔ اطاعت و عبادت و ذکر سے کیا نسبت
اور جو یہ باتین آپ قرآن سے نکالتے ہین اونکو دین سے کیا مناسبت۔ وہ تو ملحدانہ و منافقانہ
مفتریات ہین نہ معارف قرآنیہ و نکات (فتوی علماء ہندوستان و پنجاب اشاعۃ السنۃ
(نمبر ۵ و نمبر ۶ جلد ۱۳ میں ملاحظہ ہو)
آپکی اطاعت و عبادت و ذکر کا یہ حال کہ مدت العمر جمعہ جماعت کا التزام نہین
رہا۔ آپ سے اور ذکر کیا ہو گا۔ نماز کے بعد تیتیس تینتیس دفعہ سُبحان اللہ والحمد للہ
کہنا اپکو نصیب نہین ہوتا۔ اپکو دس ہزار روپیہ مالیت کی ملکیت کا دعوی ہے،
مگر کبھی زکوۃ نہین دی۔ ساٹھہ سال عمر کو پہنچے مگر ابتک حج کعبہ کی توفیق
نہ ملی۔ اخلاق کا یہ حال ہے کہ بازاری فحش اور عامیانہ گالیون سے اپکا قلم و زبان

اب ان تمام محامد سے جو قرآن کریم اپنی نسبت بیان فرماتا ہے صاف اور صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقاصد عظیمہ کی آپ تفسیر فرماتا ہے اور اسکی بعض آیات بعض کی تفسیر واقعہ ہین یہ نہین کہ وہ اپنی تفسیر مین بہی حدیثون کا محتاج ہے بلکہ صرف ایسی امور جو سلسلہ تعامل کے محتاج تھے وہ اس سلسلہ کے حوالہ کر دی گئے ہین۔ اور ماسوا ان امور کے جسقدر امور ہین انکی تفسیر بھی قرآن کریم مین موجود ہے ہان باوجود اس تفسیر کی حدیثون کے رو سے بہی عوام کے سمجہانے کے لیے جو لائمہ کی گردہ مین داخل ہین زیادہ تر وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے لیکن جو اس امت ہین۔

نہین بچ سکتے آپ کا رسالہ شحنہ حق و فیصلہ آسمانی وغیرہ تصانیف اور ہمارا جواب فیصلہ آسمانی وغیرہ پرچہ ہائے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ و ۱۳ ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو ان بیانات کی پوری تصدیق [illegible] ایسے اعتقادات و اخلاق و عبادات و طاعات والے اشخاص انکشاف معارف قرآنی کے محل ہون تو پہر وہ معارف یقیناً رحمانی نہین شیطانی ہونگے۔

ادعا ۲ و ۳ و ۴ آئینہ صفحہ [illegible] - ان چارون فقرون مین قادیانی نے عجب روباہ بازی کی ہے۔ اور کید قادیانی کی پوری داد دی اور شتر مرغی کر دکہائی ہے۔ پہلی فقرہ مین اسنے قرآن کا اپنی تفسیر مین محتاج احادیث ہونا بیان کیا ہے۔ دوسرے فقرہ مین اسکو تعامل کا جو احادیث متعاملہ* و سنن متوارثہ مین پایا جاتا ہے۔ محتاج بنایا۔ تیسری فقرہ مین دبی زبان سے حدیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم کیا۔ چوتھے فقرہ مین بہسر حقیقۃً انکا مفسر قرآن ہونا ظاہر کیا۔

اس روباہ بازی و شتر مرغی سے اسکا مقصود یہ ہے کہ اگر جانب ثانی نے حدیث کا مفسر قرآن ہونا ثابت کر دیا تو مین کہونگا کہ مینے حدیث کی مفسر قرآن ہونے

* یہ قادیانی ہی کے الفاظ ہین اسکی تحریر عشرہ کاملہ وغیرہ مین ملاحظہ ہو۔

اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کا گروہ ہے۔ وہ قرآن کریم کی تفسیرون سے کامل طور پر فائدہ حاصل کرتا ہے لیکن اس امر کا زیادہ لکہنا چندان

کیک انکار کیا ہے (اور ایسا ہی آپسے وقوع مین آیا ہے نمبر ۸ مین ہمنے حدیث کا مفسر قرآن ہونا بشہادت قرآن وحدیث وآثار ثابت کیا تو اسکے جواب مین اپنی تحریر نمبر ۹ مین آپنے صاف کہدیا کہ مین نے کہان اور کس جگہ کہا ہے کہ حدیث قرآن کی مفسر نہین الخ) اور اگر جانب ثانی نے اسکا ثبوت پیش نہ کیا تو اس انکار کے ذریعہ سے ان احادیث کو اڑایا جائیگا جنکو تفصیل نزول حضرت مسیح وغیرہ میز پیش کیا جاتا ہے۔ ہم اسکے اس کلام سے اسکی غرض ومقصود کے مخالف نتیجہ نکال سکتے اور اسکو الزام دے سکتے ہین۔ اسکے پہلے فقرہ کی نظر سے اسکو حدیث کے مفسر قرآن ہونے سے منکر ہونے کا الزام دے سکتے ہین (چنانچہ نمبر ۸ مین ہمسے وقوع مین آیا ہے) اور اُسکے تیسرے فقرہ کی نظر سے اسکو حدیث کے مفسر قرآن ہونیکا قائل بناکر اسپر ان احادیث سے الزام قائم کرسکتے ہین جو نزول مسیح وغیرہ مین قرآن کی تفسیر کر رہے ہین۔ فقرہ سوم کے برخلاف دوسرے اور چوتھے فقرہ مین جو کادیانی نے قرآن کا امور غیر متعاملہ مین اپنا مفسر آپ ہونا انمین حدیثون کیطرف محتاج نہونا بیان کیا ہے۔ وہ محض غلط وخلاف واقعہ ہے۔ امور غیر متعاملہ کا بڑا حصہ وہ اعتقادیات ہین جو حالات برزخ اور وقائع حشر ونشر وصفات بہشت ودوزخ مین وارد ہین انکی تفصیل وتفسیر جو احادیث مین وارد ہے۔ اور اہل اسلام کے مختلف فرقون مین وہ اتفاق کے ساتھ مسلم چلے آئے ہین۔ وہ قرآن مین کہین نہین ہین کادیانی وہ تفاصیل وتفاسیر قرآن سے نکالدی تو ہر ایک امر کی تفصیل پر ہمسے پانچ روپیہ انعام لے ورنہ ندامت کیساتھ ان فقرات (۲ و ۴) کو واپس لے۔

ضروری نہین ضروری امر تو صرف اسی قدر ہے کہ ہر یک حدیث مخالف ہونے
کی حالت مین قرآن کریم پر پیش کرنی چاہیے چنانچہ یہ امر ایک مشکوٰۃ کی حدیث سے
بہی حسب منشاء ہمارے بخوبی طے ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے عن الحارث
الاعور قال مررت فی المسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث
فدخلت علی علیؓ فاخبرتہ فقال او قد فعلوھا قلت نعم قال اما انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انہا تکون فتنۃ قلت ما المخرج

کادیانی اور اسکے اتباع نے صرف احادیث متعلقہ نزول مسیح کو ناقابل تفسیر
قران بنانے کی غرض سے تفسیر قرآن ہونے کے لیے احادیث متعلقہ اعمال کو
مخصوص کیا اور جملہ احادیث متعلقہ اعتقاد کو ناقابل تفسیر قرار دیا اور یہ خیال کیا
کہ اس اصول پر جملہ احادیث متعلقہ تفاصیل برزخ و حشر و نشر و احوال جنت
و اہوال دوزخ مہمل ابکار ہو جائے گی۔ افسوس افسوس۔ افسوس۔

۵۱۔ اسباب مین جو کچہ آپنے لکہا ہے وہ کونسا ضروری امر تھا۔ اسکے بیان مین
ہی آپنے خروج از اصل بحث و مطلب کہا جسکی یہ سولہوین دفعہ ہے۔

۵۲۔ مخالفت معلوم و ثابت ہو جائے تو پہر عرض کی کیا حاجت ہے۔ عرض تو قائلین
عرض کے نزدیک بہی قبل از علم مخالفت و موافقت ہونا چاہیے۔ آپ کے
اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سخن فہمی مین ایسے طاق ہین کہ اپنی کلام کا
مطلب بہی نہین سمجہتے اور پہر یہ دعویٰ کہ الہام و تفہیم الٰہی میری شامل حال ہے
اور روح القدس آپکا سہیم ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔

کادیانی کی آنکہ ہے اور کانے ہوکر تقلید کرنے والے اور اسکی ان تحریرات کے
مضمون سے اسکا ملہم و موئد من اللہ ہونا ثابت کرنیوالے اسکو اس قول کو بہی مجانب الہند سمجہنگے۔

خروج نمبر ۱۴

عنھا یا رسول اللہ ؐ قال کتاب اللہ فیہ نباء ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما
بینکم ھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدی فی
غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین ..... من قال بہ صدق ومن عمل بہ اجر ومن حکم
بہ عدل ومن دعا الیہ ھدی الی صراط المستقیم - یعنی یہ روایت ہی حارث اعور سے
کہ مین مسجد مین جہان لوگ بیٹھے تھے اور حدیثون مین خوض کر رہے تھے گذرا سو مین یہ
بات دیکھ کر کہ لوگ قرآن کو چھوڑ کر دوسری حدیثون مین کیون لگ گئے - علی کے پاس
گیا اور اسکو جا کر یہی خبر دی علی نے مجھے کہا کہ کیا سچ یہ لوگ احادیث کی خوض مین
مشغول ہین اور قرآن کو چھوڑ بیٹھے ہین - مینے کہا کہ ہان - تب علی نے مجھے کہا کہ یقیناً
سمجھ کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا یعنی دینی امور مین لوگون کو غلطیان لگینگی
اور اختلاف مین پڑینگے اور یہہ کا کچھہ سمجھہ نہین سکینگے - تب مین نے عرض کیا کہ
اس فتنہ سے کیونکر رہائی ہوگی - تب آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ کے ذریعہ سے رہائی ہوگی
اسمین تم سے پہلون کی خبر موجود ہے اور آنے والے لوگون کی بھی خبر ہے اور
جو تم مین تنازعات پیدا ہون انکا انمین فیصلہ موجود ہے - وہ قول فصل ہے ہزل
نہین جو شخص اسکو جبارون مین سے ترک کریگا خدا تعالےٰ اسکو ہلاک کرے گا اور جو
شخص اسکے غیر مین ہدایت ڈھونڈھے گا اور اسکو حکم نہین بنائیگا خدا تعالی اسکو گمراہ کردیگا -

---

۱ و ۲ و ۳ و ۴ - اس حدیث کا ہماری تحریر ہشتم مین کافی جواب دیا گیا ہے - یہان ناظرین اسکی
ترجمہ کے الفاظ نمبر ۲ و ۳ و ۴ کو دیکھین کہ انمین احادیث سے احادیث نبویہ مراد
بتائی ہے - اور اس سے پوری تحریف جو یہودیت کہلاتی ہے اختیار کی ہے
اس تحریف سے آپنے وہ نتیجہ نکالا ہے جسکا ذکر حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۱۳۹ مین ہے -

وہ حبل اللہ المتین ہے جسنے اسکے حوالہ سے کوئی بات کہی اُسنے سچ کہا اور جسنے اسپر عمل کیا وہ ماجور ہے اور جسنے اسکے روسے حکم کیا اُسنے عدالت کی اور جسنے اسکی طرف بلایا اُسنے راہ راست کیطرف بلایا رواہ الترمذی والدارمی۔

اب ظاہر ہے کہ اس حدیث مین صاف اور صریح طور پر خبر دی گئی ہے کہ اس امت مین فتنہ ہو جائیگا اور لوگ طرح طرح کے مذاہب نکال لین گے اور انواع اقسام اختلافات اس امت مین باہم پڑ جائینگے تب اس فتنہ سے مخلصی پانے کے لیے قرآن کریم ہی وسیلہ ہوگا۔ جو شخص اسکو محک اور معیار اور میزان قرار دیگا وہ بچ جائیگا اور جو شخص اسکو محک قرار نہین دیگا وہ ہلاک ہو جائیگا۔

اب ناظرین انصاف فرماوین۔ کیا یہ حدیث باآواز بلند نہین پکارتی کہ احادیث وغیرہ مین جسقدر اختلافات باہمی پائے جاتے ہین انکا تصفیہ قرآن کریم کے روسے کرنا چاہئے ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ اسلام مین تہتر فرقے ہو گئے ہین ہر ایک اپنے [illegible] کرتا ہے اور دوسرے کی حدیثون کو ضعیف یا موضوع قرار دیتا ہے۔ چنانچہ دیکھنا چاہئے کہ

۱ - اس نتیجہ کا ماخذ و مولد وہی تحریف ہے جو لفظ احادیث کے ترجمہ مین آپنے کی ہے اور درحقیقت کسی مسلمان کے نزدیک اس حدیث مین لفظ احادیث نبویہ (جو وحی غیر متلو ہوتی ہے) مراد نہین بلکہ احادیث کے لغوی معنے لوگون کی باتین جو قرآن حدیث کے برخلاف۔ وہ اسوقت کر رہی تھے مراد ہین اسکی تفصیل تمہاری تحریر نمبر ۸ مین ہے۔ اور لفظ حدیث کی لغوی معنے تفصیل اور تشریح حواشی نمبر ۲ و ۳ تحریر نمبر سوم کادیانی مین صفحہ ۲۱۹ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۱۳ مین ہو چکی ہے۔

۲ - یہ محض غلط و مغالطہ ہے جو اختلافات محمدیہ کے بہتر فرقون نے فرقہ اہلسنت وجماعت نے کیا ہے وہ احادیث طرف جمع کرنے پر مبنی نہین ہے۔ بلکہ وہ اختلاف احادیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے تمسک کرنے پر (جیسا کہ آجکل کادیانی کر رہا ہے) مبنی ہے۔

خود حنفیوں کی بخاری

معتزلہ جو معافی گناہوں کے لیے شفاعت انبیاء سے منکر ہیں وہ

لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ (البقرہ ع ۳۴)

++ استاذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ فاذا رایتہ وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی فیقول ارفع محمد راسک وقل تسمع اشفع تشفع متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۴۸۸)

اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ او نفسہ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۱)

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی رواہ الترمذی وابوداؤد (مشکوٰۃ ص ۴۸۶)

اس انکار پر ان آیات قرآن سے تمسک کرتے ہیں جنہیں قیامت کے دن شفاعت نہ ہونیکا ذکر ہے اور اگر وہ اصحاب ہیں حدیث کیطرف رجوع کرتے اور اسمیں یہ صاف تصریح پاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالے کے اذن سے شفاعت کرینگے۔ اور آپ کی شفاعت کا مستحق وہ شخص ہے جو مشرک نہو اور آپکی شفاعت آپکی امت یعنی مسلمان گنہگاروں کے لئے ہے۔ تو وہ انکار شفاعت سے بچ جاتے اور آیات نفی شفاعت کے یہ معنے کرتے کہ وہ کافروں سے مخصوص ہیں جنکے لیے خدا تعالے اذن شفاعت نہ دیگا اور نہ انبیاء انکے لئے شفاعت کرینگے۔

شیعہ وغیرہ جو قیامت کے دن دیدار خدا سے منکر ہیں وہ اس انکار پر اس آیۃ قرآن سے تمسک کرتے ہیں جسمیں ذکر ہے کہ خدا تعالے کو کوئی آنکھ نہیں پاتی۔ اور

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار (انعام ع ۱۳)

وسلم کی

اگر وہ اسباب مین حدیث کی طرف رجوع کرتے اور اسمین یہ تصریح پاتے کہ تم خدا کو

قال جرير بن عبد الله كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ نظر الى القمر ليلة البدر فقال اما انكم سترون ربكم كما ترون هذا لا تضامون في رؤيته (بخاری ص ۱۰۱)

ایسا دیکھو گے جیسا چودھوین رات کے چاند کو دیکھتے ہو جسکے دیکھنے مین آپسمین تم ازدحام نہین کرتے تو خدا کے دیدار کے قائل ہوجاتے اور اس آیۃ کے یہ معنے کرتے کہ دنیا کی آنکھین خدا کو نہین دیکھتی یا اسکے کُنہ کو نہین پاسکتین۔

خوارج جو گناہ کے سبب مسلمانون کو کافر کہتے ہین تو وہ اس تکفیر پر اس آیہ

ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها۔ (نساء ع ۱۳)

قرآن سے تمسک کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ جو شخص مومن کو عمداً قتل کرے وہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔

اور اگر وہ اسباب مین حدیث کی طرف رجوع کرتے اور اسمین یہ تصریح پاتے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويخرج من النار قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن ذرة من خير۔ فقال ابو عبد الله قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس عن النبي صلعم من ايمان مكان خير (بخاری ص ۱۱)

کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہیگا اور اوسکے دلمین ذرہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جائیگا اور بہشت مین داخل ہوگا تو وہ مومن کو گناہ کے سبب کافر خارج از ملت نہ کہتے اور اس آیت کے معنے وہ یہ کرتے کہ جو شخص مومن کو اسکے مومن ہونے کی نظر سے مارے اور ایمان کو برا سمجھے وہ ہمیشہ آگ مین رہیگا۔

تحقیق

معتزلہ جو الہامات وغیرہ کرامات اولیا سے منکر ہین تو وہ اس انکار پر اس

> ولا یظہر علی غیبہ احدًا الّا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدًا
> (سورۃ الجن ع ۲)

آیہ قرآن سے تمسک کرتے ہین جسمین بیان ہے۔ کہ خدا تعالے اپنے غیب پر بجز رسول کسیکو مطلع نہین کرتا۔ اور اگر وہ حدیث کی طرف رجوع کرتے اور انمین بہت سے مواقع مین غیر نبی کا بعض امور غیب پر خدا کی طرف سے مطلع کیا جانا (جیسے حضرت عبد اللہ والد جابر کا جنگ احد مین سب سے پہلے اپنے شہید ہونے پر مطلع ہونا یا حضرت عمر کا کئی منزلون کے فاصلہ سے حضرت ساریہ کے جنگ مین بے موقعہ کٹا ہوا ان کو دکھایا گیا وغیرہ وغیرہ) اسیطرح اگر کرامات اولیاء کرام کو دیکھتے

> عن جابر قال لما حضر احد دعانی ابی من اللیل فقال لا اراني الا مقتولا فی اول من یقتل من اصحاب النبی صلعم وانی لا اترک بعدک اعز علی منک غیر نفس رسول اللہ صلعم وان علی دینا فاقض واستوص باخوانک خیرا فاصبحنا فکان ابی اول قتیل رواہ البخاری وعن ابن عمر ان عمر بعث جیشا وامر علیہم رجلا یدعی ساریہ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول

تو الہامات و کرامات اولیاء اللہ کے قائل ہو جاتے اور اس نفی کو جو آیہ سے مفہوم ہوتی ہے اس حالت و کیفیت پر جس سے انبیا مطلع کئے جاتے ہین یعنی وحی بحراست ملائکہ پر محمول کرتے۔ اسکے نظائر اور بہت ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ہاے ضالہ سے جو فرقہ گمراہ ہوا ہے وہ اسی سبب سے گمراہ ہوا ہے کہ اس فرقہ نے حدیث شارح قرآن کو چھوڑ کر صرف قرآن سے تمسک کیا ہے

احادیث

من الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فهزمونا فاذا بصائح یصیح یا ساریۃ الجبل فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم اللہ تعالی رواہ البیهقی فی دلائل النبوۃ - (مشکوۃ صفحہ ۵۳۶)

اور انکے مقابلہ مین فرقہ اہلسنت وجماعت اس ضلالت سے اسی سبب سے بچے رہے - کہ وہ قرآن مسائل مین احادیث کیطرف رجوع کرکے قرآن کا وہ مطلب سمجھتے ہین جو اسکے شارح ومفسر احادیث سے ثابت ومفہوم ہوتا ہے اور وہی مطلب قرآن اس امت کی سلف صحابہ کی جماعت نے سمجھا ہے - اور اس وجہ سے اس فرقہ کا نام اہل سنت وجماعت رکھا گیا ہے - اس نام مین سنت سے مراد آنحضرت صلعم کا قول وفعل وتقریر ہے جسکا دوسرا نام حدیث قولی وفعلی وتقریری ہے اور جماعت سے صحابہ کی جماعت مراد ہے جنکے اقوال افعال وتقریرات کتب حدیث مین مروی ہین -

اس بیان سے صاف اور قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسوقت اور آئندہ بھی اس ضلالت سے وہی شخص بچیگا جو ذوالوجوہ آیات قرآن کا مطلب حدیث صحیح سے سمجھیگا اور جو شخص احادیث کو چھوڑ کر ایسی آیات کا مطلب اپنی فکر نارسا وفہم نارسا سے کچھ قرار دیگا وہ یقیناً گمراہ ہوگا اور سیدھا جہنم کو جائیگا -

اسی نظر سے حضرت فاروق اعظم نے فرمایا ہے چنانچہ سنن دارمی مین

عن عمر بن الخطاب قال انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ وعن سعید بن جبیر انہ حدث یوماً

آیا ہے - کہ جو لوگ قرآن کی متشابہ آیتین پیش کرین انکو احادیث سے پکڑو کیونکہ حدیث والے قرآن خوب جانتے ہین -

اور سعید بن جبیر نے ایکدن ایک حدیث

پرکرِ قدر

بحديث عن النبي صلعم فقال رجل في كتاب الله ما يخالف هذا قال الا اراني احدثك عن رسول الله وتعرض فيه بكتاب الله كان رسول الله صلعم اعلم بكتاب الله منك (دارمی ص۲۵ و ۷۷)

بیان کی تو ایک شخص نے کہا کہ قرآن مین احادیث کا خلاف ہے تسپر اوہنون نے فرمایا مین آن حضرت صلعم کی حدیث پڑہتا ہون اور تو اسکے مقابلہ مین قرآن پیش کرتا ہے رسول اللہ (جنہون نے یہ حدیث فرمائی ہی) تجہسے بڑہکر قرآن جاننے والے تھے یعنی یہ حدیث مخالف قرآن ہوتی تو آپ نفرماتے۔

اور اسی نظر سے امت محمدیہ کا اسپر اتفاق ہوا ہے چنانچہ شعرانی منہج

اجمعت الامة على ان السنة قاضية على كتاب الله (منہج شعرانی)

مین نقل کیا ہے۔ کہ سنت کتاب اللہ کی وجوہات مختلفہ کا فیصلہ کرنیوالی ہے۔

اور حضرت امام ابوحنیفہ کے پاس حدیث پڑہی جا رہی تہی۔ ایک شخص

دخل عليه مرة رجل والحديث يقرء عنده فقال الرجل دعونا عن هذه الاحاديث فزجره الامام اشد الزجر وقال لولا السنة ما فهم احدنا القرآن۔ (میزان کبری صفحہ ۶۳ ج ۱)

(کادیانی کا کوئی بہائی ہوگا) وہان آیا اور کہنے لگا ان احادیث کو چہوڑ و تسپر حضرت امام ابوحنیفہ نے اوسکو سخت جہڑکا اور فرمایا کہ حدیث نہوتی تو ہم قرآن نہ سمجہتے۔

کادیانی نے جو اسوقت قرآن قرآن کہکر لوگون کو حدیث سے مستغنی و بے اعتقاد کر رہا ہے اور حمقا و جہلاء فرقہ اہلحدیث کو دام مین لا رہا ہے تو اس کا اصل مقصود یہی ہے۔ کہ لوگ قرآن کی ذو الوجوہ آیات کے جو معنے چاہین کرین اور اصلی دین قدیم و صراط مستقیم کو جو اہلسنت و جماعت کو چلنے کی توفیق ملی ہے چہوڑ کر ملحد و مرتد

اعتراض ہین۔ تو اس حالت مین کون فیصلہ کرے۔ آخر قرآن کریم ہی ہے۔ کہ اس گرداب سے اپنے مخلص بندون کو بچاتا ہے۔ اور اسی عروۃ الوثقےٰ کے پنہ سے اسکے سچے طالب ہلاک ہونے سے بچ جاتے ہین۔

اور آپنے جو یہ دریافت فرمایا ہے۔ کہ اس مذہب مین تمہارا کوئی دوسرا ہمخیال بھی ہے۔ تو اسمین یہ عرض ہے۔ کہ تمام لوگ سلہ جو اس بات پر ایمان لاتے ہین کہ قرآن کریم درحقیقت حکم اور رہنما اور امام اور مہیمن اور فرقان اور میزان ہے وہ سب میرے ساتھ شریک ہین۔ اگر آپ قرآن کریم کی ان عظمتون پر ایمان لاتے ہین تو آپ بھی شریک ہین۔ اور جن سلہ لوگون نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہو جائین اور کم سے کم اہل بدعت وضلالت تو بنین ورنہ درحقیقت اسکو قرآن سے بھی کوئی اعتقاد نہین ہے۔ قرآن کو وہ سچا اور لائق اتباع سمجھتا تو اسکی متعدد آیات متعلقہ معجزات مسیح وغیرہ کو صرف عقل کے مخالف سمجھکر کیون ترک کرتا (فتوی علماء ہند وستان پنجاب ملاحظہ ہو۔ جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ و ۵ وغیرہ جلد ۱۳ مین ہے۔

سلہ۔ محض کذب صریح مغالطہ ہے۔ حنفیہ کی مخالفت احادیث بخاری سے وجوہ اجتہادیہ پر مبنی ہے (چنانچہ ہماری تحریر نمبر ۲ مین مفصل بیان ہوا ہے) کادیانی مین کچھ شرم وحیا ہے تو بتادے کہ علماء حنفیہ کو بخاری کی کس حدیث کی صحت پر اعتراض ہے۔ اور وہ کیا ہے۔

سلہ۔ یہ بھی محض کذب وصریح مغالطہ ہے قرآن مجید کو عام مسلمان حکم۔ رہنما۔ مہیمن فرقان وغیرہ جانتے ہین مگر خاص کر ان باتون مین کہ فیصلہ کے لیے جو لوگ اپنی رائے سے کرین امر ا مین انکا یا خود ہا ختلاف ہو نہ حدیث صحیح نبوی مسلّم الصحت کی صحت پرکھنے کے لیے جو وحی غیر متلو کہلاتی ہین اور وہ ہمیشہ موافق ومثل قرآن ہوتی ہے نہ مخالف قرآن۔ آپ باربار یہ دعوی قلم مین لاتے ہین تو ہمکو بھی باربار اسکا یہی جواب دینا پڑتا ہے۔

سلہ۔ اس حدیث مین یہ بیان نہین ہے کہ حدیث صحیح کو فتنہ سے بجز ذریعہ قرآن نجات ممکن نہین ہے۔

فرمایا ہے کہ ایک فتنہ واقعہ ہونیوالا ہے اس سے خروج بجز ذریعہ قرآن کریم ممکن نہیں وہ لوگ بھی میرے ساتھ شریک ہیں اور عمر فاروق ؓ جنہوں نے کہا تھا حسبنا کتاب اللہ وہ بھی میرے ساتھ شریک ہیں اور دوسرے بہت سی اکابر ہیں جنکے ذکر کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے ـ صرف نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں ـ

تفسیر حسینیؒ مین زیر تفسیر آیت وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ لکہا ہے کہ کتاب تیسیر مین شیخ محمد بن اسلم طوسیؒ سے نقل کیا ہے ـ کہ ایک حدیث مجھے پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھ سے روایت کرو اوسکو پہلے کتاب اللہ پر عرض کر لو ـ اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو وہ حدیث میری طرف سے ہوگی ورنہ نہیں ـ سو مین اس حدیث کو کہ مَنۡ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدۡ کَفَرَ ـ قرآن سے مطابقت کرنا چاہا اور تیس سال اس بارے مین فکر کرتا رہا ـ تو مجھے یہ آیۃ ملی واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین ـ اب چونکہ آپنے فرمایا تھا کہ پہلو مین سے کسی ایک کا تو نام لو ـ جو قرآن کریم کو محک ٹہراتا ہے ـ سو مینے بحوالہ مذکورہ بالا نام ثابت کر دیا ـ تو اب آپکو ضد چھوڑ کر مان لینا چاہیے ـ

یہ مطلب آپنے لفظ حدیث کے معنے مین تحریف والحاد اختیار کر کے نکالا ہے ـ لہذا اہل حدیث کے بیان کرنیوالے (گو کیسے ہی قوی یا ضعیف ہوں) آپکے ساتھ نہیں ہیں ـ

۱۵ ـ حضرت عمر فاروق کے قول مذکور کے یہ معنی نہیں کہ حدیث چھوڑ کر قرآن کافی ہے (چنانچہ ہماری تحریر نمبر ۸ مین اسکی تفصیل ہوئی ہے) لہذا حضرت عمر بھی آپکے ساتھ نہیں ہیں ـ

۲ و ۳ و ۴ و ۵ ـ صاحب تفسیر حسینی یا شیخ طوسی نے نہ حدیث مَنۡ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ کی صحت لفظی کو قرآن سے پرکھا ہے ـ اور نہ اسکو عام اصول ٹھہرایا چنانچہ تحریر نمبر ۸ مین بہ تفصیل ثابت کیا گیا ہے ـ لہذا یہ دونو صاحب بھی آپکے موافق نہیں ہین اور انکے فعل و قول سے آپکا مذہب ثابت نہیں ہوتا ـ اب آپ ہی کو مناسب ہے کہ اپنی ضد چھوڑ دین ـ

اور صاف ظاہر ہے۔ کہ چونکہ وہ تمام حدیثین جو سلسلہ تعامل کی تقویت یاب نہین صرف ظن یا شک[۱] کے درجہ پر ہین فن حدیث کی تحقیقاتین اُن کو ثبوت کامل کے درجہ تک نہین[۲] پہونچا سکین اس صورت مین اس محک مقدس سے انکی تصحیح کے لیے مدد نہ لین۔ تو گویا ہم ہرگز نہین چاہتے کہ وہ حدیثین صحت کاملہ کے درجہ تک پہونچ سکین۔

مین متعجب ہون کہ آپ اسبات کے ماننے سے کیون اور کسی وجہ سے رُکتے ہین کہ قرآن کریم ایسی احادیث کے لیے محک معیار ٹھہرایا جائے کیا آپ قرآن کریم کی ان خوبیون کے بارے مین کہ وہ محک اور معیار اور میزان ہے کچھ شک[۳] مین ہین۔

آپ اسبات پر زور دیتے ہین کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ اب انکو بہرحال آنکھین بند کر کے صحیح مان لینا چاہیے۔ لیکن مین سمجھ نہین سکتا کہ یہ اجماع کن لوگون نے کیا ہے اور کس وجہ سے واجب[۴] العمل ہو گیا ہے۔

---

[۱] شک کے لفظ کو ناظرین دیکھین اور پہر جملہ احادیث پر (جنمین صحیحین داخل ہین بلکہ وہ خاص کر مقصود بالحکم ہے) آپکے شکی ہونے کا حکم لگانے کو ملاحظہ فرماوین۔ یہ صحت صحیحین پر آپ کا ستر ہوان حملہ ہے۔

[۲] وہ تحقیقاتین بثبت صحت کامل نہین تو پہر موافقت قرآن جو ایک موضوع حدیث کو بہی حاصل ہو سکتی ہے۔ انکو کامل صحت تک کیونکر پہنچا سکتی ہے۔

[۳] یہ آپ لوگون کو دہوکہ دے رہے ہین ورنہ آپ خوب جانتے ہین۔ اور پرچہ نمبر ۵ مین مان چکے ہین کہ ہمکو قرآن کی خوبیون کی تسلیم مین کچھ شک نہین بلکہ اسکا اقبال ہے (آپکی تحریر نمبر ۵ اور ہماری تحریر نمبر ۸ ملاحظہ ہو)۔

[۴] حدیث صحیحین کے واجب العمل ہونے کو تو آپ بار ہا مان چکے ہین اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ع

دُنیا مین حنفی لوگ پندرہ کروڑ کے قریب ہین وہ اُس اجماع سے منکر ہین۔
ماسوا اسکے آپ صاحبان بھی فرمایا کرتے ہین کہ حدیث کو بشرط صحت ماننا چاہیے
اور قرآن کریم بغیر کسی شرط کے ایمان لانا فرض ہے اب اگرچہ اسبات پر تو ہمارا ایمان
ہے کہ جو حدیث ثابت ہو جائے وہ واجب العمل ہے لیکن اسبات پر ہم کیونکر ایمان
لے آوین کہ ہر ایک حدیث بخاری و مسلم کی بغیر کسی شک و شبہ کے واجب العمل ماننی
چاہیے یہ وجوب کس سند شرعی یا نص صریح سے پیدا ہوتا ہے کچھہ بیان تو کیا ہوتا۔
تفسیر فتح العزیز مین زیر تفسیر آیۃ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کے

وغیرہ مین جلی قلم سے لکھ چکے ہین کہ مین صحیحین کو مانتا ہون۔ بخاری کو اصح الکتب بعد
کتاب اللہ یقین کرتا ہون اور واجب العمل مانتا ہون"۔ آپکو شک ہے تو وجوب اعتقاد ہین ہے
نہ وجوب عمل ہین غرض [illegible] بہی جانتے ہین یہ سوال معاندانہ ہے ؟ یا منافقانہ ؟
منافقانہ ؟۔ بینوا توجروا۔ اسکے جواب مین جو شق اختیار کرین گے اس سے آپکی قلعی
کھلیگی۔ کادیانی کو اہلحدیث سمجھنے والو سوچو۔ کہ وہ اس سوال کے ساتھ اہلحدیث کہلا
سکتا ہے ؟ اور اسکا اقرار اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء دلی قرار ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین۔

۲ و ۵ ۔ ان مغالطات کا مفصل جواب تحریر نمبر ۸ مین دیا گیا ہے۔

۳ و ۴ ۔ یہ آپکا بخاری و مسلم کو شکی و مشتبہ کہنا اور انکے واجب العمل ہونے پر ایمان نہ لانے کا
اقراری ہونا۔ صاف یقین دلاتا ہے کہ جو اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء وغیرہ مین آپنے
وجوب عمل کا اقرار کیا ہے وہ منافقانہ اقرار ہے اور درحقیقت آپ اون کتابون کی
جملہ حدیثون کو واجب العمل نہین سمجھتے اور وجوب عمل کے قائل ہونے کو ایک غلط
و بیدلیل امر جانتے ہین۔ یہ صحیحین پر آپکا اٹھارہوان حملہ ہے۔

۱۹۲

لکہا ہے۔ کہ چنانچہ عبادت غیر خدا مطلق شرک و کفر ست اطاعت غیر او تعالی نیز
بالاستقلال کفر ست ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنہست کہ ربقہ تقلید او در گردن
اندازد و تقلید او لازم شمارد با وجود ظہور مخالفت حکم او بحکم او تعالے۔

اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بھی اپنے ایک خط[ع] مین جو آپ ہی کے نام ہی
جو لاہور کی گول سڑک کے باغ مین آپنے مجھے دیا تھا قرآن کریم کی نسبت چند سطرین
اسی امر کی تائید مین لکھتے ہین اور وہ یہ ہین۔ کہ فقیر را از ابتداء حال میلان بکلام رب عزیز بود

ف۱ ۔ یہ کہلم کہلا اشارہ ہے کہ محدثین کی تقلید بے دلیل سے احادیث صحیحین کو صحیح ماننے
والے کافر ہین۔ کیونکہ وہ اس تسلیم وصحت مین غیر خدا کی اطاعت کرتے ہین۔ جسمین حکم خدا
یعنی قرآن کی مخالفت پائی جاتی۔ کیونکہ بخاری ومسلم کی بہت سی حدثین مخالف قرآن ہین۔
یہ بخاری ومسلم پر کادیانی کا انیسوان حملہ ہے۔ جسمین اسنے بخاری ومسلم کی صحیح
ماننے والون کو بھی شامل کر لیا ہے۔

کادیانی کو اہلحدیث جاننے والو!۔ اب تو کادیانی کی اتباع سے دست بردار ہو جاؤ
ورنہ تمکو تسلیم صحت صحیحین کے سبب اپنا کافر ہونا ماننا پڑیگا۔ یا بخاری ومسلم کی تسلیم
صحت سے دست بردار ہونا۔

ف۲ ۔ حضرت شیخنا ومولانا عبداللہ غزنوی مرحوم کے خط مین یہ تصریح کجا اشارہ بہی پایا نہین جاتا
(وا ورق ۲ صفحہ آئندہ)
کہ انحضرت صلعم کی حدیث صحیح مدون و مدونہ مین داخل ہے۔ صحیحین کو اور دوسری کتب کیحدیث
احادیث صحیحہ کو وہ نصب العین رکھتے۔ اور مدت العمر اپنا دستور العمل بنائے ہوئی تہی۔ کسی حدیث
صحیحین کو انہون نے مخالف قرآن قرار دیکر مدونہ مین کبہی داخل نہین کیا۔ یہ امر انکے
احباب واصحاب واولاد مین سے کسینے انسے نقل نہین کیا۔ کادیانی نے (جو انکی فیض
صحبت سے محروم رہا ہے) خاکسار کے ذریعہ انکا یہ خط پاکر انبر افترا کیا ہے۔

ودعا کردم کہ یا آلہ العالمین دروازہ ہائے کلام خود برین عاجز باز کنید۔ تا الہا شد ومصیبت بسیار شد تا بحدے کہ ہر جا کہ میرفتم بلوا میشد ودل تنگ شدہ ناگاہ القا شد قد نری تقلب وجھك فی السماء فلنولینك قبلة ترضاھا۔ بعد ازان رو بقرآن شد وآیا تیکہ درباب بوجہ بقرآن بود القاے شد مانند اتبعوا ما انزل الیکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وامثال آن تا بحدے کہ یکے روز دیدم کہ قرآن مجید پیش رویم نہادہ شد والقا شد ھذا کتابی وھذا عبادی فاقرء کتابی علی عبادی۔ بس یہ آیۃ کہ مولوی صاحب اپنے القا کی رو سے ذکر فرماتے ہین کہ اتبعوا ما انزل الیکم کیسی فیصلہ کرنے والی آیت ہے۔ جس سے صریح اور صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اول توجہ مومن کی قرآن کریم کیطرف ہونی چاہیے پھر اگر اس توجہ کے بعد کسی حدیث یا قول کو من دونہ مین داخل دیکھے تو اس سے موہنہ پھیر لیوے۔

پھر آپ مجھسے دریافت فرماتے ہین کہ مجھے الزام دیتے ہین کہ بلفظ مسلم کی حدیث کو اس وجہ سے ضعیف ٹھرایا ہے کہ بخاری نے اسکو چھوڑ دیا ہے۔ اسکے جواب مین میری طرف سے یہ عرض ہے۔ کہ موضوع ہونا کسی حدیث کا اور بات ہے اور اوسکا ضعیف ہونا اور بات اور چونکہ دمشقی حدیث ایک ایسی حدیث ہے جو اسکے متعلق کی حدیثین بخاری نے اپنی کتاب مین لکھی ہین مگر اس طولانی حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔ اسلیے بوجہ تعلقات خاص اس حدیث کے جو دوسری حدیثون سے ہین یہ تک ہرگز نہین ہوسکتا۔ کہ بخاری صاحب اس حدیث کے مضمون سے بے خبر رہے ہین بلکہ ذہن اسی بات کیطرف انتقال کرتا ہے کہ انہون نے اپنی راے مین اسکو ضعیف

ع۔ ہماری تحریر نمبر ۲ مین بتفصیل ثابت ہے کہ ضعیف وموضوع ہونا آپکے نزدیک ایک ہے۔ اور آپ مسلم کی اس حدیث کو موضوع جانتے ہین۔

قرار دیا ہے سو یہ میری طرف سے ایک اجتہادی امر ہے۔ اور مین ایسا ہی سمجھتا ہون
اسکو موضوع ہونے سے کچہ تعلق نہین اور یہ بحث اصلی بحث سے خارج ہے۔ اسلیے مین
اسمین طول دینا نہین چاہتا۔ آپکا اختیار ہے جو چاہین رائے قائم کرین پر کہنے والے
خود میری اور آپکی راے مین فیصلہ کر لینگے میرے پر اس امر کا کوئی الزام عائد نہین ہو سکتا
اور پہر آپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۶ کا حوالہ دیکر ناحق ایک طول اپنی کلام کو دیا ہے
میری اس تمام کلام کا ہرگز یہ مطلب[له] نہین ہے۔ کہ مینے فیصلہ کے طور پر کسی حدیث مسلم
یا بخاری کو موضوع قرار دیدیا ہے بلکہ میرا مطلب صرف تناقض کو ظاہر کرتا ہے اور یہ دکہلانا
ہے کہ اگر تناقض کو دور نکیا جائے تو پہر دو نو طور کی حدیثون مین سے ایک کو موضوع ماننا پڑیگا
سو میرے اس بیان مین فیصلہ کے طور پر کوئی حکم قطعی نہین کہ درحقیقت بلا ریب فلان
حدیث موضوع ہے بلکہ میرا تو ابتدا سے مذہب یہی ہے کہ اگر حدیث کی قرآن کریم سے کسی
طور سے تطبیق نہو سکے تو وہی حدیث موضوع ٹہرے گی یا وہ حدیثین جو سلسلہ تعامل کی متواترہ
حدیثون سے [illegible] ساتھ کثرت
اور قوت رکھتی ہین وہ موضوع ماننی پڑے گی۔ اگر مین کسی حدیث کو مخالف قرآن ٹہراؤن
اور آپ انکو موافق قرآن کر کے دکہلا دین تو مین اگر فرض کے طور پر اسکو موضوع بھی قرار
دون تب مین عند التطابق اپنے مذہب سے رجوع کرونگا میری غرض تو صرف اسی قدر ہے
کہ حدیث کا قرآن کریم سے مطابق ہونا چاہیے۔ ہان اگر سلسلہ تعامل[عه] کی رو سے کسی حدیث

له۔ یہی مطلب ہے اور آپنے اچہے طور سے احادیث صحیحین متعلقہ دجال کو موضوع قرار دیا ہے۔
ہماری تحریر نمبر ہ ملاحظہ ہو۔

عه۔ احادیث سلسلہ تعامل سے آپ کی مراد وہ احادیث ہین جو متعلق عمل ہین جنمین احادیث متعلقہ
(دفعہ ابراہیمیہ)
فروعات اختلافی بہی داخل و شامل ہین۔ ایسی احادیث کو باوجود مخالف قرآن قطعی و حجت